اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

''خبردار! بے شک اولیاء اللہ کو نہ خوف ہے اور نہ انہیں کوئی غم ہوگا'' (سورۃ یونس: 62)

بزمِ نقشبندیہ

﴿حسب الارشاد﴾

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت

صاحبزادہ حضرت پیر سید جعفر علی شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کانوالہ شریف سیالکوٹ

﴿مصنّف و مرتب خاکپائے اولیاء﴾

مولانا محمد اشرف فاروقی نقشبندی مجددی

موضع سرخ پور تحصیل و ضلع گجرات

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب : بزم نقشبندیہ

حسب الارشاد: پیر طریقت، رہبر شریعت

صاحبزادہ حضرت پیر سید جعفر علی شاہ صاحب مدظلہ العالی

مصنف و مرتب: مولانا محمد اشرف فاروقی نقشبندی مجددی موضع سرخ پور گجرات

کمپوزر : محمد آصف نقشبندی موضع محال نگر سیالکوٹ

شائع کردہ: آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کانو والہ شریف سیالکوٹ

کتاب کے ملنے کا پتہ:

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کانو والہ شریف سیالکوٹ

فون نمبر: 0345-6748146

☆۔ مولانا محمد اشرف نقشبندی مجددی موضع سرخ پور گجرات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الانتساب

شمس العارفین، عالم شریعت، مخزن طریقت، فنافی الرسول ﷺ، قطب الاقطاب حضور قبلہ عالم حضرت علامہ پیر سیّد **اعظم علی شاہ** رحمۃ اللہ علیہ آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کمانوالہ شریف سیالکوٹ کے نام منسوب کرتا ہوں جن کی ایک نگاہ و کرم اغیار کو اپنا کر لیتی ہے اور جن کے فیضان سے فقیر کو یہ حقیری کوشش اہل اسلام کی خدمت میں کتاب بدیہ نقشبندیہ پیش کرنے کی توفیق حاصل ہوئی۔

سوئے دریا تحفہ آوردم صدف

گر قبول افتد زہے عز و شرف

خاکپائے اولیاء

مولانا محمد اشرف فاروقی نقشبندی مجددی

خادم آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

کمانوالہ شریف سیالکوٹ

نذرانہ عقیدت

فقیر راقم الحروف اپنی اس کاوش کو پیر طریقت ، رہبر شریعت، حضور قبلہ عالم حضرت صاحبزادہ پیر سید **جعفر علی شاہ** مدظلہ تعالیٰ سجادہ نشین آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کمانوالہ شریف سیالکوٹ کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش کرتا ہے۔ جن کی نظر اور شفقت سے یہ فقیر اس قابل ہوا کہ بزرگان دین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی خدمت کرتے ہوئے چند سطور ہدیہ قارئین کر سکے۔

پیر مرید دی پریت انوکھی شالا فرق نہ آوے

فرق آیاں سب کھیتی کتری پل وچ غرق ہو جاوے

خاکپائے اولیاء

مولانا محمد اشرف فاروقی نقشبندی مجددی

خادم آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

کمانوالہ شریف سیالکوٹ

حسن ترتیب

صفحہ نمبر	حسن ترتیب	نمبر شمار
۷	تقریظ	۱۔
۱۱	پیش لفظ	۱۔
۱۵	اولیاء کرام اور کائنات کا باطنی نظام	۲۔
۳۳	طریقہ نقشبندیہ کے فضائل اور امتیازی خصوصیات	۳۔
۵۱	اصطلاحات نقشبندیہ	۴۔
۶۳	مرشد شیخ طریقت کی ضرورت	۵۔
۷۴	بیعت کی اہمیت	۶۔
۸۱	اللہ جل جلالہ	۷۔
۸۴	سید عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ	۷۔
۹۱	حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	۸۔
۱۰۱	حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	۹۔
۱۱۰	حضرت قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ	۱۰۔
۱۱۷	حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ	۱۱۔
۱۲۴	حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ	۱۲۔
۱۳۳	حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۳۔
۱۴۲	حضرت بوعلی فارمدی طوسی رحمۃ اللہ علیہ	۱۴۔
۱۴۹	حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۵۔
۱۵۶	حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۶۔

۱۷۔	حضرت خواجہ ریوگری رحمۃ اللہ علیہ	۱۶۵
۱۸۔	حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ	۱۷۰
۱۹۔	حضرت خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ	۱۷۵
۲۰۔	حضرت بابا محمد سماسی رحمۃ اللہ علیہ	۱۸۱
۲۱۔	حضرت خواجہ شمس الدین امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ	۱۸۶
۲۱۔	حضرت سید بہاؤ الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ	۱۹۴
۲۲۔	حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ	۲۰۰
۲۳۔	حضرت مولانا محمد یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ	۲۰۵
۲۴۔	حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ	۲۱۱
۲۵۔	حضرت خواجہ محمد زاہد وخشی رحمۃ اللہ علیہ	۲۱۷
۲۶۔	حضرت خواجہ مولانا درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ	۲۲۲
۲۷۔	حضرت خواجہ محمد مقتدی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ	۲۲۷
۲۸۔	حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ	۲۳۳
۲۹۔	حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	۲۳۹
۳۰۔	حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ	۲۴۸
۳۱۔	حضرت خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ	۲۵۴
۳۲۔	حضرت خواجہ محمد زبیر سرہندی رحمۃ اللہ علیہ	۲۵۹
۳۳۔	حضرت خواجہ محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ	۲۶۳
۳۴۔	حضرت حافظ سید محمد جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ	۲۶۷
۳۵۔	حضرت خواجہ سید محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ	۲۷۳
۳۶۔	حضرت خواجہ محمد فیض اللہ تیراہی رحمۃ اللہ علیہ	۲۷۷

۳۷۔	حضرت خواجہ نور محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ	۲۸۳
۳۸۔	حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ	۲۸۹
۳۹۔	حضرت خواجہ حافظ عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ	۲۹۶
۴۰۔	حضرت پیر سیّد راجن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ	۳۰۴
۴۱۔	حضرت پیر سیّد عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ	۳۱۳
۴۲۔	حضرت پیر سیّد اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ	۳۲۵
۴۳۔	شجرہ مقدسہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین	۳۳۴
۴۴۔	ختم خواجگان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین	۳۴۷
۴۵۔	بزم نقشبندیہ مجددیہ جن کتابوں سے مدد لی گئی	۳۴۹

تقریظ

فقیر ابوالحامد محمد ضیاء اللہ قادری صاحب خطیب جامع حنفیہ تحصیل بازار سیالکوٹ۔

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ وَ نُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَ عَلٰی آلِهٖ
وَ اَصْحَابِهٖ وَ اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ وَ اَوْلِیَائِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

اما بعد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مرتبہ مبلغ اہل سنت جناب صوفی محمد اشرف صاحب کا مطالعہ کیا کتاب کے مطالعہ کے بعد وہی اثر دل پر ہوا جو کسی ولی اللہ کی محفل میں حاضر ہو کر ہوتا ہے۔ اللہ کریم نے اپنے پیارے حبیب نبی کریم محمد مصطفی ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے مولانا صوفی محمد اشرف صاحب سے یہ عظیم کام لیا ہے۔

بہت کم ایسے ارادتمند اور عقیدت مند ہوتے ہیں جو اپنے اسلاف اور بزرگوں کا کارناموں کو محفوظ رکھتے ہیں۔صرف محفوظ ہی نہیں بلکہ ان کی اشاعت کر کے ان کے فیوض و برکات کو عام کرتے ہیں۔

حضرت سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ صالحین اور بزرگان دین کے واقعات اور سوانح حیات اللہ تعالیٰ لشکروں میں سے ایک لشکر مانند ہیں۔ان سے مریدین ،متعلقین،متوسلین،معتقدین کے قلوب مطمئن اور ثابت قدم رہتے ہیں۔صوفی صاحب نے امام الانبیاء،شہنشاہ دوجہاں،،شافع روز جزا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ و

اصحابہ وبارک وسلّم سے لے کر اپنے شیخ طریقت حضرت پیر سید اعظم علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تک تمام حضرات کی سوانح حیات مختصر انداز میں بیان کر کے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے حضرات کے لیے ایک بہترین مجموعہ تیار کر دیا ہے۔
دعا گو ہوں کہ اللہ کریم بجاہ النبی العظیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم اس کو قبول عام فرمائے اور جملہ مسلمانوں کو اس سے استفادہ کرنے کی توفیق بخشے۔ (آمین)۔

پیش لفظ

یہ فقیر اپنے بزرگوں اور قارئین کرام کی خدمت میں یوں عرض گزار ہے کہ بندہ پر تقصیر کو سن شعور ہی سے بزرگان دین اور اولیائے عظام کے حالات و واقعات سننے اور پڑھنے کا شوق جنون کی حد تک تھا اور زمانہ طالب علمی میں ہی اولیائے کرام کے ساتھ یہ تعلق بیعت مرشد کی شکل میں مضبوط ہو گیا اور ہونا بھی چاہیے تھا کیونکہ ان نفوس قدسیہ کی دوستی زندہ جاوید ہونے کا ایک ذریعہ ہے۔

اولیاء اللہ کے دل نور مشاہدۂ جمال باکمال و مکاشفہ جلال لایزال سے منور روشن اور تاباں ہیں۔ وہ مشعل نور ہیں وہ تاریکی اور ظلمت کو دور کرنے والے ہیں وہ سوز و ساز عشق و محبت، خلوص، صدق لطف و عطا، جود و سخا، مہر و وفا، حب و ولا کا پیکر ہیں۔

خلوص ان کا ہتھیار ہے اخلاق ان کی ڈھال ہے صدق ان کی تلوار ہے، عشق ان کا تیر ہے تحمل ان کا شعار ہے، توکل و قناعت کی دولت ان کے پاس بے شمار ہے۔ وہ ذہنی غلامی سے آزاد ہیں فائدے کی امید اور نقصان کا خوف ان کو محکوم اور غلام نہیں بنا سکتا۔ انہوں نے ایک ایسے قانون حیات کی بنیاد ڈالی جس کی رو سے انسان کا انسان سے محبت نہ کرنا ایک جرم ہے۔

انکے قانون حیات کے تمام باب، اور ہر باب کی تمام دفعات اور منشاء ایک ایسے معاشرے کی تشکیل کرنا ہے کہ جس میں روحانی خصوصیات و خوبیوں کو ممتاز و نمایاں درجہ حاصل ہو اور جہاں محبت، انسانیت، خدمت، ہمدردی، اخوت، مساوات، ایثار، صدق، خلوص، بردباری اور تسلیم و رضا کی بالادستی کارفرما نظر آتی ہے۔

ان نفوس قدسیہ نے احکم الحاکمین کے حکم کے مطابق عمل کیے۔ لہذا حیات ابدی انہی کے لیے مقدر ہے۔ ایسے لوگ یقیناً قابل قدر ہیں یہ پاکیزہ ہستیاں عالم انسانیت کے لیے سرمایہ افتخار ہیں اور ظلمت کدہ حیات میں روشنی کے مینار ہیں۔ لہذا انہی کی باتیں سنیں۔ انہی سے دل لگائیں اور انہی کی پاکیزہ زندگیوں کے مطابق اپنی زندگی گزاردیں۔

تاکہ کل قیامت کے دن ان کے جھنڈوں تلے ہم جیسے گنہگاروں کو بھی جگہ مل جائے۔ کیونکہ حدیث نبوی ﷺ ہے۔

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" (آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے)۔

قارئین کرام!

دنیا میں بڑے بادشاہ آئے اور چلے گئے یہاں تک کہ اب انہیں کوئی پوچھتا بھی نہیں۔ ادھر یہ خرقہ پوش ہیں کہ انہیں دنیا سے رخصت ہوئے مدتیں گزر گئیں مگر ان کی یاد ہے کہ دلوں میں ابھی باقی ہے۔ صدق ووفا کے جو چراغ انہوں نے روشن کیے زمانے کی تیز وتند آندھیاں انہیں بجھا نہیں سکتیں۔ لوگ انہیں یاد کرتے چلے آئے ہیں اور تا قیامت کرتے چلے جائیں گے۔ وہ بزرگ جہاں جہاں بھی حیات سرمدی کی چادر تانے آسودۂ خواب ہیں وہ مقام عقیدتوں کے مرکز اور عوام وخواص کے مرجع بنے ہوئے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ اللہ والوں کے واقعات اور ان کے حالات یقیناً اس قابل ہیں کہ ان کی تحقیق وتدوین کی جائے اور ان سے سبق حاصل کیا جائے۔ کاشف حقائق علامہ بدر الدین سرہندی قدس سرہ نے "حضرات القدس" کے دیباچہ میں تحریر فرمایا ہے کہ:

"جو شخص اپنے پیران سلسلہ کے حالات، ارشادات مقامات اور کرامات لکھے تو اس کے ہر حرف کے بدلے ستر ستر نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جائیں گی"

صوفیاء کرام کے سردار حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:
"مرید کے لیے پیر و مشائخ کا کلام پڑھنے لکھنے اور سننے میں بہت فائدے ہیں جن کی کوئی حد نہیں۔ ان کا کلام اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے جس سے مریدین کے دلوں کو تقویت حاصل ہوتی ہے اور وہ اپنے کام میں اچھی طرح مشغول ہو جاتے ہیں اور انہیں شرح صدر انبساط حاصل ہوتا ہے اور غرور اور خود پسندی سے پاک ہو جاتے ہیں"
کسی نے دریافت کیا کہ اس کی کوئی دلیل بھی ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہاں اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

وَ كُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ وَ جَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَ مَوْعِظَةٌ وَّ ذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ (سورہ ہود۔ ۱۲۰)

"اور سب کچھ ہم تمہیں رسولوں کی خبریں سناتے ہیں جس سے تمہارا دل ٹھہرائیں۔ اور اس صورت میں تمہارے پاس حق آیا اور مسلمانوں کے لیے نصیحت"
ارشاد رسول مقبول ﷺ ہے۔ تَنَزَّلُ الرَّحْمَةُ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِيْنَ۔
صالحین کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"جو ان (اولیاء اللہ) کو پہچان لیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو پالیتا ہے۔ اور ان کی نگاہ دوا ہے۔ ان کی گفتگو شفاء ہے اور ان کی صحبت نور ہے" ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ: "اولیاء اللہ کے حالات کا مطالعہ اپنے اندر کیمیا تاثیر رکھتا ہے اور دل کی دنیا بدلنے لگتی ہے"۔ چنانچہ اس امر پر امت محمدیہ ﷺ کا اجماع ہے کہ تفسیر و حدیث کے بعد بزرگان دین کے ارشادات بہترین کلام ہیں لہذا خاکسار کو خیال ہوا کہ اپنے مشائخ عظام (نقشبندیہ

مجددیہ قدس اللہ اسرارہم کے حالات طیبات جدید تقاضوں کے مطابق "بزم نقشبندیہ" کے نام سے ایک کتاب قارئین کرام کی خدمت میں پیش کی جائے۔ تا کہ نئی نسل کو بتایا جا سکے کہ ان نفوس قدسیہ نے ہر جگہ شریعت وطریقت اور علم وعرفان کی شمعیں کیسے فروزاں کیں اور تبلیغ اسلام کے لیے انہوں نے کیا کیا کارنامے سرانجام دیئے۔ سچ تو یہ ہے کہ جہاں جہاں اسلام موجود ہے وہ کسی نہ کسی صوفی بزرگ کی دعوت حق کا نتیجہ ہے۔

کشف وکرامات کے سلسلے میں اختصار سے کام لیا گیا ہے۔ نہ تو اس کو یکسر نظر انداز کیا گیا ہے اور نہ اس کو خاص اہمیت دی گئی ہے۔ کیونکہ کئی سالوں میں اس موضوع پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ اس لیے اس پر مزید لکھنا بے سود ہے۔ در حقیقت بے داغ سیرت ہی سب سے بڑا معیار ولایت ہے اسی معیار کے پیش نظر ہم نے اس کتاب میں حضرات نقشبندیہ مجددیہ کی سیرت کے خدوخال کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔

مقصد ہے کہ بندگانِ خدا اس کے مطالعہ سے تصوف سے آگاہ، روحانیت سے لذت آشنا اور اپنی زندگیوں کو سنوار کر باخدا بن سکیں۔ بلاشبہ ان کی زندگی کے حالات پڑھنے سے آج بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت اتباع سنت کا جذبہ، عشق کی سرمستی اور سوزوگداز کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ افسوس دورِ حاضر کے مسلمان عقل کے غلام اور مادیت کے پرستار بنتے جا رہے ہیں اور روحانی اقدار اور سوزِ عشق سے محروم ہوتے جا رہے ہیں۔ حالانکہ عشق ہی مسلمان کی زندگی کے لیے حرارت توانائی اور حلاوت کا سرچشمہ ہے۔ آج شاعر مشرق حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی زبان ان الفاظ میں ہم سے مرثیہ خواں ہے:

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے مسلماں نہیں خاک کا ڈھیر ہے

خدا کرے ہم ان بزرگانِ دین اور اولیاء اللہ کی پاکیزہ زندگیوں سے سبق لیں اور اپنی کھوئی ہوئی دولت دوبارہ حاصل کر سکیں۔ان مشائخ عظام کے لطف وکرم سے امیدوار ہوں کہ اس سلسلہ کی میری محنت ومشقت کی جزا کے طور پر مجھے ان بزرگوں کے باطنی خزینوں میں سے انشاء اللہ حصہ ملے گا۔کیونکہ ان بزرگوں کی یاد ہی میرا سرمایہ حیات ہے۔اس میں شک نہیں کہ یہ نا کارہ ان عالی مرتبت بزرگوں اور مشائخ عظام کے صحیح حالات اور ان کے اصل مقام کما حقہ بیان نہ کر سکا۔اور عین ممکن ہے کہ بہت سی خامیاں اور غلطیاں اس کتاب میں رہ گئی ہوں۔اگر اس کتاب میں خامیاں ہیں تو ان کی تمام ذمہ داری مجھ پر ہے اور اگر کچھ خوبیاں ہیں تو وہ سب میرے پروردگار علیم وخبیر کی عطا کردہ ہیں۔

جملہ احباب کی خدمت عالیہ میں التماس ہے کہ وہ عاجز مؤلف اس کے والدین وجملہ اقارب کے لیے دعائے خیر ومغفرت فرمائیں۔

از خاکپائے اولیاء

مولانا محمد اشرف نقشبندی مجددی

﴿جن سے راہنمائی حاصل کی ان کے اسمائے گرامی﴾

۱۔ فخر المشائخ مقتدرۃ العارفین، زبدۃ السالکین، پیر طریقت رہبر شریعت حضرت پیر سید اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کانو والہ شریف سیالکوٹ

۲۔ پیر طریقت، رہبر شریعت، صاحبزادہ حضرت پیر سید جعفر علی شاہ صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کانو والہ شریف سیالکوٹ

۳۔ عبداللہ خان المعروف اللہ کا بندہ خلیفہ اعظم دربان خاص دربار شریف کانو والہ

۴۔ مولوی محمد دین چنگا موضع سمبڑیال سیالکوٹ

۵۔ پیر سید چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ موضع خلیل پور گجرات

۶۔ مولانا محمد یوسف نقشبندی شادیوال سیالکوٹ

اولیاءِ کرام اور کائنات کا باطنی نظام

قرآن کریم میں اللہ جل شانہٗ فرماتے ہیں:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (سورہ یونس آیت 62)

ترجمہ: "خبردار! بے شک اولیاء اللہ کو نہ خوف ہے اور نہ انہیں کوئی غم ہوگا"۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اللہ کے ولی کون لوگ ہیں؟

"ولی" لغت کی رو سے "ولا" سے بنا ہے جس کے معنی ہیں محبت، الفت اور دوستی اور ولی کے معنی دوست یا قریبی۔ اللہ کے ولی سے مراد جو اللہ تعالیٰ کے قریب ہوں یا اللہ تعالیٰ جن سے محبت رکھتا ہے اور وہ اللہ کا قرب حاصل کریں۔

حضرت مولانا نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ولی کے اصل ولا سے ہے جو قرب ونصرت کے معنی ہیں ولی اللہ وہ ہے جو فرائض سے قرب الٰہی حاصل کرے اور اطاعت الٰہی میں مشغول رہے اور اس کا دل نور جلال کی معرفت میں مستغرق ہو۔ جب دیکھے دلائل قدرت الٰہی کو دیکھے اور جب سنے تو اللہ کی آیات ہی سنے اور جب بولے تو اپنے رب کی ثناء ہی کے ساتھ بولے اور جب حرکت کرے تو اطاعت الٰہی میں حرکت کرے اور جب کوشش کرے تو اسی امر کی کوشش کرے جو ذریعہ قرب الٰہی ہو۔

اللہ کے ذکر سے نہ تھکے اور چشم دل سے خدا کو دیکھے کسی غیر کو نہ دیکھے۔ یہ تمام صفات اولیاء اللہ کی ہیں بندہ جب اس مقام پر پہنچتا ہے تو اللہ اس کا ولی ناصر اور معین مددگار رہتا ہے۔

ولایت کی دو اقسام ہیں:

۱۔ ولایت عامہ

۲۔ ولایت خاصہ

☆ ولایت عامہ: یہ تمام مومنین کو مشترک ہے گویا ہر مسلمان اللہ کا ولی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ" (سورہ بقرہ: 257)

"یعنی اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا ساتھی اور مددگار اور ان سے محبت کرنے والا ہے جو ان کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتا ہے"۔

☆ ولایت خاصہ: یہ اہل سلوک اور واصلان حق کے لیے مخصوص ہے اسے "فناء العبد فی الحق و بقاء بہ" بھی کہتے ہیں۔ حضرت ابو علی جرجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ولی وہ ہے جو اپنے حال سے فانی ہو اور حق تعالیٰ کے مشاہدہ کے ساتھ باقی ہو۔ اس لیے ممکن نہیں ہوتا کہ وہ اپنی خبر دے اور وہ اللہ کے بغیر آرام نہیں پاتا۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب کے مصداق ہوتا ہے۔

"حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو اپنے نفس کو اللہ کے لیے فارغ کرے وہ ولی اللہ ہے" مزید آیات قرآنی ملاحظہ فرمائیں (ولی کون لوگ ہیں؟)

۱۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ (سورہ یونس 63)

"یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ سے ڈرتے رہے"

۲۔ اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ - وَلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (سورہ انفال: 34)

"تحقیق اولیاء اللہ نہیں ہوتے سوائے متقی لوگوں کے اور اکثر آدمی نہیں جانتے"

۴۔ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ (سورہ زمر: 23)

"ان کی جلدیں اور ان کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے نرم پڑ جاتے ہیں"

ان اولیائے عظام نے اپنے قلب ونظر اور ظاہر و باطن کا تزکیہ کیا اور ان اخلاق فاضلہ (اخلاق عالیہ) سے مزین ہو کر عزم وہمت اور صبر و استقلال کے ساتھ "فاتبعونی" میں گم ہو کر کمال محبت ومتابعت محمد مصطفیٰ ﷺ میں فنا ہو کر ولایت کے ارفع و اعلیٰ مقام اور بلند مراتب پر فائز ہونے اور اسی لیے ان کی معیشت اختیار کرنے کا اللہ جل شانہ نے حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ۔ (سورہ توبہ: 119)

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو"

تفاسیر میں مفسرین لکھتے ہیں کہ یہاں پر سچوں سے مراد مشائخ صوفیاء و اولیاء کرام ہیں صاحب "کتاب اللمع" لکھتے ہیں کہ: "قرآن مجید کے الفاظ: مقربون۔ صادقین۔ متوکلین۔ مخلصین۔ سارعین الی الخیرات۔ اولیاء۔ ابرار۔ اور شاکرین سے صوفیاء کرام ہی مراد ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ولی وہ ہوتا ہے جسے دیکھنے سے اللہ کی یاد پیدا ہو جائے جس کی بات سے علم میں ترقی ہو جس کے عمل سے آخرت یاد آ جائے (حدیث شریف)

ایک اور حدیث میں ہے کہ "اللہ کے بہترین بندے وہ لوگ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ یاد آ جائے"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن بعض لوگ ایسے ہوں

گے جو انبیاء اور شہداء تو نہیں لیکن انبیاء اور شہداء انکے مرتبوں پر رشک کریں گے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہوں گے؟ محسن انسانیت ﷺ نے فرمایا یہ وہی لوگ ہوں گے جو بغیر کسی قرابت داری اور دنیاوی تعلقات کے اللہ کی رحمت سے لوگوں میں محبوب ہو گئے۔ پس خدا کی قسم ان کے چہرے منور ہوں گے۔ اور انہیں کوئی خوف وغم نہیں ہوگا۔ (ابوداؤد شریف)

اور پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (سورہ یونس: آیت 62)

ترجمہ: "خبردار! بے شک اولیاء اللہ کو نہ خوف ہے اور نہ انہیں کوئی غم ہوگا"

آنحضور ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے خلافت الٰہیہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو ملتی رہی اور آپ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد وہ خلافت اولیائے کاملین کو بہ نیابت ملی۔ جب تک یہ منصب رہے گا قیامت برپا نہ ہوگی۔ انقطاع نبوت کے بعد اولیائے کاملین ہی وارث نبوت ہیں۔ آنحضور ﷺ فرماتے ہیں:

"العلماء ورثۃ الانبیاء" ۔ "علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ان علماء کی تصریح فرماتے ہوئے مکتوبات شریف میں رقم طراز ہیں:

"جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے: العلماء ورثۃ الانبیاء (علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں) اور وہ علم جو انبیاء علیہم السلام سے باقی رہا ہے دو قسم کا ہے ایک احکام اور دوسرا علم اسرار۔ اور عالم وہ شخص ہے جس کو ان دونوں علموں سے حصہ حاصل ہو۔ نہ کہ وہ عالم جس کو ایک ہی قسم کا علم نصیب ہو اور دوسرا علم اس کے نصیب میں نہ ہو کہ یہ بات

وراثت کے منافی ہے کیونکہ وارث کو مورث کے سب قسم کے ترکہ سے حصہ حاصل ہوتا ہے۔ایسے ہی نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل"

ترجمہ: میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔

"ان علماء سے وہی علمائے وارث ہیں کیونکہ عالم مطلق وہ ہے جس کو ان دونوں قسم کے علوم سے پورا حصہ ملا ہو"۔(مکتوب نمبر ۲۶۸ جلد اوّل)

اور ظاہری ہے کہ ان دونوں علوم کے حامل اولیائے کاملین ہی ہیں۔اسی لیے آنحضور ﷺ کی ظاہری حیات کے بعد اللہ جل شانہ نے دعوت الی اللہ کی ذمہ داری انہی علمائے ربانی اور اولیائے حقانی کو سونپ کر ان کو خصوصی انعامات کے ساتھ نوازا اور ان کو خیر امۃ یعنی بہترین امت کا لقب کا عطا فرمایا۔

☆۔اولیائے کرام کا مقام مرتبہ:

اولیائے کرام کی شان کیا ہے اس کے متعلق ہم مختصرا عرض کرتے ہیں۔طوالت کے خوف سے صرف احادیث کے ترجمہ پر اکتفا کیا۔

☆۔امام بخاری اور دوسرے آئمہ حدیث نے یہ حدیث قدسی روایت کی ہے۔

☆۔ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی رکھتا ہے میں اس کو لڑائی سے خبردار کر دیتا ہوں۔اور میرا بندہ کسی شے سے بھی جو مجھ کو بہت محبوب ہے میرا قرب نہیں پا سکتا جو کہ وہ میرے عائد کردہ فرض سے پاتا ہے اور میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب مجھ کو

اس سے محبت ہو جاتی ہے تو میں اس کی وہ سماعت ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور بینائی ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور وہ ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ گرفت کرتا ہے اور وہ پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اگر وہ مجھ سے طلب کرے البتہ میں اس کو دوں گا اور اگر وہ مجھ سے پناہ چاہے تو البتہ میں اس کو پناہ دوں گا اور مجھ کو اپنے کسی کام کے کرنے میں تردد نہیں ہوتا۔ جو تردد مجھ کو مومن کی جان لینے میں ہوتا ہے کیونکہ وہ موت سے ناخوش ہوتا ہے اور اس کی ناخوشی مجھ کو ناپسند ہے اور موت سے مفر نہیں۔ (مشکوٰۃ شریف باب ذکر اللہ والتقرب الیہ)

☆۔ اس حدیث قدسی سے صاف ظاہر ہے کہ جو تقرب فرائض کی ادائیگی سے حاصل ہوتا ہے وہ کسی عبادت سے حاصل نہیں ہو سکتا اور یہ بات ظاہر ہے کہ اولیاء اللہ سے عداوت کرنے والا بڑے پر خطر مقام پر ہے اور وہ اپنے آپ کو اللہ رب العزت جل شانہ کا حریف بنا رہا ہے۔

☆۔ علامہ ابن عابدین نے لکھا ہے: کہ علماء نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی گنہگار سے برسر پیکار نہیں ہوتا ہے بجز منکر اولیاء اور اکل ربا (سود خور سے محاربت کا ذکر قرآن مجید میں ہے) یہ دونوں معرض خطر میں ہیں کہ ان کا خاتمہ خرابی پر نہ ہو جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ لڑائی کا فرعی کی رہتی ہے۔ (رسالہ سل الحسام الہندی بحوالہ "حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ناقدین میں ۶۴)۔

اور اس مبارک حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ کا ہر فعل اللہ تعالیٰ کا فعل ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی نسبت تشریف وتکریم وتعظیم کے لیے اور اس میں یہ نکتہ مضمر ہے کہ اولیائے کرام کی اپنی کوئی خواہش باقی نہیں رہتی وہ ہر حال میں اپنے مولیٰ سے راضی رہتے ہیں

ان کو مقام رضا مل چکا ہے۔

☆۔حضرت شاہ ابو الخیر محی الدین فاروقی دہلوی قدس سرہ نے مخلصین سے فرمایا: بچوں کی علالت پر دل میں خیال آتا ہے کہ دعا کروں۔ اس پر ہم کو اپنے مالک سے شرمندگی ہوتی ہے۔(مقامات خیر ص ۵۲۷ مطبوعہ دہلی)

☆۔حدیث مبارک میں ہے "اگر وہ مجھ سے طلب کرے البتہ میں اس کو دوں گا اللہ کے ان برگزیدہ بندوں کی طلب صرف رضائے حق تعالیٰ ہوتی ہے اور کچھ نہیں۔

☆۔امام مسلم نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ کو جب اپنے کسی بندہ سے محبت ہوتی ہے تو وہ جبریل علیہ السلام کو بلا کر کہتا ہے مجھ کو اس بندہ سے محبت ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ چنانچہ جبریل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں اور پھر وہ اہل آسمان میں منادی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اس بندہ سے محبت ہے تم سب اس سے محبت کرو۔ چنانچہ اہل آسمان اس سے محبت کرتے ہیں اور پھر اہل زمین میں اس کی قبولیت عام ہوجاتی ہے۔ (مشکوۃ شریف باب الحب فی اللہ)

☆۔اللہ تعالیٰ کے ولی کی طرف بندگان خدا کے دل خود بخود مائل ہوتے رہتے ہیں اور وہ انسان کامل جو بقائے عالم کا سبب بنتا ای جماعت اولیاء سے ہوتا ہے۔ ولایت اصل میں نبوت کا ایک حصہ ہے کیونکہ تمام کمالات خواہ وہ کمالات نبوت ہوں یا کمالات ولایت سب کا سرچشمہ و منبع نبوت ہی ہے۔ اولیاء کرام کو تمام کمالات نبوت کے واسطے سے ملتے ہیں۔

☆۔امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انبیاء علیہم السلام کے کامل تابعدار کمال محبت اور زیادتی محبت کے باعث بلکہ محض عنایت و بخشش

سے اپنے متبوع کے تمام کمالات کو جذب کر لیتے ہیں اور پورے طور پر ان کے رنگ میں رنگے جاتے ہیں حتیٰ کے تابع اور متبوع کے درمیان اصالت وتبعیت اور اولیت و آخریت کے کچھ فرق نہیں رہتا۔باوجود اس کے کوئی تابعدار اگرچہ افضل الرسول ﷺ کے تابعداروں سے ہو کسی نبی کے مرتبہ کو اگرچہ وہ تمام انبیاء سے کم درجہ کا ہو نہیں پہنچ سکتا۔یہی وجہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جو کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام انسانوں سے افضل ہیں ان کا سر چشمہ اس پیغمبر کے نیچے رہتا ہے جو تمام پیغمبروں سے نیچے درجہ کا ہے۔(مکتوب نمبر ۲۴۸۔دفتر اول)

☆۔یہی وہ نفوس قدسیہ ہیں جن کو مرتبہ محبوبیت ،مرتبہ عبودیت جو کہ بلند ترین مراتب میں سے ہیں عطا ہوتا ہے۔

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"حضور پر نور ﷺ ہی کی متابعت سے حق تعالیٰ کی محبوبیت کے مقام پہ پہنچتے ہیں اور آپ ﷺ ہی کی متابعت سے مرتبہ عبدیت جو کہ کمال کے مراتب سے اوپر اور مقام محبوبیت کے حاصل ہونے کے بعد سے سرفراز فرماتے ہیں۔(مکتوب نمبر ۲۴۹۔دفتر اول)

☆۔جان لیں کہ اس گروہ کا انکار زہر قاتل ہے اور ان بزرگوں کے اقوال وافعال پر اعتراض کرنا نہایت ہی زہریلے سانپ کی طرح ہے جو موت ابدی اور ہلاکت دائمی تک پہنچا دیتا ہے۔(مکتوب نمبر ۲۱۳۔دفتر اول)

☆۔لوگوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی ذات کو شیخ کامل کے ساتھ وابستہ رکھیں تاکہ معرفت الٰہی حاصل ہو۔تاجدار مدینہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ جب کوئی قوم (لوگوں کا گروہ) کسی مجلس میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے تو ملائکہ اس کو گھیر لیتے ہیں

رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی پاک مجالس میں ان لوگوں کا ذکر فرماتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد دین اسلام کی اشاعت کا سلسلہ انہی اولیائے کرام و مشائخ کے ذریعہ فروغ پا رہا ہے یہی وہ بزرگان دین ہیں جن کی وجہ سے دین اسلام کی مہک لوگوں کو مسرور کیے ہوئے ان تمام بزرگان دین کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص مراتب عطا کیے جاتے ہیں۔ تقویٰ پرہیز گاری، شریعت محمدی، عبادت، صفائی قلب، اخلاق کی بلندی، ضبط نفس، صبر و رضا اور علم تصوف اور بعض کو علم لدنی عطا کیا جاتا ہے۔

☆۔ تصوف:

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے نہایت ہی جامع تعریف فرمائی ہے جسے مفسر قرآن امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ "تصوف" صفائی قلب اور پاکیزگی اخلاق کا نام ہے جو سات قسم کے اخلاق پر منحصر ہے۔

۱۔ تصوف ۲۔ عدالت ۳۔ عفت ۴۔ شجاعت ۵۔ قناعت

۶۔ حلم ۷۔ معرفت

"" یہ اخلاق، اخلاق فاضلہ کہلاتے ہیں اور ہر انسان میں منجانب اللہ ودیعت کیے جاتے ہیں اگر انسان ان اخلاق فاضلہ کی منازل کو بتدریج طے کرے تو پھر وہ مکارم اخلاق کے درجے پر فائز ہو جاتا ہے اور ملائکہ و مقربین سے کہیں زیادہ درجے کا حامل ہو جاتا ہے۔

یہی وہ لوگ ہیں جو اہل اللہ میں مجالس اللہ منعقد کرتے ہیں۔ تبلیغ دین کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جو علم ان کو ودیعت کیا ہے اس کے ذریعے لوگوں کو روحانی فیوض و برکات عطا کرتے ہیں اس کی ترسیل کے لیے اہل علم نے مدارس و خانقاہیں بنوائیں جہاں سے لوگ

مستفید و مستفیض ہوتے رہے اور تا قیامت ہوتے رہیں گے۔حضرت حکیم الامت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کو ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضاء لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

☆۔فیضانِ اولیائے کرام:

(اولیائے کرام سے فیض حاصل کرنا) "اولیائے اللہ نے اپنے آپ کو مرشد حقیقی محبوب رب العلمین ﷺ کی اطاعت ومتابعت اور محبت میں فنا کردیا ہوتا ہے۔اس لیے وہ اللہ جل شانہ کی طرف سے اس کائنات ارضی پر خلیفۃ اللہ مظہر انوار الٰہیہ اور نائب محبوب حق کے ارفع واعلیٰ مراتب پر فائز ہوتے ہیں لہذا اپنی اپنی استعداد اور مقام تبعت کے مطابق ان سے اِن کی زندگی میں اور بعد از وصال زندگی سے بڑھ کر فیض حاصل ہوتا ہے۔اولیاء اللہ کی ظاہری زندگی میں تو فیض ملنے کا کوئی بھی منکر نہیں۔لیکن بعض لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اولیاء اللہ سے ان کے وصال کے بعد فیض نہیں ملتا۔مگر یہ عقیدہ درست نہیں۔

☆۔حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں کہ "اولیاء اللہ وصال کے بعد ظاہری زندگی سے زیادہ امداد فرماتے ہیں اس لیے کہ اب وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں"۔

اس لیے اگر ان کی ظاہری حیات میں فیضان جاری ہوتا ہے تو وصال کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔ان کے ارشادات قدسیہ ملفوظات اور تعلیمات گمراہان کے لیے ہدایت اور ہدایت یافتگان کے لیے راہنما کی حیثیت رکھتے ہیں اور ہر ایک اپنی استعداد کے مطابق ان سے فیض واستفادہ کرتا ہے۔

☆۔حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حکایات المشائخ جند من جنود اللہ تعالیٰ (مشائخ کی باتیں اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے) اس پر آشوب دور میں اولیائے اللہ کے حالات طمانیت قلب کا باعث ہو سکتے ہیں اگر ان کی ظاہری زندگی میں ان کی نگاہ کیمیا اثر سے ہزاروں افراد کے قلوب منور ہوتے تھے تو بعد از وصال ان کے مزارات پر انوار منبع روحانیت ہیں اور فیض جاری ہے۔

☆۔بقول حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ:

نام فقیر تنہاں دا باہو　　　　قبر جنہاں دی جیوے ہو

(تفصیل کے لیے کتاب "اسلامی تعلیمات و تصوف" کا مطالعہ فرمائیں)

☆۔حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، کے مزار پر حاضر ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے چلہ کاٹا اور چلے کے بعد آپ نے فیض حاصل کرتے ہوئے حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں فرمایا:

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا

ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ کا ولی قبر میں لیٹا ہوا بھی خزانے بخشنے والا اور فیض دینے والا ہوتا ہے اسی مزار پر خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اور کئی بزرگوں نے چلے کاٹے گویا اولیائے کرام کے مزارات پر حاضری دینا اور ان سے فیوض حاصل کرنا پرانا طریقہ ہے اور بزرگان دین کا طریقہ ہے۔

☆۔حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔" اہل اللہ قلبی امراض کے طبیب ہیں۔باطنی امراض کا ازالہ ان بزرگوں کی توجہ سے وابستہ ہے ان کا کلام دوا اور ان کی نظر

شفاء ہے۔(مکتوب ۱۰۹۔دفتر اوّل)فرمایا:یاد رکھو فقراء کے آستانے کی جاروب کشی اغنیاء کی صدر نشینی سے بہتر ہے۔(مکتوب ۱۳۲۔دفتر اوّل)

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی آخری بیماری میں ہم نشینوں سے کہا کہ:۔" میرے جانے کا غم نہ کرنا۔حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ نے ڈیڑھ سو سال بعد حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ پر تجلّی فرمائی اور ان کے اویسی مرشد ہوئے۔تم بھی مجھے یاد کرتے رہنا میں تمہیں فیض رساں ہوں گا۔جس لباس میں بھی ہوں اور سچ تو یہ ہے کہ۔

یہ اللہ والے دیتے ہیں سب کچھ
مگر ان سے لینے کا چاہیے ڈھب کچھ

اور ہم تو بقول حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ اپنے قارئین سے بھی عرض کریں گے

حب درویشاں کلید جنت است
دشمن ایشاں سزائے لعنت است

"بارگاہ اللہ ربّ العزت میں دعا ہے کہ وہ ہمیں بزرگان دین کی سچی محبت اور ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

☆۔اولیاء اللہ کے مراتب اور مقامات:

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

خدا تعالٰی نے نبوت کی برہان کو بقاء سے نوازا ہے جس کے اظہار کا ذریعہ اولیاء اللہ ہیں تا کہ حق کی نشانیاں اور مصطفوی نبوت کی سچائی ظاہر رہے۔اولیاء اللہ کو دنیا کا والی بنایا ہے وہ سنت کے پیروکار رہیں اور نفسانی خواہشوں پر غالب ان کے قدموں کی برکت سے

بارش برستی ہے۔ ان کے حال کی صفائی سے زمین سے نباتات اگتی ہیں اور کفار پر مسلمانوں کو فتح حاصل ہوتی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ان کے تصرف سے ہو بلکہ ان کے لیے ان باتوں کا علم ہونا بھی ضروری نہیں۔ یہ چار ہزار نفوس ہیں جو مخلوق کی نظروں سے پوشیدہ ہیں وہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے بھی نہیں اور اپنے مقامات سے آگاہ بھی نہیں ہوتے ان کے احوال خود ان سے اور مخلوق سے مخفی ہوتے ہیں۔

حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

☆۔ اولیاء اللہ مشکلات کا حل کرنے والے اور حل شدہ کو بند کرنے والے حق تعالیٰ کے لشکری ہیں ان چار ہزار کے علاوہ تین سو اخیار ہیں اور چالیس ابدال ہیں اور سات ایسے ہیں جن کو ابرار کہتے ہیں اور چار اوتاد ہیں۔ جن کے مقام مشرق، مغرب، شمال اور جنوب چاروں سمتیں ہیں اور مرکز ان کا کعبۃ اللہ ہے۔ ان کی برکتوں سے دنیا کی سمتیں قائم ہیں اسی لیے ان کو اوتاد کہتے ہیں کہ انہی سے دنیا قائم ہے ان کے علاوہ تین نقباء ہیں اور ایک وہ جسے قطب وغوث کہتے ہیں یہ سب ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اور حکم دینے میں ایک دوسرے کی اجازت کے محتاج ہیں۔ اس پر احادیث گواہ ہیں اور اہل حقیقت کا اس بارے میں اجماع ہے۔ (کشف المحجوب اردو ترجمہ)

علامہ شیخ محمد عبدالباقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''زرقانی شرح مواہب لدنیہ'' میں ایک حدیث نقل فرمائی ہے۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے لیے مخلوق میں تین سو اولیاء ہیں ان کے دل آدم علیہ السلام کے دل پر اور چالیس کے دل موسیٰ علیہ السلام کے دل پر اور سات کے دل ابراہیم علیہ

السلام کے دل پر اور پانچ کے دل پر جبرائیل علیہ السلام کے دل پر اور تین کے دل میکائیل علیہ السلام کے دل پر اور ایک کا دل اسرافیل علیہ السلام پر ہے۔ جب ان میں سے ایک فوت ہو جاتا ہے تو تین میں سے کوئی اس کا قائم مقام ہوتا ہے جب سات میں سے کوئی انتقال کرتا ہے تو چالیس میں سے کوئی اس کا قائم مقام کر دیا جاتا ہے۔ اور جب چالیس میں سے کوئی انتقال کرتا ہے تو تین سو میں سے کوئی ایک اس کا قائم مقام کر دیا جاتا ہے اور جب تین سو میں سے کوئی وفات پا جائے تو عوام سے لیا جاتا ہے اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ تین سو چھپن (۳۵۶) اولیاء اللہ ہیں جو اس نظام باطنی کو چلاتے ہیں۔

☆۔ صوفیاء عظام، اولیاء اللہ، ابدال، اور اقطاب کے وجود موجب برکات اور وسیلہ نجات از عذاب ہونا مندرجہ ذیل حدیث پاک سے ثابت ہے۔

ترجمہ حدیث: شریح بن عبید سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے روبرو اہل شام کا ذکر آیا کسی نے کہا اے امیر المومنین ان پر لعنت کیجیے۔ فرمایا نہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ ابدال (اولیاء کی قسم) شام میں رہتے ہیں اور چالیس آدمی ہوتے ہیں جب کوئی شخص ان میں سے انتقال کر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرا شخص بدل دیتا ہے۔ ان کی برکت سے بارش ہوتی ہے اور اعداء پر غلبہ ہوتا ہے اور ان کی دعا و برکت سے اہل شام سے عذاب (دنیوی) ہٹ جاتا ہے۔ (رواہ احمد مشکوۃ شریف)

وضاحت: صوفیائے کرام اور اولیاء اللہ کے ملفوظات اور مکتوبات میں "ابدال" و "اقطاب" و "اوتاد" و "غوث" وغیرھم اور ان کے مدلولات کے صفات و برکات و تصرفات

پائے جاتے ہیں۔ حدیث بالا میں جب ایک قسم کا اثبات ہے تو دوسرے اقسام بھی مستبعد نہ رہے۔ ایک نظیر سے دوسری نظیر کی تائید ہوا امر مسلم و معلوم ہے برکات تو اس حدیث میں منصوص ہیں اور تصرفات تکوینیہ قرآن مجید میں حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ (سورہ کہف) سے ثابت ہوتے ہیں۔

☆۔ کائنات کا باطنی نظام:

ظاہری نظام کی طرح اللہ تعالیٰ نے ایک باطنی نظام بھی مقرر فرمایا ہے۔ قرآن حکیم میں اسی نظام کا سراغ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے واقعہ سے ملتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام وقت کے پیغمبر تھے لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت سے چلنے والے باطنی نظام سے حجاب میں تھے۔ چنانچہ ان کی درخواست پر خضر علیہ السلام سے ان کی ملاقات کا اہتمام کیا گیا اور ان کے ہر فعل کی حقیقت موسیٰ علیہ السلام کی نظر میں شریعت مطہرہ کے خلاف تھی اور بادی النظر میں ایسا ہی تھا۔ لیکن جب ان کے اسرار سے پردہ اٹھا تو اللہ کی مشیت پر حق الیقین اور عین الیقین کا مرتبہ حاصل ہوگا۔ کشف المحجوب میں اس نظام کے اجمالی خاکہ کا بیان آچکا ہے۔ احادیث اور صوفیاء کرام کی کتابوں میں اس نظام کی تفصیل بھی درج ہے۔ تمام اولیاء اللہ ایک ہی آفتاب کی کرنیں ہیں اور یہ سب اللہ کا مظہر ہوتے ہیں۔ ان کا ہر فعل درحقیقت اللہ تعالیٰ کا ہی ہوتا ہے البتہ اولیائے کرام کے مراتب میں فرق ہوتا ہے اور اس بارے میں بزرگان دین مختلف آرا رکھتے ہیں۔ انوار العارفین میں اولیائے کے بارہ گروہ بتائے گئے ہیں۔

۱۔ اقطاب ۲۔ غوث ۳۔ امامین ۴۔ اوتاد ۵۔ ابدال ۶۔ اخیار ۷۔ ابرار

۸۔نقباء ۹۔نجباء ۱۰۔عمد ۱۱۔مکتومان ۱۲۔مفردان

۱۔اقطاب:

’’اقطاب میں قطب مدار اور غوث بھی ہوتا ہے۔تمام قطبوں اور اولیائے کرام سے افضل قطب حقیقی ہوتا ہے۔قطب مدار ایک شخص ہوتا ہے اور تمام زمانوں اور وقتوں میں سے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نظر کا موضع ہے اور اس کا مرتبہ حضرت اسرافیل علیہ السلام جیسا ہے۔ قطب کبریٰ کا مرتبہ قطب الاقطاب کا ہوتا ہے اور وہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کی نبوت کے باطن پر ہوتا ہے اور خاتم ولایت ہوتا ہے جیسے نبی اکرم ﷺ خاتم النبوۃ ہیں۔ چند اور نام بھی ہوتے ہیں جیسے قطب دائرہ یا غوث الاعظم اور یہ حق تعالیٰ کے اسرار کا مظہر کلی ہوتا ہے اگر اس کا وجود ایک پلک جھپکنے کو مفقود ہو جائے تو دنیا نیست و نابود ہو جائے۔حضرت شیخ ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ غوث پر شرف یافتہ تھے۔جسم غوث ہر چیز سے لطیف تر ہوتا ہے اور غوث کی دعا سے دوسرے ولی کو غوث کا منصب مل سکتا ہے جیسا کہ شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا میں تاثیر تھی:

’’حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غوث قطب مدار سے الگ ہوتا ہے بلکہ اس کے روزگار کا ممد و معاون ہے قطب مدار بعض امور میں اس سے مدد لیتا ہے اور ابدال کے منصب مقرر کرنے میں بھی اس کا دخل ہے اور قطب کو اس کے اعوان و انصار کے اعتبار سے قطب الاقطاب بھی کہتے ہیں کیونکہ قطب الاقطاب کے اعوان و انصار حکمی قطب ہیں۔‘‘ (مکتوب ۲۵۱۔دفتر اول)

شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قطب یگانہ جس سے نوع انسانی کی تخلیق کے وقت سے لے کر قیامت تک تمام انبیاء و رسل اور اقطاب مسلسل فیض

حاصل کر رہے ہیں وہ آقائے دوجہاں، باعث تخلیق کون و مکاں حضور سرور دو عالم ﷺ کی روح طیبہ ہے۔ قطب عالم ایک ہوتا ہے اس کا قطب اکبر۔ قطب الارشاد، قطب الاقطاب اور قطب المدار بھی کہتے ہیں اس کے دو وزیر ہوتے ہیں جو امامین کہلاتے ہیں قطب عالم حق تعالیٰ سے براہ راست اور بلاواسطہ فیض حاصل کرتا ہے اور اس فیض کو اپنے ماتحت اقطاب میں تقسیم کرتا ہے اور یہ سالک ہوتا ہے اس کی ترقی جاری رہتی ہے۔ ترقی کرتے کرتے وہ مقام فردانیت تک پہنچ جاتا ہے جسے محبوبیت بھی کہتے ہیں تمام رجال اللہ (اولیاء اللہ) کے باطن میں دوسرے نام یعنی باطنی نام ہوا کرتے ہیں چنانچہ قطب عالم کا نام عبداللہ ہوتا ہے۔

شیخ داؤد قدس سرہ نے لکھا ہے کہ قطب عالم ہر زمانے اور ہر دور میں ایک ہی ہوتا ہے اور دنیا کی تمام علوی اور سفلی مخلوق قطب عالم کے وجود سے قائم ہوتی ہے اس پر حق تعالیٰ کا فیض بے واسطہ ہوتا ہے۔

☆۔ قطب عالم کے عہدہ کی مدت میں مختلف روایات ہیں بعض کے مطابق یہ مدت ۳۳ سال ۴ ماہ اور بقول بعض ۱۸ سال ۳ ماہ ۲ دن ہوتی ہے۔ بعض کو پچیس سال اور کسی کو بائیس سال گیارہ ماہ بیس دن مل جاتے ہیں۔ بعض کو انیس سال پانچ ماہ دو دن لیکن کسی کو ۳۳ سال ۴ ماہ سے زیادہ مدت اس منصب پر نہیں ملتی اور انیس سال پانچ ماہ سے کم نہیں ہوتی۔ اقطاب کی بھی مختلف اقسام ہوتی ہیں جو سب کے سب قطب عالم کے ماتحت ہوتے ہیں ۔ مثلاً قطب ابدال، قطب اقالیم، قطب ولایت وغیرہ ہر ایک کا ایک علیحدہ قطب ہوتا ہے ۔ مثلاً قطب زہاد، قطب عباد، قطب عرفا، قطب متوکلان، ہر مقام اور ہر شہر اور ہر قصبہ اور ہر گاؤں کا ایک قطب ہوتا ہے جو اس کی محافظت کرتا ہے اکمل اولیاء اللہ کو حق

تعالیٰ نے قوت دی ہے کہ طرفۃ العین میں مختلف ملکوں اور شہروں میں ظہور کر سکتے ہیں۔

تمام دنیا سات اقلیم پر منقسم ہے اور ہر اقلیم کا ایک قطب ہوتا ہے جسے قطب اقلیم کہتے ہیں ان کے علاوہ پانچ قطب اور ہوتے ہیں ان کو قطب ولایت کہتے ہیں اقلیم کے قطب سے فیض قطب ولایت پر آتا ہے اور قطب ولایت سے تمام اولیاء پر فیض ودیعت ہوتا ہے۔

یہ اقطاب مختلف انبیاء علیہم السلام کے قلوب پر ہوتے ہیں

(اسلامی اخلاق و تصوف۔ تذکرۃ الآفاق۔ تفصیل کے لیے کتاب "مجمع فکر و سلاسل قادری پڑھیں" از حضرت پیر محمد یوسف الحسنی الحسینی بکاری والوی رحمۃ اللہ علیہ)

۲۔ غوث:

"غوث ایک ہوتا ہے غوث کا اطلاق ایسے عظیم المرتبت انسان پر ہوتا ہے جس کے پاس لوگ اپنی حاجات لے کر جائیں پریشانی کے عالم میں وہ لوگوں پر اہم ترین علوم کے پوشیدہ راز ظاہر کیا کرتا ہے اس سے دعا کی طلب کی جاتی ہے اس لیے کہ وہ مستجاب الدعوات ہوتا ہے اگر وہ باری تعالیٰ کو قسم دے کر کچھ طلب کرے تو حق تعالیٰ اس کی قسم پوری فرما دیتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت سیدنا اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ"

بعض لوگوں کے نزدیک قطب اور غوث ایک ہی چیز ہیں بعض کے نزدیک قطبیت اور غوثیت دو جداگانہ منصب ہیں جو ایک شخص میں مجتمع ہو سکتے ہیں بقول حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ قطب الاقطاب اور غوث جدا ہیں۔ اور یہی قول حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ غوث قطب مدار سے مختلف ہوتا ہے۔ بعض کے نزدیک غوث مکہ مکرمہ میں رہتا ہے مگر بعض اس میں بھی اختلاف کرتے ہیں جو غوث اور قطب کو ایک ہی چیز گردانتے ہیں ان کے نزدیک حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بغداد

شریف میں غوث (قطب مدار) تھے۔ قطبیت کے اعتبار سے اسے قطب الاقطاب اور غوثیت کے اعتبار سے اسے غوث کہا جاتا ہے۔ لیکن صحیح یہی ہے کہ وہ (غوث) قطب مدار سے مختلف ہوتا ہے۔

۳۔ امامین:

قطب الاقطاب کے دو وزیر ہوتے ہیں جنہیں امامین کہتے ہیں۔" ایک اس کے داہنے ہاتھ پر ہوتا ہے جس کا نام عبدالمالک ہے اور دوسرا بائیں ہاتھ پر ہوتا ہے جس کا نام عبدالرب ہے۔ داہنے ہاتھ والا قطب مدار سے فیض حاصل کر کے عالم علوی پر افاضہ کرتا ہے بائیں ہاتھ والا قطب مدار سے فیض حاصل کر کے عالم سفلی پر افاضہ کرتا ہے لیکن بائیں ہاتھ والے کا مرتبہ داہنے ہاتھ والے سے بلند تر ہے۔

جب قطب الاقطاب کی جگہ خالی ہوتی ہے تو بائیں ہاتھ والے کو ملتی ہے اور دائیں ہاتھ والا بائیں ہاتھ کی جگہ آجاتا ہے عالم کون وفساد میں انتظام رکھنا زیادہ مشکل ہے بہ نسبت عالم علوی کے۔ اس لیے بائیں ہاتھ کا وزیر زیادہ قوی اور تجربہ کار رکھا جاتا ہے۔

۴۔ اَوتاد:

اوتاد چار ہوتے ہیں اور عالم کے چاروں کونوں پر ان میں سے ایک متعین ہوتا ہے تفصیل یہ ہے:

۱۔ ایک مغرب میں ہوتا ہے جس کا نام عبدالودود ہوتا ہے۔

۲۔ دوسرا مشرق میں جس کا نام عبدالرحمان ہے۔

۳۔ تیسرا جنوب میں جس کا نام عبدالرحیم ہے۔

۴۔ چوتھا شمال میں جس کا نام عبدالقدوس ہے۔

قیام عالم میں ان سے میخوں کا کام لیا جاتا ہے اور یہ بمنزلہ پہاڑ کے ہوتے ہیں جن سے زمین کی سرسبزی مقصود ہے اور قیام بھی اور سکون بھی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا (سورہ النباء) ترجمہ: کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہیں بنایا اور پہاڑوں کو میخیں۔

۵۔ ابدال:

ابدال چالیس ہوتے ہیں بائیس یا بارہ شام میں اور اٹھارہ یا اٹھائیس عراق میں رہتے ہیں۔ ”بعض کہتے ہیں کہ یہ سات ہوتے ہیں اور ان کے سپرد ہفت اقلیم کا تحفظ ہوتا ہے۔ جناب رسالت مآب ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سات ابدال ہیں ان سے بھی سات اقلیم کے سات ابدال مراد ہیں۔ ہر اقلیم کا ایک ابدال ذمہ دار ہے جو اس اقلیم کی نگہداشت کرتا ہے“ اور فرمایا: ”وہ حرم پاک مکہ معظمہ میں میرے پاس جمع ہوتے ہیں سلام کرتے ہیں اور گفتگو ہوتی ہے یہ سات ابدال مختلف انبیاء علیہم السلام کے مشرب پر ہوتے ہیں ان کے نام اور مشرب یہ ہیں:

۱۔ پہلا ابدال حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قلب پر ہے اور اس کا نام ”عبدالحیٔ“ ہے

۲۔ دوسری اقلیم کا ابدال حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قلب پر ہے اور اس کا نام ”عبدالعلیم“ ہے۔

۳۔ تیسری اقلیم کا ابدال حضرت ہارون علیہ السلام کے قلب پر ہے اور اس کا نام ”عبدالمجید“ ہے۔

۴۔ چوتھی اقلیم کا ابدال حضرت ادریس علیہ السلام کے قلب پر ہے اور اس کا نام ”عبدالقادر“ ہے۔

۵۔پانچویں اقلیم کا ابدال حضرت یوسف علیہ السلام کے قلب پر ہے اور نام ''عبدالقاہر'' ہے۔

۶۔چھٹی اقلیم کا ابدال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قلب پر ہے اور اس کا نام ''عبدالسمیع'' ہے۔

۷۔ساتویں اقلیم کا ابدال حضرت آدم علیہ السلام کے قلب پر ہے اور ابدالوں میں اس کو ''عبدالبصیر'' کہتے ہیں اور یہ ساتویں ابدال حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔

ہر ایک ابدال عارف ہے۔عرفان ولطائف الہیہ اور ساتوں ستاروں کے بھید اللہ تعالیٰ نے ان کے اندر رکھے ہوئے ہیں اور ان میں وہی تاثیر بھی ہے اور ان میں سے ''عبدالقاہر'' نام اس ولایت اور قوم کے لیے نامزد ہوتا ہے جہاں قہر مطلوب ہے۔ان سات ابدالوں کو''قطب اقلیم'' کہتے ہیں۔

☆۔تین سو پچاس ابدال درج بالا سات کے علاوہ ہیں۔ان میں سے تین سو حضرت آدم علیہ السلام کے قلب پر ہیں۔ان کا درجہ حضرت آدم علیہ السلام والا ہے یعنی رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا کا ورد کرتے ہیں۔بعض کے مطابق ابدال تین سو پچاس کی بجائے چار سو چار ہوتے ہیں۔اور یہ ابدال مختلف انبیاء علیہم السلام کے مشرب پر ہوتے ہیں اور مختلف خدمات سرانجام دیتے ہیں۔

جو تین سو ابدال حضرت آدم علیہ السلام کے قلب پر ہیں ان کا اصلی نام قائم رہتا ہے جو چالیس ابدال حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قلب پر ہیں ان کا نام ''ابراہیم'' ہوجاتا ہے جو پانچ ابدال حضرت جبرائیل علیہ السلام کے قلب پر ہیں ان کا نام ''محمد'' ہوجاتا ہے۔اور ایک ابدال جو حضرت اسرافیل علیہ السلام کے قلب پر ہے وہ قطب مدار کا دائیں طرف

وزیر ''عبدالرب'' نام سے ہو جاتا ہے۔ ''ابرار'' کو ہی بعض نے ''ابدال'' کہا ہے۔

۶۔اخیار:

''اخیار پانچ سو یا سات سو ہوتے ہیں اور ان کو ایک جگہ قرار نہیں بلکہ وہ سیاح ہوتے ہیں اور ان کا نام ''حسین'' ہوتا ہے شیخ حمید الدین سوالی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کے مطابق یہ تین سو ہیں اور غوث کے سپاہی ہوتے ہیں اور بعض مشائخ نے سات یا اٹھارہ کہے ہیں جو حق تعالیٰ کی درگاہ کے حجاب کے دربان ہیں''

۷۔ابرار:

''اکثر نے ان ہی کو ابدال کہا ہے۔ یہ سات آدمی ہوتے ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ چھ ہوتے ہیں''۔

۸۔نقباء:

''نقیب وہ لوگ ہیں جن پر اسم باطن محقق ہوا ہے اور لوگوں کے باطن پر شرف رکھتے ہیں اور ان کے دلوں کے حال سے مطلع ہوتے ہیں اور یہ تعداد میں تین سو ہیں۔ ان میں صالح عورتیں بھی ہو سکتی ہیں۔ بعض کے مطابق یہ ملک مغرب میں رہتے ہیں اور ان سب کا نام ''علی'' ہے۔

۹۔نجباء:

''نجیب بھی لوگوں کی اصلاح و درستی پر مامور ہیں اور تعداد میں چالیس ہیں۔ بعض کے مطابق ان کی تعداد ستر ہے اور یہ مصر میں رہتے ہیں ان سب کا نام حسن ہے۔ یہ مخلوق کا بوجھ اٹھاتے ہیں اور ان کا غم کھاتے ہیں۔ ان کی زندگی دوسروں کی مصلحت شناسی کے

لیے وقف رہتی ہے اور وہ اپنے لیے کچھ نہیں کرتے شب و روز دوسروں کی بہبود اور خدمت میں صرف کرتے ہیں"

۱۰۔ عمد:

"عمد چار ہوتے ہیں اور وہ زمین کے چاروں کونوں میں رہتے ہیں۔ اور ان سب کا نام "عمد" ہوتا ہے۔

۱۱۔ مکتوبان:

"مکتوم کی جمع مکتومان ہے۔ اور مکتوم (پوشیدہ) تو مکتوم ہی ہے یہ لوگ پوشیدہ اور چھپے ہوتے ہیں ان کی تعداد چار ہزار ہوتی ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں لیکن اپنے آپ کو نہیں پہچانتے ایسے لباس میں ہوتے ہیں کہ اغیار نہیں پہچان سکتے"

۱۲۔ مفردان:

"افراد کو مفردان کہتے ہیں قطب عالم (یا قطب مدار) سے ترقی پا کر فرد ہو جاتا ہے تو تصرفات نہیں رہتے۔ کیونکہ فردانیت خوشی اور موانست کا مقام ہے۔ پس اس کی مراد سوائے حق تعالیٰ سبحانہ کے اور کچھ نہیں۔ فرد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قلب پر ہوتے ہیں اور حضور رسالت مآب ﷺ کے قلب پر ہیں۔ افراد دائمی تجلی کے سرور سے صحو میں ہوتے ہیں جب کہ مخلوق ان کو سکر میں سمجھتے ہیں لیکن یہ صحو ایک عظیم مقام ہے کہ وہ ذات میں صحو ہیں نہ وہاں مکان ہے نہ زمان اور صفات اور اسماء کی تجلی والوں کو افراد کی تجلیات کا کوئی پتہ نہیں۔ افراد تجلی ذات میں نور ہو چکے ہیں۔ اور ان کا یہ مقام ہے کہ تجلی ذات نزول کرتی ہے تو ان کا وجود نور ہو جاتا ہے یہاں تک کہ صفات اسماء اور افعال کی تجلی والے ان

کی طرف نظر کرتے ہیں تو دیکھ نہیں سکتے۔ اور مخلوق کی نظر سے چھپے ہوتے ہیں۔ لیکن قطب مدار اور دوسرے قطب ان کو جانتے ہیں اور دیکھتے ہیں فرد کا م جو حضور پرنور ﷺ کے قلب سے مشرب ہوتے ہیں اور ترقی کر کے قطب حقیقی کے رتبہ پر پہنچتے ہیں۔ جو مقام معشوقی ہے اور "قطب وحدت" کہلاتا ہے۔ بعض ان میں محبوبیت کا مرتبہ بھی پاتے ہیں اور پھر اس مرتبہ میں خاص امتیازی شان سے نوازے جاتے ہیں۔ جیسے حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔ سلطان المشائخ حضرت محبوب الٰہی امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اور حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ۔

☆۔اہل مراتب کے اسمائے گرامی:

"سب نقیبوں کا نام "علی" ہوتا ہے اور نجیبوں کا "حسن" اور سات اخیار کا نام "حسین" ہوتا ہے اور عمائد چار ہیں ان کا نام "محمد" ہوتا ہے اور ایک غوث ہوتا ہے اس کا نام "عبداللہ" ہوتا ہے جب غوث فوت ہوتا ہے تو عمائد میں سے کسی کو غوث کا مقام مل جاتا ہے اور جب کوئی عمائد میں سے فوت ہو جائے تو اس کی جگہ "نجیب" لے لیتا ہے اور نجیب کے فوت ہونے پر کسی "نقیب" کو ترقی مل جاتی ہے۔

طریقہ نقشبندیہ کے فضائل اور امتیازی خصوصیات

""سلسلہ عالیہ نقشبندیہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی بخاری رحمۃ اللہ علیہ (م۔ ۷۹۱ھ) سے منسوب ہے۔ لیکن اس سلسلہ کے پیر اعلیٰ اور سر حلقہ خیر البشر بعد از انبیاء اوّل المومنین حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ جن کا ایمان تمام امت کے ایمان سے بھاری ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے علوم ظاہری اور باطنی حضرت سید الاولین و الآخرین ﷺ سے حاصل کیے ہیں۔ اس وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کو سرور کائنات محسن انسانیت ﷺ سے وہ نسبت خاص حاصل ہے جس سے آپ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ممتاز ہیں""

☆۔ ""مَا صَبَّ اللّٰہُ فِیْ صَدْرِیْ شَیْئًا اِلَّا صَبَبْتُہٗ فِیْ صَدْرِ اَبِیْ بَکْرٍ"" (مستدرک حاکم عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)۔ (جو کچھ اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں ڈالا تھا وہ میں نے سب کچھ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سینے میں ڈال دیا ہے) آنحضور ﷺ کا یہ ارشاد مبارک اس امر کی دلیل ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ علم باطن میں علم باللہ کی وجہ سے اولیاء امت میں اکمل و افضل اور سب سے زیادہ عالم ہیں بلکہ پیغمبروں کے بعد تمام صدیقوں سے زیادہ کامل اور صدیق اکبر ہیں۔

☆۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف صدیقی پر ایک طویل بحث کر کے یہ ثابت کیا کہ کمال طریقت کے لیے جن اوصاف وملکات نفسانی کی ضرورت ہے مثلاً توکل احتیاط۔ کف لسان، تواضع، شفقت بر خلق خدا، رضا، نفی ارادہ، زہد، خشیت، عبرت، عجز وانکسار، رقت قلب، تحمل فقر ودرویشی، یہ سب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ

عنہ میں بہ درجہ اتم کمال پائے جاتے ہیں اور اس بناء پر آپ طائفہ اصفیاء و اہل طریقت کے سرخیل و امام تھے۔

☆۔حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ صاحب کشف المحجوب لکھتے ہیں کہ:

"تصوف کی جڑ اور بنیاد صفا ہے۔ اس صفت کی ایک اصل ہے اور ایک فرع۔ اصل انقطاع عن الاغیار ہے اور فرع دنیا سے دل کا خالی ہونا ہے اور چونکہ صفا صدیقیت کی صفت لازمہ ہے اس بناء پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ امام اہل طریقہ ہیں (ازالۃ الخفا جلد دوم ص ۲۱)

☆۔حضرت بکر بن عبداللہ المزنی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل تھے نماز روزہ کی وجہ سے نہیں تھے بلکہ اس ایک چیز کی وجہ سے تھے جو ان کے قلب میں تھی اور وہ تھی اللہ کی محبت اور اس کے لیے جینا اور مرنا۔ (کتاب اللمع فی التصوف)

آنحضور ﷺ آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں: "ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ایمان کو تمام امت کے ایمان سے وزن کیا جائے گا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کا پلہ بھاری ہوگا"۔

☆۔وہ ابو بکر جس کے خلوص و ایثار کو بارگاہ نبوت سے یوں داد ملی:۔

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "کسی نے ہم پر احسان نہیں کیا اور ہم نے اس کا بدلہ اسے دے دیا۔ سوائے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انکے احسانات کا بدلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دے گا" (حدیث)

☆۔المختصر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے سر حلقہ اور حضرت

خواجہ خواجگان سید بہاؤ الدین نقشبندی بخاری قدس سرہ اس سلسلہ کے امام الطریقہ ہیں۔

مختلف زمانوں میں اس سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مختلف نام (القابات) رہے ہیں جن کی تفصیل ہم ذیل میں پیش کر رہے ہیں۔

۱۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے شیخ سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ تک اسے "صدیقیہ" کہتے تھے۔

۲۔ سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت خواجہ خواجگان عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ تک اسے "طیفوریہ" کہتے تھے۔

۳۔ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ سے شہنشاہ نقشبند حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ تک "خواجگانیہ" کہتے تھے۔

۴۔ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ تک "نقشبندیہ" کے نام سے موسوم تھا۔

۵۔ حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص تھے اور اپنے وقت کے قطب ارشد تھے اس لیے ان کی نسبت سے اس طریقے کو "علائیہ" بھی کہتے تھے۔

۶۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے زمانے سے اب تک یہ طریقہ عالیہ "نقشبندیہ مجددیہ" کہلاتا ہے۔

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند　　　　کہ برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را

(حضرت نقشبندیہ عجب قافلہ کے سردار ہیں کہ پوشیدہ طور پر اپنے طالبان کو حرم میں لے جاتے ہیں)۔

☆۔ اسلامی تصوف کے مختلف سلاسل ہیں اگر چہ قرب الٰہی حاصل کرنے کے لیے ہر سلسلہ کے مختلف طریقے ہیں لیکن ان تمام سلسلوں کا مقصد ایک ہے یعنی حب الٰہی رضائے الٰہی اور قرب الٰہی اور تمام سلاسل طریقت موصل الی اللہ ہیں۔ ان میں چار سلسلے چشتیہ، سہروردیہ، قادریہ، نقشبندیہ زیادہ مشہور ہیں۔ اور چاروں طریقے برحق ہیں طالب جس طریقہ میں بھی مرشد کامل کے ذریعے شامل ہو جائے باعث رحمت و برکت ہے۔ مگر طریقہ عالیہ نقشبندیہ چند ایسی خصوصیات اور فضائل کا حامل ہے جن کے سبب اس طریقہ عالیہ کو دوسرے سلاسل اور طرق پر فوقیت حاصل ہے ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔

ا۔ اتباع سنت رسول مقبول ﷺ

"اس طریقہ عالیہ کا مدار اتباع سنت کے التزام اور بدعت سے اجتناب پر ہے۔ معمولی سے معمولی آداب سنت ترک کرنے پر رضامند نہیں ہوتے۔ ظاہر ہے کہ جس طریقہ میں جس قدر سنت اور بدعت سے اجتناب زیادہ ہوگا اسی قدر اس میں انوار مصطفیٰ ﷺ زیادہ ہوں گے اور اسی قدر وہ نسبت قوت و رفعت میں زیادہ ہوگی"۔

☆۔ شہنشاہ نقشبند حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "ہمارا طریقہ نادر اور عروۃ الوثقیٰ ہے سنت رسول مقبول ﷺ کی بدرجہ کمال اقتداء کرنا اور آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی کرنا"۔ (حضرات القدس ص ۱۸۲)

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ مزید ارشاد فرماتے ہیں: "ہمارے طریقے میں کسی کو محرومی نہیں ہے جو کوئی ہمارے طریقے سے منہ پھیرے وہ جان لے کہ اس کا دین خطرے میں ہے کیونکہ یہ طریقہ بالکل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مطابق ہے"۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

"جاننا چاہیے کہ طریقہ جو اقرب احق، اوفق، اوثق، اسلم، احکم، اصدق، اولیٰ، اعلیٰ، اجل، ارفع، اکمل اور اجمل ہے۔ وہ طریقہ نقشبندیہ ہے۔ قدس اللہ تعالیٰ ارواح اہلہا و اسرار موالیہا۔ اس طریقہ کی تمام بزرگی اور اس سلسلہ کے بزرگوں کی بلند شان ہے۔ روشن سنت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کی سنت کی متابعت کی پابندی اور ناپسندیدہ بدعت سے اجتناب کی وجہ سے ہے۔ اسی وجہ سے ان کے حضور آگاہی دوسروں پر فوقیت لے گئی ہے" (مکتوبات شریف جلد اول مکتوب ۲۹)

"اس طریق کا مدار دو اصولوں پر ہے جن میں پہلا شریعت مصطفیٰ ﷺ پر اس حد تک استقامت اختیار کرنا کہ اس کے چھوٹے سے چھوٹے آداب کو ترک کرنے پر راضی نہ ہو" (دفتر اول۔ مکتوب ۲۱۸)

آپ رحمۃ اللہ علیہ شیخ محمد چتری رحمۃ اللہ علیہ کو لکھتے ہیں: "ان اکابر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ قدس سرہ اللہ اسرارہم کا طریقہ کبریت احمر کی تاثیر رکھتا ہے اور یہی طریقہ متابعت سنت پر مبنی ہے"۔ (مکتوبات شریف۔ دفتر اول مکتوب ۴۷)

آپ مزید ہدایات صادر فرماتے ہیں: "آپ کو چاہیے کہ خواجگان نقشبندیہ قدس سرہ اللہ تعالیٰ اسرارہم کی نسبت عالیہ سے اپنے باطن کو معمور اور کلی طور پر متابعت رسول ﷺ کے زیور سے اپنے ظاہر کو آراستہ و پیراستہ و مزین رکھیں"

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے صاحبزادگان سے ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"صوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے طریقوں میں "طریقہ عالیہ نقشبندیہ" کو اپنانا اولیٰ و انسب ہے کیونکہ اس سلسلے کے بزرگ خواجگان قدس سرہ اللہ اسرارہم نے متابعت سنت کو لازم قرار دیا ہے اور رسم و رواج کا فری سے اجتناب برتنے کی تلقین کی ہے" اتباع سنت کی دولت

میسر ہے تو اسی پر خوش رہتے اور احوال کو ہیچ سمجھتے ہیں۔ اور جن احوال سے اتباع سنت میں فتور پڑنے کا اندیشہ ہو تو پھر انہیں ناپسندیدہ قرار دے کر رد کر دیتے ہیں۔ (مکتوبات شریف۔دفتر اول مکتوب ۲۶۶)۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ملا عبدالکریم کو تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:
اس فنائے قلب کے درجہ عظمی تک پہنچنے کے لیے انتہائی قریبی راستہ مشائخ نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم کا طریقہ ہے۔ وہ اتباع سنت کا لازم قرار دیتے اور رد واہم کفریہ سے اجتناب برتتے ہیں۔ اسی لیے مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند
کہ برند ز راہ پنہاں بحرم قافلہ را
(دفتر اول مکتوب ۲۷۸)

☆۔حقیقت یہ ہے کہ حضرات نقشبندیہ کمال متابعت سنت ہی کی بدولت دوسروں سے سبقت لے گئے ہیں اور کمال متابعت کی وجہ سے یہی کمال متابعت ان کی فضیلت کی دلیل ہے۔ واللہ الصمد

۲۔سلسلہ نقشبندیہ اور نسبت صدیقی رضی اللہ عنہ:

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: "طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے سر حلقہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جو انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد بالتحقیق تمام بنی آدم سے افضل ہیں اسی لیے تمام نسبتوں میں اس طریقہ عالیہ کی نسبت اعلی وارفع ہے۔ چونکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ علوم و معارف سے آگاہی دوسرے اصحاب کرام سے زیادہ رکھتے ہیں اسی لیے آپ کے طفیل میں اکابر مشائخ نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم

اجمعین بھی دوسروں سے زیادہ علوم ومعارف سے آگاہ ہیں"۔(دفتر اول مکتوب نمبر۲۲۱)

☆۔دوسری جگہ فرمایا: "آپکو معلوم ہے کہ اولیاء کے تمام سلاسل کے درمیان سلسلہ عالیہ نقشبندیہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے پس صحو کی نسبت ان میں غالب ہوگی اور ان کی دعوت اتم ہوگی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کمالات ان پر ظاہر ہوں گے"(دفتر اول مکتوب ۲۵۱)

۳۔طریقہ نقشبندیہ اقرب الطریق:

"طریقہ نقشبندیہ دوسرے طریقوں کے مقابلہ میں قریب ترین طریقہ ہے کہ دوسروں کی انتہا اس کی ابتداء میں درج ہے طریقہ نقشبندیہ کے بزرگوار جہاں دوسروں کی نہایت ہوتی ہے وہاں سے ابتدا کرتے ہیں کیونکہ ان حضرات نے سنت رسول مقبول ﷺ کی پابندی کی وجہ سے اپنی سیر کی ابتدا عالم امر سے کی ہے بخلاف دوسرے سلاسل کے مشائخ کہ ان کی سیر کی ابتدا عالم خلق سے ہوتی ہے"۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے مشائخ نے اس سیر کی ابتدا عالم امر سے اختیار کی ہے اور عالم خلق کو بھی اس سیر کے ضمن میں طے کر لیتے ہیں بخلاف دوسرے سلسلوں کے مشائخ قدس اللہ اسرارہم کے۔لہذا طریقہ نقشبندیہ وصول کے لیے دوسرے سب طریقوں سے زیادہ قریب ہے تو ضروری طور پر دوسروں کی انتہا ان کی ابتدا میں مندرج ہے"۔

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

"ان بزرگوں کا طریقہ بعینہ صحابہ کرام کا طریقہ ہے رضی اللہ عنہم اجمعین۔کیونکہ ان بزرگوں(صحابہ کرام)کو حضور پر نور محسن انسانیت ﷺ کی پہلی صحبت میں ہی بطریق

اندراج در بدایت وہ کچھ میسر آ گیا جو کامل اولیاء امت کو نہایت پر پہنچ کر بھی بہت کم ہی میسر آتا ہے۔ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ قاتل سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جو صرف ایک بار صحبت خیر البشر علیہ الصلوۃ والسلام میں پہنچے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ جو خیر التابعین ہیں سے افضل قرار پائے۔ (دفتر اول۔ مکتوب ۵۸)

۴۔ عمل بر عزیمت:

اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کے حاملین عمل بر عزیمت کو حتی المقدور ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ اور رخصت پر عمل تجویز نہیں کرتے تو بہ پر استقامت عزیمت اختیار کرنا اور رخصت سے اجتناب کرتے ہیں۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اکابر نقشبندیہ قدس سرہ اللہ تعالیٰ اسرارہم نے عزیمت کو اپنا معمول بنایا ہے اور رخصت سے حتی الامکان اجتناب کیا ہے“

۵۔ محبت و صحبت شیخ شرط افادہ و استفادہ:

”اس طریقہ عالیہ میں افادہ اور استفادہ یعنی فائدہ پہنچانے اور فائدہ اٹھانے کی شرط شیخ کی محبت و صحبت قرار پائی ہے۔ جس کو جس قدر شیخ طریقت سے محبت و صحبت زیادہ ہوگی اسی قدر اس کو فیوض و برکات شیخ زیادہ حاصل ہوں گے۔ اور یہی بعینہٖ جناب رسول مقبول ﷺ و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا معاملہ تھا“۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

”شیخ طریقت کی محبت اور اخلاص میں اس قدر راسخ اور ثابت قدم ہوں کہ ان پر کسی قسم کا

اعتراض نہ کریں۔ بلکہ اس کی تمام حرکات وسکنات مرید کی نظر میں زیبا ومحبوب دکھائی دیں اور اگر اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے یہ دو اصل (استقامت سنت رسول مقبول ﷺ اور محبت شیخ) درست ہو گئے تو دنیا اور آخرت کی سعادت نقد وقت ہے"(دفتر اول مکتوب ۲۱۸)۔

☆۔شیخ کی محبت دنیا اور آخرت کی سعادت کا سرمایہ جان کر حق سبحانہ وتعالیٰ سے اس پر ثابت قدم رہنے کی دعا مانگتے رہا کریں۔ اور احکام شرعیہ کے بجالانے کی توفیق اسی محبت کا نتیجہ ہے اور باطنی جمعیت کا حاصل ہونا اسی دوستی کا ثمرہ ہے اگر تمام جہان کی ظلمتیں اور کدورتیں باطن میں گرادیں لیکن اس محبت کو قائم رکھیں تو کچھ غم نہ کرنا چاہیے بلکہ امیدوار رہنا چاہیے۔(دفتر اول مکتوب ۲۲۵)

اگر دو امور میں پختہ ہو جاؤ تو پھر کوئی غم نہیں ایک تو صاحب شریعت غرا علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی متابعت اور دوسری شیخ طریقت سے محبت واعتقاد آگاہ رہیں اور التجاو تضرع کریں کہ ان دولتوں میں فتور نہ آنے پائے پھر جو کچھ بھی ہو آسان ہے اور اس کی تلافی ممکن ہے۔(دفتر سوم مکتوب ۱۳)

محبت شیخ کے لیے صحبت شیخ ضروری ہے جس قدر صحبت شیخ زیادہ ہو گی اسی قدر محبت شیخ زیادہ ہو گی۔

☆۔حضرت خواجہ خواجگان بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

"ہمارا طریقہ شیخ طریقت کی صحبت پر ہے اور اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین صحبت خیر البشر ﷺ کی وجہ سے ہی اولیائے امت سے افضل ہیں کہ کوئی ولی کسی صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا اگرچہ وہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ ہی کیوں نہ ہوں"

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اگر صحبت اہل باطن میں مشغول ہو تو ظاہر میں غیر اللہ سے بھی پرہیز کرو" حضرت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ایک دوسرے سے کہا کرتے تھے تعالوا نجلس نومن ساعۃ (آؤ ہم مل بیٹھیں اور چند لمحے ایمان حقیقی سے مشرف ہوجائیں) یہ ماسوی کی نفی ہے اللہ کے دوستوں کی صحبت کے بے شمار فائدے ہیں" (رسالہ انسیہ از حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ)

۶۔ جذبہ طلب مقدم ہے:

"اس طریقے میں جذبہ طلب، سلوک پر مقدم ہے لیکن اس میں سیر کی ابتداء عالم امر سے ہوتی ہے عالم خلق کی سیر ضمناً عالم کے امیر کے دوران ہے طے ہوجاتی ہے۔ اس کے بر خلاف دوسرے سلسلوں میں سیر کی ابتداء عالم خلق سے ہوتی ہے۔ بعض سالک عالم امر میں مقام جذب پر فائز ہونے کی استعداد نہیں رکھتے نقشبندی مشائخ اپنے تصرف سے سالک میں یہ استعداد اجاگر کردیتے ہیں۔ (دفتر اول مکتوب ۱۴۵)

۷۔ عزلت نشینی سے پرہیز:

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جواز عزلت نشینی کو مستحسن نہیں سمجھتا کیونکہ وہ مشائخ کی رفاقت کی برکتوں کا قائل ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"عزلت سے مراد یہ ہے کہ غیروں کی

رفاقت وصحبت سے پرہیز کیا جائے نہ کہ ہم خیال دوستوں سے"۔

☆۔ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عزلت از اغیار باید نے ز یار (یعنی عزلت غیروں سے چاہیے نہ کہ دوست سے)

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"صحبت باہم رازاں سنت موکدہ ایں طریقہ علیہ است"

(ہمرازوں کی رفاقت اختیار کرنا اس طریقہ عالیہ میں سنت موکدہ کے برابر ہے)

(مکتوبات شریف دفتر اول ۲۶۵)

۸۔کمالات مشائخ نقشبندیہ:

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اولیاء اللہ کے تمام سلسلوں کے درمیان سلسلہ عالیہ نقشبندیہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے پس صحو (ہوش مندی۔ بیداری) کی نسبت ان میں غالب ہوگی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کمالات ان پر ظاہر ہوں گے چاران کی نسبت تمام سلسلوں کی نسبت سے بڑھ کر ہوگی۔ دوسروں کو ان کے کمالات کا کیا پتہ اور ان کے معاملات کی کیا خبر۔ میں نہیں کہتا کہ تمام مشائخ نقشبندیہ اس معاملہ میں برابر ہیں ہرگز ایسا نہیں بلکہ اگر ہزاروں میں سے ایک بھی اس صفت کامل جائے تو غنیمت ہے"۔

☆۔حضرت امام مہدی علیہ السلام جو ولایت کی اکملیت کے لیے مقرر ہیں ان کو یہ نسبت حاصل ہوگی اور اس سلسلہ عالیہ کی تمیم و تکمیل فرمائیں گے۔ کیونکہ تمام ولایتوں کی نسبت اس نسبت علیہ سے نیچے ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ باقی سب ولایتوں کو مرتبہ نبوت کے کمالات سے بہت کم حصہ حاصل ہے اور یہ ولایت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہونے کے باعث ان کمالات سے وافر حصہ رکھتی ہے جیسا کہ ابھی بیان ہو چکا ہے۔

"بہ بیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا" (مکتوبات شریف دفتر اول۔ مکتوب ۱۵۱)

☆۔ اسی طرح وہ تجلی ذاتی جو دوسروں کے لیے مثل برق ہے ان بزرگان نقشبندیہ کے لیے دائمی ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ محمد مکی رحمۃ اللہ علیہ کے نام اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں: "تجلی ذاتی نزد اکثر مشائخ برقی است ونزد کابر نقشبندیہ دائمی"

"فیکون کمال هولاء الاکابر فوق جمیع الکمالات ونسبتهم فوق جمیع النسب"

ترجمہ: اکابر نقشبندیہ کے نزدیک تجلی دائمی ہے اور دوسرے مشائخ کے نزدیک برقی ہے پس بدیں وجہ ان اکابر کا کمال تمام کمالات کے اوپر اور انکی نسبت دوسری تمام نسبتوں پر فائق ہے"۔

حضرت مجددیہ علیہ الرحمۃ اسی مکتوب میں فرماتے ہیں:

اکابر نقشبندیہ کے طریقے میں ابتداء ہی میں وہ درجہ ولایت حاصل ہوتا ہے جو دوسروں کو انتہائے کار میں ملتا ہے اور اس امر میں ان کا قدم صحابہ رسول مقبول ﷺ کے نقش قدم پر ہے اور وہ مرشد حقیقی آنحضرت ﷺ کی صحبت کی برکت سے ابتداء میں ہی ولایت حاصل کر لیتے تھے۔ اس لیے بزرگان نقشبندیہ کی ولایت تمام اولیاء کی ولایت پر فائق و عالی ہے۔

۹۔ خلافِ شرع احوال ومواجید کی نفی:

"حضرات نقشبندیہ احوال ومواجید کو احکام شرعیہ کے تابع رکھتے ہیں اور اذواق ومعارف کو علوم شریعت کے تابع سمجھ کر جواہر نفیسہ شرعیہ کے عوض وجد وحال کے متاع بے مایہ کو

نہیں لیتے اور صوفیاء کے تجربات پر مغرور نہیں ہوتے۔ اسی واسطے ان کا وقت و حال، دوام اور استمرار پر ہے۔ نقش ماسوا ان کے دل سے اس طرح محو ہو جاتا ہے کہ اسکے حاضر کرنے میں اگر ہزار بار کوشش کی جائیں تو حاضر نہ ہو سکے"۔

نقشبندی مشائخ، پیر خرقہ، پیر کلاہ شجرہ نہیں ہوتے وہ صحیح معنوں میں شریعت کے عالم و مبلغ ہوتے ہیں اس لیے شریعت کے مرشد اور طریقت و سلوک کے رہنما ہوتے ہیں لیکن دوسرے سلسلوں میں ایسا نہیں ہے ان کے حلقے میں تعلیم و تسلیم پر سب سے زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ یہ خلاف شرع احوال و مواجید تسلیم نہیں کرتے صوفیائے خام کی بے ہودہ باتوں پر قابل اعتنا نہیں سمجھتے اسی طرح خلاف شرع ریاضتوں کو بھی مردود قرار دیتے ہیں اور انہیں استدراجات سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں دیتے کیونکہ خلاف شرع صوفیوں کے احوال و مواجید اور ہندو جوگیوں، یونانی حکماء، اور غیر مسلم صاحب ریاضت کے کرتبوں کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ جس طرح جوگی اور دوسرے غیر مسلم ریاضت و مشقت سے اپنی قوت کا مظاہرہ کر سکتے ہیں بالکل یہی حال سنت نبوی ﷺ کو نظر انداز کرنے والے صوفیاء خام کا ہے۔ یہ سب نفس کے بندے ہیں لیکن طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے مشائخ سب سے زیادہ مخالفت نفس پر زور دیتے ہیں۔ (مکتوبات شریف دفتر اول مکتوب ۲۸۶)

۱۰۔ کمالات نبوت کی شاہراہ:

یہ طریقہ (جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے شروع ہوتا ہے اور ان کو کمالات نبوت سے وافر حصہ حاصل تھا اور اسی سبب سے اس طریقے (نقشبندیہ) سے کمالات نبوت کا راستہ کھلا ہوا ہے۔

☆۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں:

''اس طریق میں ایک قدم رکھنا دوسرے طریقوں کے ہزار قدم کے برابر ہے۔ وہ راستہ جو بطریق تبعیت ووراثت کمالات نبوت کی طرف کھلتا ہے۔ اس طریق عالی سے مخصوص ہے۔ دوسرے طریقوں کی نہایت کمالات ولایت کی نہایت تک ہے وہاں سے کمالات نبوت کی طرف کوئی راستہ کھلا نہیں ہے۔(مکتوبات شریف)

۱۱۔ شیخ طریقت سے رابطہ:

''رابطہ کے معنی ہیں 'تصور شیخ' یعنی ہر وقت، ہر جگہ، قلب میں تصور شیخ کے ذریعے شیخ طریقت سے رابطہ قائم رہے۔ کیونکہ بعض اوقات شیخ طریقت کی بدنی صحبت میسر نہیں ہوتی تو تصور شیخ سے ہی رابطہ قائم رکھا جاتا ہے اور صحبت بدنی میں بھی جب تک تصور شیخ شامل نہ ہو صحبت بدنی بھی زیادہ اثر پذیر نہیں ہوتی۔ بعض لوگ یہ اعتراز کرتے ہیں کہ طریقہ نقشبندیہ کا مدار تین امور پر ہے۔ رابطہ، ذکر مراقبہ اور رابطہ جس کو تصور شیخ بھی کہتے ہیں شرک خفی ہے۔ قارئین کرام! خواجگان نقشبند نے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے مبارک طریقہ کو مشعل راہ بنایا ہے اور ان کے نزدیک کسی امر مستحب کا چھوڑنا ایک بڑی فروگزاشت ہو وہ شرک میں مبتلا ہو سکتے ہیں؟ جب کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی کا ارشاد مبارک ہے کہ: ''طریقہ نقشبندیہ اتباع سنت اور اجتناب از بدعت کی وجہ سے تمام طرق میں ممتاز ہے''۔ رابطہ شرک نہیں ہے رابطہ شیخ ہی وہ کیمیا اثر نسخہ ہے جس سے فنافی الشیخ اور فنافی الرسول ﷺ کے زینہ سے ہوتے ہوئے فنافی اللہ کے ارفع واعلیٰ مقام تک رسائی ہوتی ہے اور اس سے قرب الی اللہ کی منازل بہ سہولت طے ہوتی ہیں۔

☆۔ مرید کا رابطہ اپنے شیخ سے جس قدر قوی ہوگا اسی قدر اس پر فیوض برکات کا فیضان

ہوگا۔اورمعرفت زیادہ ہوگی۔ذکر وعبادت میں سستی نہ آئے گی۔فنافی الشیخ ہوا عین فنا فی الرسول اورفنا فی اللہ ہے مگر یہ نعمت کسی قسمت والے کو ملتی ہے۔جو معرفت اورترقی رابطہ سے ہوتی ہے وہ کسی اور شے سے نہیں ہوتی۔رابطہ شرک نہیں رابطہ مرید کے لیے زینہ ہے جس کے ذریعے وہ ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔پس شیخ کے ساتھ رابطہ کرنا چاہیے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

رابطہ کیا ہے یہ عینک ہے پسر
نورِ وحدت جس سے آتا ہے نظر

☆۔بخاری اور مسلم کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ"
ترجمہ:"جو شخص جس سے محبت رکھتا ہے اسی کے ساتھ ہے"

اور یہ اصولی بات ہے کہ جس سے محبت ہوگی اسی کا خیال ہر وقت دل میں جاگزیں رہے گا اسی کے ساتھ اس کا حشر ونشر ہوگا۔یہی تصورِ شیخ ہے اور یہی رابطہ۔

☆۔اس کی تصدیق قرآن کریم میں بھی ہوتی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصادقین (سورہ توبہ۔آیت ۱۲۰)

ترجمہ: اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ سے اور ہو جاؤ سچوں کے ساتھ۔

اس آیت مبارکہ سے صادقین کی معیت (ساتھ۔رفاقت) مطلوب ہے۔ان کے حضور میں معیت ظاہری ہے اور غیوبیت باطنی اور معنوی ہے جس کو حضرات خواجگان "رابطہ" کہتے ہیں۔

☆۔ابن ماجہ اور طبرانی نے نیک بندوں کی یہ نشانی روایت کی ہے:

اذا رُءُوْا ذکر اللہ ترجمہ: وہ جب دیکھے جائیں تو اللہ یاد آئے۔

☆۔اور حضرت علامہ بغوی علیہ الرحمۃ کی روایت حدیث قدسی کی ہے۔

"اولیائی من عبادی الذین یذکرون بذکری و اذکر بذکرھم"

"میرے بندوں میں سے میرے اولیاء وہ ہیں کہ میری یاد کے وقت ان کی یاد اور ان کی یاد سے میری یاد آتی ہو" یعنی وہ مبارک ہستی جس کی فنا اور بقاء اللہ عز سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی یاد کا ذریعہ ہیں جس کو ایسا ذریعہ ملے وہ خوش نصیب ہے۔

حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی دامت برکاتہم (فاضل ازہر) فرماتے ہیں: "اور رابطہ تو حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا معمول رہا ہے کہ وہ سال ہا سال بعد بھی سرور دو عالم ﷺ کا مبارک ذکر شریف کرتے وقت کس ذوق وشوق اور محبت سے کہا کرتے تھے۔" کانی انظر الی رسول اللہ علیہ وسلم " ۔ گویا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں۔

جس وقت وہ یہ الفاظ فرمایا کرتے تھے وہ اس مبارک خیال کو دیکھا کرتے تھے جو ان کے نہاں خانہ دل میں محفوظ تھا۔ یہی وہ رابطہ ہے جو موصل الی اللہ ہے اور حضرات نقشبندیہ اس پر عامل ہیں۔

(حضرت مجدد اور ان کے ناقدین ص ۵۹ مطبوعہ دہلی ۱۳۹۷ ہجری ۱۹۷۷ء)

☆۔حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اور رابطہ مرشد کی شرط یہ ہے کہ مرشد قوی التوجہ ہو اور یادداشت کی مشق دائمی رکھتا ہو اور پھر جب ایسے مرشد کی صحبت کرے تو اپنی ذات کو ہر چیز کے تصور اور خیال سے خالی کر ڈالے سوا اس کی محبت کے اور اس کا منتظر رہے جس کا اس کی طرف سے فیض آئے اور دونوں آنکھیں بند کرلیں یا ان کو کھول دے اور مرشد کی دونوں آنکھوں کے بیچ ٹکٹکی لگائے اور پھر

جب کسی چیز کا فیض آئے تو اس کے پیچھے پڑ جائے اور دل کی جمعیت سے کہے اور چاہیے کہ اس کی محافظت کرے۔ پھر جب مرشد اس کے پاس نہ ہو تو وہ اس کی صورت کو اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان خیال کرتا رہے بطریق محبت اور تعظیم کے تو اس کی خیالی صورت وہ فائدہ دے گی جو اس کی صحبت فائدہ دیتی تھی۔ (قول الجمیل بحوالہ جواہر نقشبندیہ)

☆۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس رابطہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں: ”اور حق تو یہ ہے کہ سب راہوں سے زیادہ قریب تر راہ یہ ہے کہ کہنا ہے مرید میں قابلیت نہیں ہوتی تو مرید محبت کی وجہ سے مرشد تصرف کرتا ہے مشائخ طریقت نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت رکھو اور اگر تم سے یہ نہ ہو سکے تو ان کے ساتھ محبت رکھو جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت رکھتے ہیں“۔

☆۔ بمصداق حدیث شریف ”ھم الذین اذا رؤا ذکر اللہ“ (ابن ماجہ۔طبرانی)

ترجمہ: اولیاء اللہ وہ ہیں جن کو دیکھنے سے اللہ تعالیٰ کی یاد آ جائے“۔

اور جن کی صحبت فوائد صحبت سے پر ہو کہ حدیث شریف ”ھم قوم جلساء اللہ“

”اولیاء اللہ، اللہ تعالیٰ کے جلیس ہیں“۔ اور حدیث ”قوم لا یشقی جلیسھم“

ترجمہ: ”اولیاء اللہ ایسی قوم ہیں جن کا جلیس (ہم صحبت) بدبخت نہیں ہوتا“۔

(شرح قول الجمیل بحوالہ جواہر نقشبندیہ)

☆۔ یہ حضرات اس آیت کریمہ کے مصداق ہیں:

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔ (سورۃ نور۔ آیت ۳۷)

ترجمہ: ”یعنی وہ مرد کہ غافل نہیں کرتی ان کو سوداگری اور نہ خرید فروخت اللہ کے ذکر سے“۔

الغرض یہ کہ رابطہ کی سنیت اور اولویت روزِ روشن کی طرح ثابت ہے۔

۱۲۔ طریقہ نقشبندیہ عطیہ خداوندی:

حضرت خواجہ خواجگان سید بہاؤ الدین نقشبند بخاری علیہ الرحمۃ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے امام الطریقہ ہیں۔ آپ کے مرشد کامل نے جب آپ کو اجازت خلافت طریقہ عنایت فرمائی تو آپ نے دیکھا کہ بہت سے طالبان حق نے سالہا سال سے سونا ترک کر رکھا ہے اور کسی نے دن کو روزہ رکھنا اور کسی نے رات کو جاگنا اپنا معمول بنالیا ہے کسی نے دو مرتبہ قرآن مجید کو ختم کرنا مقرر کر رکھا ہے اور کسی نے پانچ سو نوافل کی ادائگی اپنے ذمہ لازم ٹھہرالی ہے کسی نے اسی برس تک آسمان کی طرف نگاہ نہیں کی۔ کسی نے پاؤں پھیلانا ممنوع قرار دے لیا ہے اور کوئی بوجہ ضعیف پیرانہ سالی یا بیماری کی وجہ سے حضرات صوفیاء کرام کے اذکار ادا کرنے میں مجبور و معذور ہیں اور کسی کا وقت غفلت میں گزر رہا ہے اور اللہ کے اس ارشاد "فاذکروا اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبکم"۔(النساء۔آیت ۱۰۳)

"اللہ کا ذکر کرو، کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (یعنی ہر حال میں اور ہر حالت میں اللہ کا ذکر کرو) کی تعمیل سے قاصر ہیں تو "کل امر مرھون باوقتہا" (ہر کام اپنے اوقات کیساتھ رہن رکھا گیا ہے) نے ظہور پکڑا اور شور روز ازل نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سینہ مبارک میں جوش پیدا کیا تو سر بسجدہ ہو کر بارگاہ خداوندی میں عرض کرنے لگے۔

"الٰہی امت کے قویٰ ضعیف ہو گئے ہیں اب ان میں سختی برداشت کرنے کی قوت و ہمت نہیں رہی ہے۔ نبوت کا خیر و برکت والا زمانہ ان سے دور تر ہوتا جا رہا ہے لہذا تو اپنے فضل و کرم سے مجھ کو ایسا طریق عنایت فرما جو کہ آسان ہو تجھ تک جلد پہنچنے والا ہو"۔

پندرہ روز تک بحالت سجدہ آپ اسی طرح گریہ وزاری کرتے رہے صرف فرض نماز با جماعت اور حوائج ضروریہ کے لیے حجرہ سے باہر تشریف لاتے۔ پندرہویں روز دریائے رحمت الٰہی موجزن ہوکر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو الہام ہوا کہ:

"اے بہاؤ الدین! ہم تجھ کو وہ طریق عنایت فرماتے ہیں کہ جو ہمارے حبیب مصطفی ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تھا" (یعنی وقوف قلبی اور اتباع سنت نبوی ﷺ)

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس عنایت ایزدی پر شکر ادا کیا اور سر سجدہ سے اٹھایا اور پھر اس طریق جدید (نقشبندیہ) کو رواج دیا اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس طریقہ نے ایسی ترقی کی کہ آج کروڑوں انسان اس سلسلہ مبارک سے وابستہ ہیں اور یہ سلسلہ آفتاب کی روشنی کی طرح قبولیت حاصل کرکے روئے زمین پر پھیل گیا۔ ممالک روم، شام، کردستان، عرب، بخارا، ترکستان، کابل، چین، برصغیر پاک وہند سب جگہ خلفاء اور طلبہ نقشبندیہ موجود ہیں"۔

☆۔ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ سے لوگ دریافت کرتے تھے کہ آپ کے سلسلہ جدیدہ میں کیا فائدہ ہے اس پر آپ ارشاد فرماتے کہ سب طریق مبارک "نور علی نور" ہیں اور سب خدا تعالیٰ تک پہنچتے ہیں لیکن جو طریقہ خدا تعالیٰ نے مجھے عنایت فرمایا ہے اس میں آسانی بہت ہے اور اس سے بہت جلد اللہ تعالیٰ تک رسائی ہو جاتی ہے۔ ذکر قلبی میں چونکہ جذب ربانی ہے اور ذکر زبانی میں سلوک بدیں وجہ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ فرماتے ہیں۔

ترجمہ: "ہم مطلوبوں میں سے ہیں ہم افضل والوں میں سے ہیں"۔

☆۔ طالب حق میں سے ایک مراد ہوتے ہیں اور ایک مرید۔ مراد وہ لوگ ہیں جن کو خدا خود

اپنی طرف کھینچے اور مرید کہ لوگ جو خود سعی کر کے خدا کی طرف چلیں۔ غرض جس قدر عبادات زبانی و جسمانی اور مالی ہیں یہ سب سلوک میں داخل ہیں اور ذکر قلبی اور فکر قلبی میں جذب ربانی ہے لہذا جذب اور سلوک میں بہت بڑا فرق یہ ہے کہ ایک کو خود خدا اپنی طرف کھینچے اور ایک اپنی کوشش سے خدا کی طرف جائے۔ اس کی مثال یوں ہے کہ ایک شخص پیدل سفر کرے اور ایک شخص کو ریل یا ہوائی جہاز یا موٹر یا کوئی اور سواری میسر آجائے جس طرح اس میں آسانی اور جلدی ہے بالکل اسی طرح ذکر و فکر قلبی میں آسانی ہے۔ دوسرے طریقوں میں ذکر قلبی آخر میں بتلایا جاتا ہے جب کہ طریقہ نقشبندیہ میں اوّل ۔ دوسرے طریقوں میں اخذ فیض اور ذکر اکثر اسماء صفات الٰہی سے طالب کو مستفیض کر کے ذات باری تعالیٰ کی طرف مخاطب کرتے ہیں لیکن طریقہ نقشبندیہ میں اکثر ذکر اسم ذات اور ہمت طالب کی ذات حق کی طرف مخاطب کرتے ہیں اسی لیے امام طریقہ حضرت خواجہ نقشبندیہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اوّل ما آخر ہر منتہی — آخر ما جیب تمنا تہی

"ہماری ابتداء اوروں کی انتہا ہے اور ہماری انتہا دامن آرزو خالی کر دیتی ہے"۔ (ماخوذ از تذکرہ نقشبندیہ خیریہ)

۱۳۔ طریقہ نقشبندیہ ایک "حرکی" تحریک:

"مورخ سرحد جناب پروفیسر محمد شفیع صابر ایم۔اے لکھتے ہیں: علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر روشن خیال، روشن دماغ، جدید و قدیم علوم پر حاوی، دردمند اور مخلص مسلمان اس دور میں کون ہوگا وہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے احیائے اسلام کے کارناموں کے پیش نظر انہیں ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان قرار دیتے ہیں۔ آپ نہ صرف

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دلی عقیدت مند تھے اور ان کے مرقد مبارک پر حاضری کو عین سعادت سمجھتے تھے بلکہ "سلسلہ عالیہ نقشبندیہ" کو دوسرے سلسلوں پر اس لیے بھی فوقیت دیتے تھے کہ ان کے نزدیک سلسلہ نقشبندیہ "حرکی" Dynamic تحریک ہے۔ جبکہ دوسرے سلاسل "سکونی" Static نظریات کے حامل ہیں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اسی حرکت کا نقطہ کمال تھے۔ انہوں نے اپنے دور کے مسلمانوں کے ذہنی جمود کو توڑا اور اپنے زور عمل سے انہیں وحدت الوجودی نظریے کے حق میں اور اکبر کے ملحدانہ خیالات کے خلاف صف آرا کر دیا"۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اسلامی خدمات اور روحانی کمالات کے قائل تھے بلکہ ان کے علمی کمالات کے دلی معترف بھی تھے۔ حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ گولڑوی کو ایک مکتوب میں انہوں نے لکھا ہے کہ:

"میں نے گزشتہ سال انگلستان میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر ایک تقریر کی تھی جو وہاں کے لوا شناس لوگوں میں بڑی مقبول ہوئی"۔

☆۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے خیال میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایسے رفیع مقام پر فائز ہیں کہ مفکرین مغرب کو بھی صحیح راہ پر لا سکتے ہیں۔ حضرت مجدد کی رفعت علمی کے سامنے اپنے عجز کا اظہار کرتے ہوئے اقبال رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ لکھتے ہیں:

"جہاں تک شیخ موصوف کی عبارت کا تعلق ہے مجھے ڈر ہے کہ میں نفسیات حاضرہ کی زبان میں اس کے حقیقی معنی شاید ہی بیان کر سکوں کیونکہ اس قسم کی زبان ہی موجود نہیں"۔

اسی طرح علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کو عرفان وسلوک کا مجتہد اعظم قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"انہوں نے اپنے زمانے کے تصوف کا تجزیہ جس بے باکی اور تنقید و تحقیق سے کیا اس سے سلوک و عرفان کا ایک نیا طریقہ وضع ہوا ان سے پہلے جتنے بھی سلسلہ ہائے تصوف رائج تھے وہ یا وسط ایشیا یا سرزمین عرب سے آئے تھے مگر یہ صرف انہی کا طریقہ جس نے ہندوستان کی حدود سے نکل کر باہر کا رخ کیا اور جواب بھی پنجاب، سرحد، سندھ افغانستان، اور ایشیائی روس میں ایک زندہ قوت میں موجود ہے۔(مقدمہ تذکرہ نقشبندیہ خیریہ)

☆۔ یہ طریق (نقشبندیہ) یقیناً موصل الی اللہ ہے۔ عدم وصول کا احتمال یہاں نہیں پایا جا سکتا۔ کیونکہ اس راہ کا پہلا قدم جذبہ ہے جو وصول کی دہلیز ہے۔ سالک کے وصول کا مانع یا تو جذب محض ہے جس میں سلوک نہ ہو۔ یا سلوک محض بغیر جذبہ کے یہاں دونوں مانع نہیں پائے جاتے کیونکہ اس طریقہ میں نہ سلوک خالص ہے نہ جذب محض۔ بلکہ جذبہ ہے متضمن سلوک لہذا اس طریقہ عالیہ میں وصول کا سدراہ سوائے طالب کی سستی کے اور کوئی چیز نہیں۔ طالب صادق کہ پیر کامل کی صحبت میں رہے اور شرائط طلب کو جو اکابر سلسلہ نے قرار دی ہیں بجالائے تو امید ہے کہ البتہ واصل ہوگا۔ اگر پیر ناقص سے کسی کا پالا پڑ جائے تو چونکہ وہ خود واصل نہیں دوسروں کو کیسے واصل بنا سکتا ہے اس صورت میں طریقہ کا کیا قصور ہے۔

☆۔ حضرت امام مجدد الف ثانی قدس سرہ اپنا طریق یوں بیان فرماتے ہیں:

"یہ ہے بیان اس طریق کا بدایت سے نہایت تک جس کے ساتھ حق سبحانہ نے اس فقیر کو ممتاز فرمایا۔ اس طریق کی بنیاد نسبت نقشبندیہ ہے۔ جو متضمن اندراج نہایت در بدایت

ہے اس بنیاد پر عمارتیں اور محل بنائے گئے ہیں اگر یہ بنیاد نہ ہوتی تو معاملہ یہاں تک نہ بڑھتا۔ بخارا و سمرقند سے بیج زمین ہند میں جس کا مایہ خاک طیبہ و بطحا سے بویا گیا ہے اس کو سالوں آب فضل سے سیراب رکھا گیا اور تربیت احسان سے پرورش کیا گیا۔ جب وہ کھیتی کمال کو پہنچی تو یہ علوم و معارف پھل لائی"۔ (مکتوبات شریف دفتر اوّل۔ مکتوب ۲۶۰)

☆۔ الغرض طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ بے شمار خصوصیات و فضائل کا حامل ہے جس کی طرف بزرگان دین بسلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے روح رواں قطب العالم مجدد، آفتاب شہنشاہ ولایت، زبدۃ العارفین، سید السالکین، عارف شریعت، رازدار حقیقت قبلہ عالم حضرت پیر سید راجن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، پیر سید عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، پیر سید اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ دعوت دے رہے تھے اور اب شیخ طریقت واقف اسرار شریعت حضرت پیر سید جعفر علی شاہ دامت برکاتہم اس سلسلے کی شایان شان خدمت کر رہے ہیں۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل ہو گئے ہیں اور اس کی خدمت و اشاعت میں کوشاں ہیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

(یہ سعادت بزور بازو حاصل نہیں ہوتی جب تک اللہ تعالیٰ کی بخشش و مہربانی نہ ہو)

اصطلاحاتِ نقشبندیہ

حضرات مشائخ نقشبندیہ قدس سرہ اللہ اسرارہم نے اپنے طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی بنیاد گیارہ کلمات طیبات پر رکھی ہے۔ ان میں سے پہلے آٹھ کلمات قدسیہ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی علیہ الرحمۃ سے اور آخری اصطلاحات جو تین ہیں وہ شہنشاہ نقشبند حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری علیہ الرحمۃ سے مروی ہیں۔ یہ اصطلاحات اشغال و اعمال کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے آٹھ کلمات یہ ہیں۔

۱۔ ہوش دردم　　۲۔ نظر بر قدم　　۳۔ سفر در وطن

۴۔ خلوت در انجمن　　۵۔ یاد کرد　　۶۔ بازگشت　　۷۔ نگہداشت

۸۔ یادداشت

۱۔ ہوش دردم

"اس سے مراد یہ ہے کہ سالک کا ہر ایک سانس حضور و آگاہی سے ہو نہ کہ غفلت سے۔ یہ اصل میں پاس انفاس ہے۔ یعنی ہر سانس میں خدا سے غافل نہ رہے اور ہر دم ہوش میں رہے تا کہ جو سانس نکلے یاد الٰہی میں نکلے اور سانس کی اس قدر محافظت کرے کہ کوئی سانس غفلت اور معصیت میں نہ گزرے۔ اگر غفلت یا معصیت ہو جائے تو استغفار کرے اور سانس کو غفلت سے اس قدر اور اتنا زیادہ بچائے کہ حضور دائمی کو پہنچ جائے اور قریب قریب یہی معنی "وقوف زمانی" کے بھی ہیں۔

☆۔ حدیث رسول مقبول ﷺ ہے: "ہوشیار وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کو ذلیل کیا اور آخرت کے واسطے عمل کیا"

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ فرماتے ہیں: ''
کسی سانس کو ضائع نہ ہونے دو۔ یعنی سانس کے خروج و دخول میں اور دخول و خروج کے درمیان محافظت چاہیے کہ کوئی وقفہ غفلت کا نہ پایا جائے''
ہوش در دم مبتدی کے واسطے موزوں ہے اور اس شغل سے تفرقہ نفسی دفع ہوتا ہے۔ ہوش در دم اور وقوف زمانی قریب قریب ایک ہی مطلب رکھتے ہیں وقوف زمانی کی تشریح آگے بھی اسی عنوان سے کردی گئی ہے وقوف زمانی کو صوفیاء کرام ''محاسبہ'' بھی کہتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: اے بندو! اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو اور اس کے لیے اسلام لاؤ اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آئے (یعنی اپنا محاسبہ کرو اس دن کے لیے جب تمہاری کوئی چیز نہ چھپ سکے گی)۔

۲۔ نظر بر قدم

اپنی نگاہ کو اپنے پاؤں کی طرف رکھنا۔ یہ بڑا بامعنی کلمہ ہے اور یہ بہت سی خوبیاں اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ سب سے افضل و اعلیٰ یہ بات ہے کہ نگاہ نیچی رکھنا سنت رسول مقبول ﷺ ہے ''سالک کو چاہیے کہ وہ اپنی نظر کو اپنے پاؤں کی طرف رکھے اور راہ چلتے ہوئے ادھر ادھر نہ دیکھتا کہ نامحرم عورتوں پر نظر نہ پڑے۔ کیونکہ نامحرم عورت پر نظر پڑنا ایک زہر آلود تیر کی طرح ہے جس سے ہلاکت یقینی ہے۔ اس ہلاکت سے مراد ایمان کا نقصان، رسوائی اور تباہی دارین ہے۔

☆۔ نظر کی پراگندگی اور رنگا رنگ اشیاء دیکھنے سے خیال منتشر ہو جاتا ہے اور خدا کی طرف سے سالک کی یکسوئی نہیں رہتی اس لیے یہ عمل ''نظر بر قدم'' تفرقہ بیرونی کے ازالہ

کے لیے ہے۔جیسا کہ "ہوش دردم" تفرقۂ اندرونی کے دفعیہ کے لیے ہے۔

☆۔سالک اپنے برائی اور نیکی کے قدم کو دیکھے کہ کس طرف جھکاؤ زیادہ ہے اگر برائی میں قدم دیکھے تو پیچھے ہٹائے اور نیکی کے قدم کو آگے بڑھائے۔نظر برقدم پر عمل کرنے سے سنت رسول ﷺ پر عمل ہوتا اور خدا تک رسائی آسان ہو جاتی ہے۔

وقت رفتن بر قدم باید نظر ۔۔۔ ہست سنت حضرت خیر البشر ﷺ
اندریں حکمت بیش است و بے شمار ۔۔۔ دیدہ خواہد طالب حق آشکار
اتباع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ۔۔۔ میرساند حق جل و علاء

چلتے وقت نظر پاؤں پر ہونی چاہیے کیونکہ یہ نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے۔
اس میں بہت سی حکمتیں ہیں کہ جو طالب خدا (سالک) پر آشکارا ہوتی ہیں نبی کریم ﷺ کی پیروی اللہ تعالیٰ تک پہنچاتی ہے۔"رشحات" میں ہے کہ شاید نظر بر قدم "سرعت سیر" کی طرف اشارہ ہے یعنی مسافت ہستی کے قطع کرنے اور عقبات خود پرستی کے طے کرنے میں قدم نظر سے پیچھے نہ رہے۔بلکہ منتہائے نظر پر پڑے۔
حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ نظر کو نیچی رکھنا بہ نسبت مبتدی کے ہے اور منتہی پر تو واجب ہے کہ تامل کرے اپنے حال میں کہ وہ کسی نبی علیہ السلام کے قدم پر ہے۔مختلف اولیاء کرام مختلف انبیاء کے قدم پر ہوتے ہیں۔

۳۔سفر در وطن:

"سفر در وطن" سے مراد ہے اپنے باطن میں سفر کرنا۔یعنی صفات ذمیمہ سے صفات حمیدہ کی طرف انتقال کرنا ہے۔یا یہ کہ آدمی صفات بشریہ کو چھوڑ کر صفات ملکیہ کو حاصل کرے۔
یعنی طلب جاہ و مال، عجب، حسد، بغض، کینہ اور تکبر سے دل کو پاک صاف کرے۔کیونکہ

جب تک یہ خصائل رذائل دل میں بھرے ہوں گے تو نور خدا کس طرح آسکتا ہے"۔حضرت بوعلی قلندر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

صد تمنا در دل داری فضول ... کے کند نور خدا در دل نزول

(تو سینکڑوں فضول آرزوئیں دل میں لیے پھرتا ہے۔ذرا یہ تو بتاؤ کہ خدا کا نور تیرے دل میں کب نزول کریگا)

☆۔اور حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ہم خدا خواہی وہم دنیائے دوں ... ایں خیال است ومحال است وجنوں

(تو خدا کو بھی چاہتا ہے اور اس حقیر دنیا کو بھی یہ تو محض خیال، جنوں اور محال وناممکن بات ہے)

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں:

"سفر در وطن" سے مراد یہ ہے کہ "سیر آفاقی" کو چھوڑ کر سیر انفسی کی طرف سفر کرنا"۔خواجگان نقشبندیہ سفر ظاہر اتنا ہی کرتے ہیں کہ پیر کامل تک پہنچ جائیں اور دوسری حرکت جائز نہیں رکھتے اور ملازمت شیخ سے دوری نہیں چاہتے اور ملکہ آگاہی کے حصول کے لیے پوری کوشش کرتے ہیں اور سیر آفاقی کو سیر انفسی کے ضمن میں طے کرتے ہیں۔ دوسرے سلاسل تصوف سلوک کو سیر آفاقی سے شروع کرتے ہیں اور سیر انفسی پر ختم کرتے ہیں سیر انفسی سے شروع کرنا سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا خاصہ ہے۔اور اندراج نہایت در بدایت کے یہی معنی ہیں کہ "سیر انفسی" جو دوسرے سلاسل کی نہایت ہے وہ اکابرین نقشبندیہ کی بدایت (ابتداء) ہے۔وللہ الحمد

☆۔امیر المومنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"جس نے اللہ کی محبت کا مزا چکھا تو اس نے اس کو طلب دنیا سے باز رکھا" (ترجمہ قول جمیل ص ۹۰)

☆۔ حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ حدیث پاک "جس گھر میں تصویر ہوتی ہے اس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے" کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"جس دل میں خیال غیر خدا ہے وہ دل بھی رحمتوں کے نزول کا مستحق نہیں ہوتا"۔

حضرت شاہ ہدایت علی جے پوری نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

کینہ و بغض و حسد حقد و ریا　　خودسری خود بینی و مکر و دغا

ایں خصائل ناقصہ را دور کن　　قلب خود از یاد حق معمور کن

تا شود قلب سینہ نور و ضیاء　　تا شود خانہ دلت خانہ خدا

(کینہ، بغض، حسد، دشمنی و کینہ پن اور ریاکاری خودسری، خود بینی مکر و دغا اور فریب کاری) یہ سب بری عادتیں ہیں ان سے دور رہو (چھوڑ دو) اور اپنے دل کو یاد خدا سے معمور کرو تا کہ تیرا سیاہ دل روشن و منور ہو جائے اور تیرا دل خانہ خدا بن جائے۔

حضرت بو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

صد تمنا در دل داری فضول　　کے کند نور خدا در دل نزول

سینکڑوں آرزوئیں لغو تو دل میں رکھتا ہے تو پھر کب تک خدا کا نور تیرے دل میں نازل ہوگا۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ترجمہ: تو خدا کو بھی چاہتا ہے اور ذلیل دنیا کو بھی یہ محض خیال اور جنون اور محال بات ہے۔

۴۔ خلوت در انجمن:

”خلوت در انجمن“ کا مطلب یہ ہے کہ دل سے خدا کے ساتھ مشغول رہے اور اپنے تمام حالات میں یعنی کھانے پینے، بولنے، پڑھنے، پڑھانے، چلنے پھرنے، بیٹھنے اور سونے وغیرہ میں چاہے حالت پاکی میں یا ناپاکی میں دل اللہ کے ساتھ اس قدر مشغول ہو کہ توجہ الی اللہ خوب راسخ (پختہ) ہو جائے“۔

☆۔خواجہ خواجگان حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند یہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

دل بیار، دست بکار (دل یار (اللہ) کی طرف اور ہاتھ کام کی طرف)

ارشاد باری تعالیٰ سے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی تائید ہوتی ہے۔ رجال لا تلھیھم تجارۃ و لا بیع عن ذکر اللہ (سورۃ النور آیت ۳۷)

☆۔حضرت خواجہ اولیائے کبیر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

”خلوت در انجمن یہ ہے کہ سالک اگر بازار میں جائے تو ذکر میں استغراق کے سبب کوئی آواز نہ سنے“۔

☆۔حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں:

”سفر در وطن میں خلوت در انجمن کا مطلب حاصل ہو جاتا ہے ”خلوت در انجمن“ سے مراد یہ ہے کہ آدمیوں میں اس کا جسم موجود ہے اور دل میں سوائے اللہ کے کسی کا خیال نہ رہے“۔ اور یہ بات بے تکلفی کے ساتھ ہو۔ تصنع، بناوٹ اور تکلف نہ ہو۔

☆۔حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ کا قول ہے کہ:

”ذکر میں جہد و اہتمام بلیغ کے ساتھ مشغول ہونے سے سالک کو پانچ چھ روز میں یہ دولت (خلوت در انجمن) حاصل ہو جاتی ہے۔ اس لیے مشائخ نقشبندیہ بجائے چلہ کشی کے اسی خلوت پر قناعت کرتے ہیں کیونکہ حاصل چلہ اس میں داخل ہے۔ اسی لیے وہ

مقاصد حاصل ہو جاتے ہیں۔ ایک بزرگ کا قول ہے۔

از بروں درمیان بازارم　　　　وز دروں خلوتیست بایارم

ترجمہ: ”میرا ظاہر جسم تو بازار میں ہے اور میرا باطن یعنی دل خدا کے ساتھ ہے“۔

وضع اور لباس میں بھی تصنع بناوٹ اور تکلف نہیں ہونا چاہیے کیونکہ ایک بزرگ (غالباً حضرت خواجہ میر درد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: ”میں نہ تو عالموں والا لباس پہنتا ہوں نہ درویشوں والا تا کہ لوگ مجھے عالم یا درویش نہ سمجھیں۔ بلکہ عام لوگوں کا لباس پہنتا ہوں تا کہ پہچانا نہ جاؤں“۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی یہی طریقہ تھا کہ عام لوگوں کی طرح رہتے تھے اور کوئی شان درویشی کا امتیاز ظاہر نہ کرتے تھے اور بالکل یہی طریقہ حضرات نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا ہے۔

☆۔ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”میں تمہاری صورتوں اور لباس و اموال کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہوں“۔

حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ما بروں را ننگریم و قال را　　　　ما دروں را بنگریم و حال را

”ہم کسی کی ظاہری حالت کو نہیں دیکھتے بلکہ ہم باطنی حالت کو دیکھتے ہیں“۔

اسی لیے مشائخ نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اس چیز کی تکمیل میں زیادہ کوشش اور سعی کرتے ہیں جس کو خدا دیکھتا ہے۔ فقیروں کی شکل بنانے اور اپنے فقر کو دوسروں پر ظاہر کرنے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ جب تک تیرا باطن پرہیزگار نہیں ہوتا تجھے فقیر نہیں بننا چاہیے۔

☆۔ حضرت فرید الدین عطار علیہ الرحمۃ (صاحب تذکرۃ الاولیاء) فرماتے ہیں:

فقر خود را پیش کس پیدا مکن　　　　محنت امروز را فردا مکن

"اپنے فقر کو کسی پر مت ظاہر کرو۔ اور آج کا کام کل پر مت چھوڑو"

☆۔ خواجہ خواجگان شہنشاہ نقشبند قدس سرہ فرماتے ہیں:

"خلوت در انجمن کا مطلب یہ ہے کہ ظاہر میں خلق کے ساتھ اور باطن میں حق کے ساتھ ہونا"

☆۔ حضرت خواجہ عزیزاں علی رامیتنی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

از دروں شو آشنا و ز بروں بیگانہ باش

ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

"اپنے اندر یعنی دل میں خدا کی یاد رکھو اور ظاہر میں بیگانہ رہ یہ عمدہ روشن مثال دنیا میں بہت کم ہے"

☆۔ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی علیہ الرحمۃ نے اس طرح فرمایا ہے: طالبان حق کے لیے چنانچہ اس نصیحت کو دل لگا کر سنو یہاں مٹی کے کان کام نہیں آئیں گے۔ بندوں کو چاہیے کہ بات چیت کرتے وقت یہ حال ہو کہ دل خدا کے ساتھ اور جسم محل میں ہو (یعنی باطن میں تو وہ اللہ سے مشغول رہے اور ظاہر میں وہ خلق سے آشنا نظر آئے)۔

۵۔ یاد کرد:

"یاد کرد کا مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہے۔ ذکر خواہ زبانی ہو یا قلبی ذکر اسم ذات کا یا نفی اثبات یعنی کلمہ شریف کا جو کچھ مرشد سے اجازت ہو ذکر اس قدر کرے کہ اللہ تعالیٰ کی حضوری حاصل ہو جائے"۔

☆۔شہنشاہ نقشبند خواجہ خواجگان حضرت بہاؤ الدین نقشبند بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ: ”ذکر سے مقصود یہ ہے کہ دل ہمیشہ حضرت حق (اللہ تعالیٰ) کے ساتھ حاضر رہے اور یہ محبت اور تعظیم کے ساتھ ہو کیونکہ ذکر یعنی یاد دفع غفلت کا دوسرا نام ہے“۔

☆۔حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

باش دائم اے پسر در یادِ حق　　　　گر خبر داری زعدل و دادِ حق

اے بیٹے! ہمیشہ یادِ حق (اللہ تعالیٰ کی یاد) میں رہا کرو۔ اگر تجھے اللہ تعالیٰ کے انعامات کی خبر ہے۔ المختصر یہ ہے کہ یاد کرد سے مراد ہے۔ ذکر لسانی و قلبی جس سے غفلت دور ہو اور حق تعالیٰ کی یاد تازہ رہے۔ ذکر اسم ذات ہو یا نفی اثبات ذکر ایسی شے ہے جس سے فناو بقا حاصل ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ تک رسائی ہوتی ہے۔ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۔ (اللہ کو بہت زیادہ یاد کرو تاکہ مراد پاؤ) یہ آیت کریمہ مدعائے مذکورہ پر نص قاطع ہے۔

۲۔باز گشت:

”باز گشت یعنی رجوع کرنا یا پھرنا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ تھوڑے ذکر کے بعد تین بار یا پانچ بار مناجات کی طرف رجوع کرے۔ ذکر میں یہ شرط نہایت عظیم ہے جسے ہرگز نظر انداز نہ کیا جائے“۔

☆۔حضرت خواجہ شہنشاہ نقشبند علیہ الرحمۃ کی دعا یہ تھی:

”الٰہی مقصود من توئی و رضائے تو　　　　محبت و معرفت خود بدہ“

”اے اللہ! میرا مقصود تو ہی ہے اور تیری خوشنودی و رضا، تو اپنی محبت و معرفت عطا فرما“۔

☆۔حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"ہمارے والد بزرگوار حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس دعا کو بار بار پڑھنا شرط عظیم فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ طالب کو چاہیے کہ وہ اس سے غافل نہ رہے اس لیے کہ ہم نے جو پایا اس دعا کی برکت سے پایا"۔

اور حق تو یہ ہے کہ ذکر و فکر کے دوران اگر کچھ عالم غیب سے نظر آ جائے تو سالک اس پر مغرور ہو کر اسے اپنا مطلوب نہ سمجھ لے۔ کیونکہ ذات الٰہی تو کجا صفات الٰہی میں سالک اگر لاکھوں برس بھی گزار دے تو سیر ختم نہ ہو۔ لہٰذا یہ دعا سب کو ختم کر کے ذات حق سے قریب کرتی ہے۔

☆۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ اسی ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں:

ہر چہ دیدہ شد و شنیدہ شد و دانستہ   آں ہمہ غیر حق است بحقیقت کلمہ لا نفی آں باید کرد

"یعنی جو کچھ دیکھا جائے اور سنا جائے وہ سب غیر خدا ہے۔ کلمہ طیبہ کے لا سے سب کی نفی کرنی چاہیے"۔

☆۔ مشائخ نقشبندیہ کا معمول یہ ہے کہ کلمہ توحید کے تلفظ کے ضمن میں لا مقصود ملاحظہ کرتے ہیں کیونکہ جو معبود ہوتا ہے وہ مقصود ہوتا ہے۔

☆۔ حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اے برادر بے نہایت درگہیست   ہر کہ بروے می رسی بروے مایست

"اے بھائی جان! خدا کی بے انتہا درگاہیں ہیں۔ جب تو کسی درگاہ پر پہنچ جائے اس کو نہایت جان کر مت ٹھہر"۔

۷۔ نگہداشت:

"نگہداشت سے مراد یہ ہے کہ ذاکر قلب کو خطرات اور حدیث نفس سے نگاہ میں رکھے

اوران کو دور کرے یعنی جو خیالات اور وسوسے دل میں غیر خدا کے آئیں تو سالک ان کو نہ آنے دے"۔

☆۔حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

"سالک کو لائق ہے کہ خطرہ کو اس کے ابتدائے ظہور میں روک دے۔اس لیے کہ جب خطرہ ظاہر ہو جائے گا تو نفس اس کی طرف مائل ہو جائے گا۔اور وہ نفس پر اثر کرے گا پھر اس خطرہ کا دور کرنا مشکل ہوگا یہ نگہداشت طریقہ ہے حاصل کرنے ملکہ خلو تختۂ ذہن کا خطرات ووساوس کے خطور کرنے سے"۔

☆۔خطرات کو دور کرنے کے لیے کلمہ طیبہ حبس دم کے ساتھ مفید ہے۔

☆۔حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"خطرہ کو دل میں ساعت دو ساعت بھی نہ رکھنا چاہیے۔بزرگوں کے نزدیک یہ نہایت اہم ہے اور اولیائے کاملین کو یہ دولت عرصہ تک حاصل رہتی ہے"۔

حضرت عبدالخالق غجدوانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

کوشش تا در دل نیاید فکر غیر　　　　نے رود فکر دل طالب بغیر

"اس بات کی کوشش کر کہ تیرے دل میں خیال غیر خدا نہ آئے اور نہ طالب کے دل کا خیال سوائے خدا کے کسی کی طرف جائے"۔

☆۔حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ترجمہ:"وسوسوں کی روئی کو کان سے باہر نکال تا کہ تیرے کان میں آسمان سے آوازیں آئیں۔تا کہ تو ان اسرار کو سمجھ سکے اور تو راز کی باتوں کو جان سکے۔(اگر سالک ایک دم سو بار کلمہ کہے تو اس درمیان میں ایک بار بھی خیال ادھر ادھر نہ بھٹکنے پائے۔بلکہ اسماء وصفات

سے گزر کر احدیت مجردہ اور وراء الوراء پر بھی نظر رکھے"۔

۸۔یادداشت:

"یادداشت سے مراد دوام آگاہی بحق سبحانہ بعض کے نزدیک یادداشت کا مطلب یہ ہے کہ توجہ ہر حال اور ہر دم بہ تکمیل ذوق اللہ تعالیٰ کی طرف رہے۔بعض کے نزدیک یادداشت سے مراد حضور بے غیب ہے"۔

اگر دوام آگاہی اس قدر غالب ہو کہ کثر یت کونیہ اس کی مزاحم نہ ہو بلکہ اپنے وجود کا بھی شعور نہ رہے تو اسے فناء کہتے ہیں۔اگر اس بے شعوری کا شعور بھی نہ رہے تو اسے فنائے فنایا، فناء الفناء بولتے ہیں اور عین الیقین بھی کہتے ہیں اہل تحقیق کے نزدیک یادداشت یہ ہے کہ سالک کے دل پر استیلائے شہود حق بتوسط حب ذاتی ہو جائے اور اسی کو مشاہدہ کہتے ہیں یہ دولت بدون فنا تام اور بقا کامل حاصل نہیں ہوتی۔

☆۔حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اپنے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی قدس سرہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ:

"حق بات یہ ہے کہ ایسا متوجہ رہنا بالاستقامت حاصل نہیں ہوتا مگر بعد فنائے تام اور بقائے کامل کے"۔

یہاں یہ خیال پیدا نہ ہونا کہ یاد کرد نگہداشت اور یادداشت میں کوئی فرق نہیں ہے تو خیال رہے کہ یاد کرد اور نگہداشت میں طالب اپنی کوشش سے اللہ تعالیٰ کی طرف مشغول ہوتا ہے لیکن یادداشت میں بلاکوشش خود بخود قلب اللہ تعالیٰ کی طرف مشغول ومخاطب رہتا ہے اور یہ مقام ولایت ہے۔

یاد داشت حاصل شود بعد از فناء　　　بلکہ حاصل می شود بعد از بقاء

بعد ازیں غافل نباشد یک زماں　　　خواہ باشد فرح و غم سود و زیاں

در جماعت اولیاء داخل شود　　　نزد جملہ طرق او واصل شود

۱۔یادداشت فنائے تام کے بعد حاصل ہوتی ہے بلکہ بقائے کامل کے بعد حاصل ہوتی ہے۔
۲۔اس کے بعد تھوڑی دیر بھی خدا سے غافل نہ رہے خواہ سے خوشی ہو یا رنج، فائدہ ہو یا نقصان۔
۳۔وہ شخص جو فناء اور بقاء سے مشرف ہو چکا وہ ولی ہے اور متفقہ طور پر وہ واصل بحق ہے۔
☆۔خلاصہ یہ ہے کہ یادداشت ذات مقدس کے دھیان کا نام جو بلا ذریعے الفاظ اور تخیلات کے ہو۔یہ دولت منتہیان ولایت کو البتہ حاصل ہوتی ہے۔اہل تحقیق کے نزدیک یادداشت یہ ہے کہ سالک کے دل پر استیلائے شہود حق بتوسط حب ذاتی ہو جائے اسی کو مشاہدہ کہتے ہیں۔
☆۔شہنشاہ نقشبند حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی تین اصطلاحات۔

۹۔وقوف زمانی:

"وقوف زمانی اور ہوش در دم دونوں تقریباً ہم معنی ہیں وقوف زمانی کا ایک مطلب یہ ہے کہ سالک کو چاہیے کہ واقف نفس رہے اور پاس انفاس کو ملحوظ رکھے یعنی ہر حال خیال رکھے کہ سانس حضور میں گزر رہا ہے یا غفلت میں"۔
"دوسرا مطلب یہ ہے کہ بندہ ہر وقت اپنے حال سے واقف رہے اور اگر وقت طاعت میں گزرا ہے تو شکر بجا لائے۔اور اگر معصیت میں گزرا ہے تو عذر خواہی کرے اسی طرح

حالت بسط میں شکر اور حالت قبض میں استغفار کرے۔ صوفیاء کرام کی اصطلاح میں اسے محاسبہ کہتے ہیں۔

☆۔وَاَنِیْبُوْا اِلٰی رَبِّکُمْ وَاَسْلِمُوْا لَہٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ (سورۃ الزمر آیت ۵۴)

"اور اپنے رب کی طرف رجوع لاؤ اور اسکے حضور گردن تسلیم رکھو قبل اس کے کہ تم پر عذاب آئے اور پھر تمہاری مدد نہ ہو"۔(ترجمہ کنز الایمان)

☆۔اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول "حاسبوا قبل ان تحاسبوا" (تم محاسبہ کرو پہلے اس سے کہ محاسبہ کیے جاؤ) میں بھی اسی محاسبہ کی طرف اشارہ ہے۔(تذکرہ نقشبندیہ خیریہ)۔

☆۔شفاء العلیل ترجمہ قول الجمیل میں بھی حضرت عمر فاروق کا یہی قول نقل کیا گیا ہے علماء کرام فرماتے

ہیں کہ اصل سند محاسبے کی یہ آیت مبارکہ "ولتنظر نفس ما قدمت لغد (سورۃ الحشر) وقوف زمانی متوسط کے لیے موزوں ہے۔

۱۰۔وقوف عددی:

وقوف عددی سے مراد سالک کا اثنائے ذکر واقف رہنا ہے کہ جب ذکر حق کرے تو طاق عدد کرے یعنی ۳۔۵۔۷۔۹۔۱۱ وغیرہ کیونکہ اس میں ذات باری تعالٰی کے ساتھ مناسبت ہے۔ارشاد باری تعالٰی ہے۔

"اللہ وتر و یحب الوتر"

یعنی اللہ ایک ہے اور ایک کو پسند کرتا ہے۔

چونکہ اللہ ایک ہے اور ایک کو پسند فرماتا ہے۔ لہذا ذکر قلبی میں اس نوعیت کی رعایت عددی تفرق کے دور کرنے اور جمعیت خاطر کے پیدا کرنے میں خاص طور پر موثر ہے۔ لہذا ذکر عددی کے ساتھ ساتھ ذکر قلبی بھی ضروری ہے۔ المختصر یہ کہ نفی اثبات میں طاق عدد کی رعایت کرنے کو وقوف عددی کہتے ہیں۔ اور وقوف عددی تو عدد طاق کی محافظت کا نام ہے۔ یعنی ذکر کو طاق ذکر کرنا۔ مقاصد ذکر کے حصول میں طریق وقوف عددی ممد ہے۔ شرائط میں سے نہیں۔

۱۱۔ وقوف قلبی:

وقوف قلبی سے مراد یہ ہے کہ سالک ہر وقت ہر آن اور ہر لحظہ اپنے قلب کی طرف متوجہ رہے اور قلب خدا کی طرف متوجہ رہے تا کہ سب طرف سے توجہ ٹوٹ کر معبود حقیقی کی طرف توجہ ہو جائے۔ اور خطرات و وسوسے دل میں داخل نہ ہوں۔ خصوصاً ذکر کے دوران اس کا پورا پورا خیال رکھے اسی لیے تو حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ نے حبس دم اور رعایت عدد کو ذکر میں لازم کا نہیں فرمایا بلکہ فوائد میں داخل فرمایا ہے۔ اور قرآن مجید کی اس آیہ مبارک کا اشارہ بھی وقوف قلبی کی طرف ہے:

"یا ایہا الذین امنو اذکرو اللہ ذکرا کثیرا" (سورۃ الاحزاب آیت ۴۱)

"اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کرو۔ (ترجمہ کنز الایمان)"

☆۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ معصوم قدس سرہ فرماتے ہیں کہ:

"وقوف قلبی یہ ہے کہ دل کا نگران واقف رہے اور قطع نظر ذکر کے اس کی طرف توجہ رکھے۔ تا کہ اس میں تفرقہ راہ نہ پائے اور وہ ماسوا کے نقوش سے منقش نہ ہو جائے۔ کہتے ہیں کہ دل بیکار نہیں رہتا یا ماسوا سے ملا رہتا ہے یا مطلوب حقیقی سے جب دل ماسوا سے ممنوع

ہوگیا تو اسے مطلوب کی طرف توجہ سے چارہ نہ ہوگا۔ غرض تم دل کو دشمن سے باز رکھو دوست کی طلب کی حاجت نہیں وہ خود جلوہ گر ہو جائے گا۔"

☆۔ وقوف قلبی حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ کے نزدیک بہت ضروری ہے اور رکن عظیم ہے اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ کا دارومدار اسی پر ہے کیونکہ دوران ذکر اس نوعیت کا ارتباط اور اس قسم کی حضور و آگاہی ایک ضروری شرط ہے۔ جس کے بغیر ذکر موثر نہیں ہوتا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حبس دم اور رعایت عددی کو ذکر میں لازم نہیں فرمایا۔ بلکہ فوائد میں داخل فرماتے ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

علی بیض قلبک کن کانک طائر فمن ذلک الاحوال فیک تولد

ترجمہ: "اپنے دل کے انڈے پر پرندے کی طرح ہو جاؤ اور اسے سہہ پس اس طریقہ سے جس طرح انڈے سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔ تیرے دل میں نور رضا پیدا ہوگا"۔

دراصل وقوف قلبی تمام اسباق نقشبندیہ کے احوال اور خصوصاً ان کی تکمیل پر ملکہ حکمرانی کا نام ہے جس طرح وقوف زمانی ہوش درم۔ یاد کردن کی حالت پر نگرانی کا نام ہے اسی جامعیت کی بناء پر امام الطریقہ خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"میرے طریق کی بنیاد اتباع سنت (ظاہراً) اور وقوف قلبی (باطناً) پر ہے"۔

مرشد (شیخ طریقت) کی ضرورت

دنیا کے ہر کام، ہر فن اور پیشہ کی طرح فن روحانیت یعنی سلوک الی اللہ طے کرنے اور حق تعالیٰ کا قرب و معرفت حاصل کرنے کے لیے استاد کی ضرورت ہے۔ علم تصوف کی اصطلاح میں ایسے روحانی استاد کو شیخ (مرشد) کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

☆۔لفظ شیخ کی اصل:

☆۔لفظ شیخ کی اصل یہ حدیث نبوی ﷺ ہے:

"الشیخ فی قبیلۃ کالنبی فی امۃ"

"اپنے قبیلہ میں شیخ اسی طرح ہے جس طرح ایک نبی اپنی امت میں ہے"۔(حدیث امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

☆۔امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

"جاننا چاہیے کہ شیخ بننے اور حق کی طرف خلق کو دعوت دینے کا مقام بہت عالی ہے۔ آپ نے سنا ہوگا۔ "الشیخ فی قبیلۃ کالنبی فی امۃ" ۔شیخ اپنی قوم میں ایسا ہے جیسے نبی اپنی امت میں ہے۔ مکتوبات شریف دفتر اول مکتوب ۲۲۴)

جس طرح خدا تک پہنچنے کے لیے پیغمبر کی ضرورت ہے اسی طرح رسول ﷺ تک پہنچنے کے لیے مرشد (شیخ طریقت) کی حاجت ہے اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ دنیا کسی وقت بھی اہل اللہ سے خالی نہیں ہوتی۔ آج بھی بندگان خدا ایسے ہیں جن کی ذات اور صفات سے ان مبارک سلسلوں (سلاسل تصوف) کی آبرو قائم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (سورۃ توبہ: آیت ۱۱۹)

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور صادقین کے ساتھ رہو"۔

قارئین محترم! قرآن پاک ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ صادقین ہر دور میں موجود رہیں گے اسی لیے ان کی رفاقت اور معیت اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے اگر وہ بالکل ختم ہو جائیں تو پھر یہ آیت قرآنی ساقط العمل ہو جائے گی اور یہ قرآن کی شان کے خلاف ہے۔

☆۔صاحب "کتاب اللمع" لکھتے ہیں کہ:

قرآن مجید کے الفاظ صادقین، مقربون، متوکلین، مخلصین، سارعین الی الخیرات، اولیاء ابرار، اور شاہدین سے صوفیاء (اہل اللہ) ہی مراد ہیں۔ اور اہل طریقت کی حقانیت پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جناب خضر علیہ السلام سے یوں مستدعی ہونا۔ هل اتبعك على ان تعلمنى مما علمت رشدا۔ آیا میں آپ کی پیروی کروں اس شرط پر کہ آپ اپنے خداداد علم سے مجھے اصلاح وتقویٰ کی تعلیم دیں۔

کسی دنیاوی غرض پر مبنی نہ تھا۔ بلکہ یہ واقعہ اس بات پر دلالت ہے کہ جس طرح علم شریعت حاصل کرنا فرض ہے اسی طرح علم حقیقت ومعرفت حاصل کرنا بھی فرض ہے۔ اور یہ علم (سلوک ومعرفت) کسی شیخ کامل کی صحبت اور اس کی رشد وہدایت ہی سے حاصل ہوتا ہے۔

☆۔ضرورت شیخ طریقت:

قرآن حکیم میں اللہ جل شانہ نے ضرورت شیخ کو یوں بیان فرمایا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (سورۃ مائدہ۔آیت ۳۵)

''اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے اور تلاش کرو وسیلہ اس تک رسائی کے لیے اور اس کی راہ میں جہاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ''۔

اس آیت مبارکہ سے دو باتوں کا حکم نازل ہوا۔ اول ۔حق تعالیٰ تک رسائی حاصل کرنا۔ اور دوسرا۔ اس تک رسائی کرنے کے لیے وسیلہ تلاش کرنا۔

☆۔ وسیلہ سے مراد وہ ہادی، مرشد یا پیر ہے جس نے راہِ سلوک طے کیا ہوا ہو۔ راستے کے نشیب و فراز سے واقف ہو اور خدا رسیدہ ہو۔ بعض لوگ لفظ وسیلہ سے مراد ایمان لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث ہمارے پاس موجود ہے لہٰذا ان سے بڑھ کر کون وسیلہ ہوگا۔ ان کا یہ فرمان بالکل درست ہے لیکن قرآن و حدیث کو سمجھنے کے لیے بھی تو کسی عالم کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور یہ عالم یا مولوی وسیلہ ہے قرآن و حدیث کا علم سمجھانے میں۔ جیسا کہ ہم اس مقالہ کے شروع میں عرض کر چکے ہیں کہ ہر کام کے لیے استاد کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ استاد وسیلہ ہوگا۔ اس وسیلے کے بغیر کوئی فن نہیں سیکھا جا سکتا۔ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں:

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (سورۃ النحل آیت ۴۳)

''اہل ذکر یعنی جاننے والوں سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے''۔

اللہ تعالیٰ نے خود وسیلہ پکڑنے اہل ذکر سے پوچھنے اور صادقین کے پاس بیٹھنے کا حکم فرمایا ہے۔ بہر حال وسیلہ عقلاً و نقلاً ضروری ہے اور تمام مفسرین خواہ متقدمین ہوں یا متاخرین کے وسیلہ کا مطلب شیخ طریقت ہے کیونکہ یا ایہا الذین امنوا کا خطاب ان لوگوں سے کیا گیا ہے جو ایمان لا چکے ہیں۔ حضرت شاہ عبدالرحیم، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس اللہ اسرارہم جو اہل طریقت میں مقبول ہیں وسیلہ

سے مراد شیخ طریقت لیتے ہیں۔ اس کے سوا نہ اللہ جل شانہ تک رسائی اور قرب حاصل ہوتا ہے اور نہ ہی راستہ کا علم ممکن ہو سکتا ہے۔ کیونکہ کامل مکمل کی ایک التفات سے اس قدر تصفیہ باطن ہوتا ہے کہ ریاضات کثیرہ سے بھی نہیں ہو سکتا۔ اور تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن کے لیے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اللہ رب العزت کی نعمتوں کے ادائے شکر کا پہلا درجہ یہ ہے کہ بندہ اپنے عقائد فرقہ ناجیہ اہلسنت والجماعت کی آراء کے مطابق احکام شرعیہ بجالاتا رہے۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ بلند درجہ صوفیا کے سلوک کے موافق اپنے نفس کا تصفیہ و تزکیہ کرے''۔ (مکتوبات شریف دفتر اول مکتوب ۷۱)

☆۔ ''اگر ان دو امور میں پختہ ہو جاؤ تو پھر کوئی غم نہیں ایک تو صاحب شریعت علیہ وآلہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی متابعت اور دوسری شیخ طریقت سے محبت واعتقاد۔ آگاہ رہیں اور التجا تضرع کریں کہ ان دو باتوں میں فتور نہ آنے پائے پھر جو کچھ ہو آسان ہے اور اس کی تلافی ممکن ہے''۔ (مکتوبات شریف دفتر سوم مکتوب ۱۴)

کاملوں سے ملتا ہے یہ گوہر میاں
کاغذوں میں ہے بھلا ہمت کہاں

قرآن حکیم میں اللہ جل شانہ نے منصب نبوت کی یوں وضاحت فرمائی ہے:

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ۔ (سورۃ جمعہ آیت ۲)

ترجمہ: ''اللہ وہ ہے جس نے بھیجا ان پڑھوں کے درمیان پیغمبر انہی میں سے جو پڑھتا ہے ان لوگوں کے سامنے اللہ کی آیات اور پاک کرتا ہے ان کو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب و

حکمت"۔ کتاب کے ساتھ معلم کتاب یعنی سکھانے والے کو استاد کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ نسخہ کے ساتھ طبیب کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

☆۔ حضرت علامہ محمد مقصود فرماتے ہیں:

"جو لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن کی موجودگی میں شیخ کی کیا ضرورت ہے ان سے ہم پوچھتے ہیں کہ قرآن کی موجودگی میں نبی یا رسول کی کیا ضرورت تھی۔ چنانچہ جس طرح رسول اللہ ﷺ کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ضرورت تھی آج ہمیں بھی وہی ضرورت درپیش ہے۔ جس طرح رسول اکرم ﷺ کے بغیر ہدایت ناممکن تھی اب بھی نائب رسول اللہ ﷺ کے بغیر ہدایت ناممکن ہے۔ حیرت ہے کہ علمائے ظاہر لوگوں کے درمیان تو اپنی ضرورت محسوس کرتے ہیں لیکن ایسے شیخ کامل کی ضرورت محسوس نہیں کرتے جو ان سے کئی گنا زیادہ عبادات، مجاہدات و ریاضات کر کے ذات حق کے قرب و معرفت کا شرف حاصل کر چکے ہیں"۔ (تذکرہ نقشبندیہ خیریہ ص ۵۰)

☆۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (۶۹۹۔۷۶۷ء) ۸۰۔۱۵۰ ہجری۔ نے بہ ہمہ علم و تفقہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ پہلے تصوف اور صوفیاء کی مخالفت میں مشغول تھے۔ لیکن بعد میں حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہ کر حلاوت ایمان نصیب ہوئی۔ جو شخص احکام شریعت ان سے دریافت کرنے آتا تو خود بتا دیتے لیکن جب کوئی شخص راہ حقیقت دریافت کرنے آتا تو حضرت شیخ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیج دیتے۔ یہ دیکھ کر ان کے شاگردوں کو غیرت آئی اور عرض کیا کہ آپ اتنے بڑے عالم ہو کر ایک صوفی کے حوالے کیوں کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ مجھے اللہ کے احکام کا علم ہے اور ان کو خود اللہ کا علم ہے۔ اس

لیے طالبان حق کو ان کے پاس بھیجتا ہوں۔

☆۔سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جس کا کوئی امام نہ ہو شیطان اس کا امام ہوتا ہے۔(من لیس له شیخ فشیخه ابلیس)

امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ قول ان الفاظ میں حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کیا ہے۔من لم یکن له استاذ فامامه الشیطان(رسالہ قشیریہ ص ۲۳۸)

☆۔حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمۃ حاشیہ قول الجمیل میں فرماتے ہیں کہ:

"وسیلہ سے مراد ارادت و بیعت مرشد کی ہے"۔(القول الجمیل شرح شفاء العلیل)

حضرت علامہ قاضی ثناءاللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"کمالات باطنی حاصل کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے اس لیے پیر کامل کی تلاش بھی ضروریات دین میں سے ہے کیونکہ وصول الی اللہ پیر کامل کے توسط کے بغیر نادرات میں شامل ہے"۔(ارشاد الطالبین)

☆۔حضرت علامہ اسمٰعیل علیہ الرحمۃ آیت "یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصادقین" کے تحت فرماتے ہیں:

"صادقین وہ لوگ ہیں جو وصول الی اللہ کے طریق کے رہنما ہیں جب سالک ان کی صحبت میں شامل ہو جاتا ہے تو ان کی محبت و تربیت قوت وولایت سے سیر الی اللہ اور ترک ماسوا کے مراتب پر پہنچ جاتا ہے"۔(تفسیر روح البیان)

☆۔حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ:

"شیخ کامل کی تلاش کرنی چاہیے اور اپنے باطنی امراض کا علاج ان سے کرنا چاہیے"(مکتوب ۲۳۰ دفتر اول)

"وہ لوگ جو اس امت کے اولیاء کی صحبت میں زندگانی گزارتے ہیں وہ بھی ان رذائل سے پاک ہوجاتے ہیں (دفتر سوم مکتوب ۴۲)

اہل اللہ قلبی امراض کے طبیب ہیں باطنی امراض کا ازالہ ان بزرگوں کی توجہ سے وابستہ ہے ان کا کلام دوا اور ان کی نظر شفاء ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے۔

ھم قوم لا یشقی جلیسھم (بخاری ومسلم)

"یہ ایسی قوم ہے جن کا ہم نشین بدنصیب نہیں ہوتا"۔ (دفتر اول مکتوب ۱۰۹)

پس کامل بنانے والے شیخ کی صحبت کبریت احمر ہے اس کی نظر دوا اور اس کی باتیں شفاء ہیں"۔ (دفتر اول مکتوب ۲۴)

☆۔ مشائخ نقشبندیہ سے نسبت ان سے عقیدت اور ان کی متابعت دین ودنیا دونوں میں باعث سعادت ہے۔ مولانا ابو الکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ ان عظیم ہستیوں سے اپنی ارادت ان الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں۔

"یہی نسبت اور ارادت ایک دولت ہے جو ہم بے مایگان کار اور تہی دستان راہ کے لیے توشہ آخرت اور وسیلہ نجات ثابت ہو۔ اگر اس کے دامن تک ہاتھ نہ پہنچ سکا تو اس کے دوستوں کا دامن پکڑ سکتے ہیں۔ اللہ اس راہ میں ثبات واستقامت ورزی عطا فرمائے اور اس کے دوستوں کی محبت وارادت سے ہمارے قلوب ہمیشہ معمور اور آباد رہیں" ☆۔ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِھِمْ (سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 71)

ترجمہ: "قیامت میں ہم سب کو امام کے ساتھ بلائیں گے اگر شیخ طریقت یا پیرومرشد نہ ہو تو کس کے ساتھ اٹھیں گے"۔

☆۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"شیخ اپنے مرید کو اپنی باطنی قوت سے علم الٰہی سکھاتا ہے اور شیخ کا کلام مرید کے باطن کو معمور کر دیتا ہے اور اس کو قرب الٰہی پر چلا دیتا ہے۔(ترجمہ عوارف المعارف)

اسی لیے ان ہدایت یافتہ حضرات کی پیروی کا حکم اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں فرمایا ہے:

فاولئک الذین هدی الله فبهداهم اقتده۔(سورۃ انعام آیت ۹۱)

"یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت فرمائی تو تو بھی ان ہدایت یافتہ کی پیروی کر"۔

☆۔بزرگان دین اپنے پیروکاروں کے قلب و دماغ اور رگ و ریشے میں اللہ کی عبادت اور بندگی کا ایسا داعیہ پیدا کرتے ہیں کہ ان کی نظروں سے ماسوئی اللہ معدوم ہو جاتا ہے۔اور وہ ہر لحہ دل کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھتے اور مشاہدہ حق میں مشغول رہتے ہیں اور سالکان طریقت اپنے مرشد کامل کے روئے انور میں نور حق کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فیض حق اندر کمال اولیاء		نور حق اندر جمال اولیاء

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا		او نشیند در حضور اولیاء

چوں شوی دور از حضور اولیاء		در حقیقت گشتہ دور از خدا

یک زمانہ صحبت با اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

☆۔تصور شیخ کے بیان میں:

بعض نادان لوگ تصور شیخ کو شرک کہتے ہیں حالانکہ یہ شرک نہیں اس کے شرک نہ ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اس کی تعلیم سلف صالحین سے چلی آتی ہے اور مشائخ

طریقت نے اس کو ہدایت و رہنمائی کا ایک ذریعہ سمجھا ہے اس میں نہ شیخ کی عبادت ہوتی ہے اور نہ ہی شیخ کا ذکر ہوتا ہے بلکہ اپنے دل کے پراگندہ خیالات کو ایک طرف باندھ لیتا ہے اور شیخ کو اپنے اور اللہ کے درمیان ہادی اور رابطہ سمجھتا ہے جیسے کعبہ عابد و معبود کے درمیان رابطہ ہے نماز، زکوٰۃ یہ سب عابد و معبود کے درمیان رابطہ ہیں اسی طرح مرشد مرید اور اللہ کے درمیان رابطہ ہے اللہ تعالیٰ جو کچھ دیتا ہے مرشد کے ہاتھ سے دیتا ہے اس لیے مرید صادق کے لیے لازم ہے کہ با ادب بیٹھ کر اپنے مرشد کی تصویر کو دل میں پکائے اور نعمت فیض حاصل کرے اور یہ اعتقاد رکھے کہ شیخ مظہر حق ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے میرے فیض دینے کے واسطے مقرر کیا ہے۔

☆ ذکر:

ذکر وہی کامل ہوتا ہے جو شیخ سکھلائے کیونکہ مرید مردے کی مانند ہے اور پیر غسال ہے مردے کے ہاتھ پاؤں غرضیکہ ہر اعضاء کو جدھر کرتا ہے ادھر ہی ہو جاتا ہے اس لیے طریقہ نقشبندیہ میں سب سے ضروری چیز یہ ہے کہ شیخ کے اشارے پر چلا جائے اور یہی حال ذکر کا ہے جس اسم کا شیخ ذکر سکھائے مرید وہی ذکر کرے اپنے طریقہ کو اس میں نہ ملائے بلکہ شیخ کے راستے کو پکڑے ہمارے سلسلہ نقش بندیہ میں اسم ذات کا ذکر سکھایا جاتا ہے وہ ہے ''اللہ ھو'' اس ذکر کے کرنے کے دو طریق ہیں ایک ذکر جہر یعنی بلند آواز سے اور دوسرا ذکر خفی مرید کو سب سے پہلے ذکر جہر پر جمایا جاتا ہے اور جب وہ اس میں کامل ہو جائے تو پھر ذکر خفی سکھایا جاتا ہے جو افضل ذکر ہے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں سب سے زیادہ اہمیت ذکر حق ہی ہے حق تعالیٰ کو یاد کرنا سب عبادتوں کا خلاصہ اور جان ہے قرآن شریف میں ارشاد ربانی ہے۔

وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْراً لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْن۔ (ترجمہ: اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرنا کہ تم فلاح پاؤ)۔

اسلام کی اصل جڑ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے اور یہ عین ذکر ہے حدیث شریف میں آتا ہے کہ مرتے وقت جس کی زبان کلمہ طیبہ سے تر ہوگی وہ دوزخ سے نجات پائے گا۔ ذکر کرنے کا ثمرہ یہ ہے کہ ذاکر کو مذکور یاد کرتا ہے اللہ کا ذکر کرنے والا آسمان پر پاکیزہ مجلس میں یاد کیا جاتا ہے اس سے زیادہ ثمرہ اور نتیجہ کیا ہے اس واسطے ارشاد ربانی ہوا۔ فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ۔ ترجمہ: تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔

جناب رسول مقبول ﷺ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ سب کاموں سے کون سا کام افضل ہے آپ ﷺ نے فرمایا مرتے وقت ذکر الٰہی سے زبان تر ہونا۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک جو کام بہترین اور مقبول ہیں اور تمہارے بزرگ ترین درجات ہیں اور سونا چاندی کے صدقہ دینے سے بہتر ہے اور خدا کے دشمنوں کے ساتھ جہاد کرنے سے بھی بہت بڑھ کر ہے اس کام سے میں تمہیں آگاہ کروں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمایئے وہ کیا کام ہے آپ ﷺ نے فرمایا ذکر اللہ یعنی حق تعالیٰ کو یاد کرنا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ خدا کو یاد کرنے والا غافلوں میں ایسا ہے جیسا مردوں میں زندہ اور سوکھی گھاس میں ہرا درخت اور جہاد سے بھاگے ہوؤں میں غازی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اہل جنت کو کسی امر پر حسرت نہ ہوگی مگر دنیا میں جو ساعت یاد الٰہی سے غفلت میں گزری ہوگی اس پر حسرت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے ذاکرین کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَاماً وَّ عَلٰی قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِہِم۔

وہ لوگ جو کھڑے بیٹھے سوتے اور کروٹیں بدلتے اللہ کی یاد سے غافل نہیں ہوتے اس سے اس آدمی کی زیادہ فضیلت کیا ہوگی کہ مالک دوجہاں خالق انس وجاں اس ضعیف البیان انسان کو یاد کرے۔

☆۔ذکر کا مفہوم اور اس کی حقیقت:

ذکر کے معنی یاد کرنا، یاد زبان سے بھی ہوتی ہے اور دل سے بھی مگر افضل ذکر وہی ہے جو دل اور زبان دونوں سے ہو ورنہ اگر دل سے ہو تو زبانی ذکر سے افضل ہے (ہدایت الانسانی)۔مشائخ طریقت کے نزدیک ذکر دو قسم کا ہے ایک ذکر جہر اور دوسرا ذکر خفی۔

☆۔ذکر جہر:

ذکر جہر کے معنی بلند آواز سے ذکر کرنا ذکر جہر اثر سے خالی نہیں جب کہ ذاکر کا مقصود اللہ ہے۔اس ذکر کا ایک فائدہ یہ ہے جیسے مثل مشہور ہے کہ ”خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے“ اسی طرح جب ذاکر ذکر جہر کرے گا تو دوسرے لوگوں کے دلوں میں بھی ذکر کرنے کا شوق پیدا ہوگا اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ زبان اور دماغ کی صلاحیتیں اس میں بروئے کار ہوتی ہیں تو زبان اور دماغ میں جو کدورتیں ہوتی ہیں اس سے پاک ہو جاتی ہیں اور اس طرح ذاکر بیہودہ باتیں کرنے سے شرم کرتا ہے اور خیالات فاسدہ کو دماغ سے صاف کرتا رہتا ہے۔گویا کہ جسم کے دو بڑے رکن زبان اور دماغ کی اصلاح ہوتی رہتی ہے حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ تو بلند آواز سے قرآن کیوں پڑھتا ہے عرض کیا حضور ﷺ میں سوتے کو جگاتا ہوں اور شیطان کو بھگاتا ہوں یعنی ذکر جہر سوئے ہوئے دلوں کو بیدار کرتا ہے اور ان

سے شیطانی وسوسوں کو نکال کر باہر کر دیتا ہے۔

☆۔ذکر خفی:

ذکر خفی دوسرے ذکر سے زیادہ افضل اور بزرگی والا ہے اس کو تفکر اور ذکر قلبی بھی کہتے ہیں۔اس میں ذاکر خاموش ہو کر خدا کی ذات میں فنا ہو جاتا ہے اس کے تمام خیالات اللہ کی ذات میں گم ہوتے ہیں۔اس کو دنیا کی ہر چیز میں اللہ کی ذات نظر آتی ہے جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ میں گھاس کا ایک تنکا بھی ایسا نہیں دیکھتا جو ذکر حق میں محو نہ ہو ایسا ذاکر اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال اور بزرگی اور زمین وآسمان میں اس کی قدرت کے آثار اور نشانات اور تمام اشیا کو جو زمین وآسمان میں ہیں بنظر بصیرت ملاحظہ کرتا ہے اور توحید الٰہی پتھر کی لکیر کی طرح اس کے دل میں جم جاتی ہے۔مشکل آسانی رنج وغم خوشی ومسرت غرضیکہ زندگی کے ہر موڑ پر وہ خدائے یکتائی کی یاد میں لگا رہتا ہے۔اور اس طرح ابدی زندگی حاصل کر لیتا ہے ایسے ذاکر کو فنا فی اللہ بھی کہتے ہیں حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت ہے کہ افضل ذکر خفی ہے جو اعمال لکھنے والے اور محافظ فرشتے نہیں سنتے جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو جمع کرے گا اس وقت اعمال لکھنے والے فرشتے اعمال نامہ اللہ کے حضور پیش کریں گے اللہ تعالیٰ فرمائے گا دیکھو کوئی عمل ان کا باقی تو نہیں رہا۔جو آپ نے نہ لکھا ہو فرشتے عرض کریں گے خدایا جس چیز کو ہم نے جانا وہ تو ہم نے جمع کر دیا۔کوئی باقی نہیں رہا پھر اللہ تعالیٰ بندے کو مخاطب کر کے فرمائے گا کہ تحقیق میرے پاس تیرے لیے نیکی ہے جس کو تو نہیں جانتا اور نہ ہی یہ فرشتے جانتے تھے وہ ہے ذکر خفی کیونکہ دلوں کی آواز کو میں ہی سنتا جانتا ہوں اور میں تجھ کو اس کا بدلہ دوں گا۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات ایک شخص کو

دیکھا کہ عرش کے نور میں ڈھانپا ہوا ہے میں نے پوچھا یہ کون ہے کیا کوئی فرشتہ ہے کہا گیا نہیں پھر میں نے پوچھا کہ کوئی نبی ہے کہا گیا نہیں بلکہ یہ ایک آدمی ہے کہ اس کی زبان اللہ کے ذکر سے تر رہتی تھی۔ اور اس کا دل مسجدوں میں معلق تھا یہ ہے ذکر کی حقیقت۔

☆۔خواب:

ایک رات میں نے خواب میں اپنے شیخ سید عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا آپ سفید لباس میں ملبوس تھے میں نے عرض کیا کہ حضور اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ کیا فرمانے لگے اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیا ہے عرض کیا کس عمل کی بدولت فرمانے لگے دنیا میں اللہ اللہ کرتا اور کرواتا تھا۔ یعنی خود بھی ذکر حق کرتا اور دوسروں کو بھی ذکر حق کرنے کی تلقین کرتا تھا اس عمل کی بدولت اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیا۔

☆۔اذکار:

افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص صدق دل سے یہ کلمہ پڑھے وہ جنت میں جائے گا اگر چہ اس کے گناہ خاک کے برابر کثرت سے ہوں تو بھی اس کی بخشش ہو جائے گی۔

☆۔سبحان اللہ وبحمدہٖ جو شخص سو بار یہ تسبیح پڑھے اس کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اگر چہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں اور فرمایا کہ جو شخص سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ ۳۳ بار، اللہ اکبر ۳۴ بار کہے پھر یہ کلمہ پڑھے لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللہ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر۔ اس کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اگر چہ کف دریا کے برابر ہوں۔

حدیث شریف میں آیا کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ تنگدست ہوں آپ ﷺ نے فرمایا تجھے وہ وظیفہ نہ بتاؤں جس کی بدولت فرشتے روزی پاتے ہیں عرض کیا وہ کیا ہے فرمایا نبی پاک ﷺ نے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ۔ فجر کی نماز سے پہلے پڑھ لیا کرو۔ دنیا تیری طرف متوجہ ہو جائے گی۔ اور تنگدستی جاتی رہے گی اور فرمایا کہ ہر کلمہ اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو قیامت تک اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا ہے اور اس کا ثواب بھی تیرے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا یہی کلمات اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب کلمات سے بہتر ہیں۔

حدیث شریف میں ہے۔ کلمتان خفیفتان علی اللسان و ثقیلتان علی المیزان۔ اگرچہ زبان پر ہلکے ہیں مگر میزان میں گراں ہیں۔ اور خدا کے نزدیک دوست محبوب ہیں غریبوں اور محتاجوں نے نبی پاک ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آخرت کا ثواب تو سب امیر لے گئے کیونکہ وہ صدقہ اور خیرات دیتے ہیں جس کی ہم میں طاقت نہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ محتاج کی ہر تسبیح اور ہر تکبیر صدقہ ہے "اللّٰھُمَّ اجرنی من النار "۔ جو آدمی ہر نماز کے بعد یہ کلمات سات مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کی آگ سے نجات دیں گے۔

☆۔ استغفار:

رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص استغفار کرے گا کسی بھی رنج میں ہو خوش ہو جائے گا اور جہاں سے اس کے وہم و گمان میں بھی نہ ہو روزی پائے گا اور فرمایا کہ میں دن بھر میں ستر بار استغفار کرتا ہوں اور فرمایا کہ جو کوئی سوتے وقت اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ

لاَ اِلٰہَ اِلاَّ ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوم پڑھے گا اس کے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے اور وہ فتنۂ شیطان سے محفوظ رہے گا۔

☆۔درود شریف:

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ۔ یٰٓا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔(القرآن)

ترجمہ:''تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی اکرم ﷺ پر، اے ایمان والو تم بھی نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجا کرو''۔

مندرجہ بالا آیات مقدسہ سے درود شریف کے فضائل کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔حدیث شریف میں ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو کوئی مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے تمام ملائکہ اس پر درود بھیجتے ہیں۔اور اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں درج کی جاتی ہیں اور دس برائیاں مٹادی جاتی ہیں اور اس کے دس درجے بلند کیے جاتے ہیں اور اس پر دس رحمتیں نازل کی جاتی ہیں اور فرمایا کہ جو کوئی مجھ پر درود لکھتا ہے جب تک میرا نام اس پر لکھا رہے گا ملائکہ اس کے واسطے مغفرت طلب کرتے ہیں۔اور فرمایا جو میرا نام سن کر درود نہ بھیجے وہ بخیل ہے۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں اہل جنت کو کسی بات کی حسرت نہ ہوگی مگر ایک بات پر حسرت ہوگی کہ دنیا میں جو سانس اللہ کی یاد سے غفلت میں گزری ہو گی۔

☆۔آخر میں بارگاہ رب العزت میں میری عاجزانہ اور نیاز مندانہ دعا ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ ہم سب کو حضرات مشائخ نقشبندیہ اور تمام بزرگان دین کے نقش قدم پر چلنے کی

توفیق عطا فرمائے اور حضرت پیر سید جعفر علی شاہ نقشبندی مجددی دام فیضہم کو صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے ۔ اور معتقدین پر آپ کا سایہ عاطفت ہمیشہ قائم رکھے ۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بیعت کی اہمیت

امت مسلمہ کے اولیاء اللہ میں بیعت کا طریقہ تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ درویشی یا فقیری تب تک حاصل نہیں ہوتی جب تک کسی شیخ وقت کی بیعت نہ کی جائے کیونکہ طریقت کی خاردار راہ میں سالک کو قدم قدم پر قطاع الطریق کے ہاتھے چڑھنے کا خطرہ درپیش ہوتا ہے۔ حدیث رسول مقبول ﷺ ہے:

☆۔الرفیق ثم الطریق (پہلے ہم سفر بعد سفر) (جواہر غیبی کنز چہارم ص ۲۴۲)

☆۔حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ (۶۷۲ھ/۱۲۷۳ء) فرماتے ہیں:

یار باید راہ تنہا مرو   از سر خود اندر دیں صحرا مرو

ہر کہ او بے مرشدے در راہ شد   اوز غولاں گمراہ در چاہ شد

گر نباشد سایہ پیر اے فضول   پس تیرا سرگشتہ دارد بانگ غول

☆۔بیعت کا لفظ بیع سے بنا ہے جس کے معنی بیچنا یا فروخت کر دینا۔ چونکہ مرید شیخ طریقت کے ہاتھ پر بک جاتا ہے لہذا اس سے بیعت ہو گیا۔

☆۔اصطلاحی طور پر بیعت اس تغیر حال کو کہتے ہیں کہ بندہ شیخ یا مرشد کے واسطے سے اپنا سب کچھ اپنی مرضی سے چھوڑ کر اپنے مالک و خالق کی رضا کو اپنا نصب العین قرار دے۔ اس سلسلہ میں مرشد یا شیخ طریقت کچھ حکم دے تو اس پر چوں چرا اں عمل کرے۔

☆۔حیات بشری کے ایک ایک لمحہ میں شیخ مرید کا خضر راہ ہوتا ہے اور مرید بھی اپنے علم و عقل اور انا و خودی سے دست بردار ہو کر شیخ کے سامنے ایسی مکمل سپردگی کرتا ہے کہ کسی معاملہ میں وہ صاحب اختیار نہیں رہتا۔ شیخ کے سامنے مرید کی وہی حیثیت ہوتی ہے جو

غسال کے ہاتھ میں مردہ کی ہوتی ہے جس طرح چاہے الٹتا پلٹتا رہے۔(لطائف اشرفی جلد اول ص ۱۷۴۔جواہر غیبی کنز چہارم ص ۲۳۱)

بیعت جب کسی شیخ کامل کے دست حق پر کی جاتی ہے تو بمعہ آداب و شرائط وہ سلسلہ شیخ کے کامل توسط سلسلہ بہ سلسلہ جناب سید المرسلین ﷺ تک پہنچتی ہوئی اللہ رب العزت پر ختم ہوتی ہے۔اگر بیعت کرنے والا اپنے اس عہد پر قائم رہے تو اللہ رب العزت کی طرف سے انتہائی انعامات و مراتب سے نوازا جاتا ہے۔

☆۔مرید کا لفظ ارادہ سے بنا ہے۔جس کے معنی ہیں قصد کرنا اس کا ماخذ یہ آیت ہے۔ یریدون وجه الله واولئک هم الفائزون ۔لہذا مرید کے معنی ہوئے ارادہ کرنے والا چونکہ مرید اللہ کی رضا کا طالب ہوکر شیخ کے پاس جاتا ہے لہذا اسے مرید کہتے ہیں اور مرید بننے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اللہ سے عہد کرنا کہ مولی میں تیرا بندہ فرمانبردار بنوں گا۔ مگر چونکہ اللہ جل شانہ تک ہماری رسائی نہیں تو اس کے کسی نیک بندے(شیخ طریقت) کے ہاتھ پہ عہد کرتے ہیں جیسے جب خدا کو سجدہ کرنا ہو تو کعبہ کو سامنے لے کر سجدہ کر لیتے ہیں۔کعبہ قبلہ نماز ہے۔اور پیر و مرشد قبلہ عہد و پیمان ہوتا ہے۔(اسرار الاحکام)

☆۔حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے رہبر کامل خود آنحضور ﷺ تھے۔اور انہوں نے زمانہ رسالت میں مختلف اوقات میں مختلف مقاصد کے لیے بیعتیں کیں۔

اولاً اسلام لاتے وقت حضور پر نور ﷺ سے بیعت کی پھر خاص معاہدوں کے لیے بیعت جیسے حدیبیہ کے مقام پر ”بیعت الرضوان“ پھر خلفاء راشدین کے ہاتھوں پر بیعت کی لہذا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی مرید مصطفی ﷺ تھے اور اب صرف بیعت توبہ کی جاتی ہے جو دراصل ان تمام امور پر منحصر ہوتی ہے۔ارشاد باری تعالی ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ۔ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا۔ (سورۃ فتح ۱۰)

ترجمہ: جو لوگ بیعت کرتے ہیں آپ حضور سید المرسلین ﷺ سے وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے سو جو عہد شکنی کرتا ہے تو وہ اپنی ذات کے نقصان پر عہد توڑتا ہے۔ اور جس نے پورا کیا اس کو جس پر اللہ سے عہد کیا تھا سو عنقریب ان کو اجر عظیم عنایت کرے گا۔

☆۔ بیعت چند قسم کی ہوتی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی پہلی بیعت حضور ﷺ کے ہاتھ شریف پر تھی۔ پھر خاص موقعوں پر بیعت خاص ہوئیں۔ پھر خلفاء راشدین کے ہاتھ پر بیعت دو بیعتوں پر مشتمل تھی بیعت سلطنت اور بیعت طریقت خلفاء راشدین کے زمانہ تک ہر سلطان شیخ بھی ہوتا تھا کیونکہ ان کی خلافت خلافتِ راشدہ تھی ان کے بعد سلاطین اس پائے کے نہ رہے لہذا ان سے صرف سلطنت کی وفاداریاں کی بیعت کی گئی جسے آج کے دور میں "حلف وفاداری" کہتے ہیں۔ اور مشائخ عظام سے بیعت طریقت ہوئیں۔

☆۔ عالم ربانی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے ایک مشہور حدیث نقل فرمائی ہے: "رسول اللہ ﷺ سے لوگ بیعت کرتے تھے کبھی ہجرت اور جہاد پر اور گاہے اقامت ارکان اسلام یعنی صوم وصلوۃ حج پر، گاہے ثبات وقرار پر معرکہ کفار میں کبھی سنت نبی ﷺ کے تمسک پر کبھی بدعت سے بچنے اور عبادات کے شائق اور حریص ہونے پر اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے چند محتاج مہاجرین سے

بیعت کی اس بات پر کہ وہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کریں"۔(قول الجمیل فی شرح شفاء العلیل ص۱۳)

"رسول اللہ ﷺ خلیفۃ اللہ تھے۔ معلم قرآن و حدیث تھے اور امت کا تزکیہ فرمانے والے تھے۔ اس لیے ان کا فعل ان کے خلفاء کے واسطے ہوگیا"۔(قول الجمیل فی شرح شفاء العلیل ص۱۴)

☆۔ اسی لیے حضور سید المرسلین ﷺ کے بعد باوجود دین کامل و مکمل ہونے کے لیے جمیع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت و توحید کی۔ جیسا کہ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا:

"اقتدوا باللذین من بعدی ابو بکر و عمر"۔

"میرے بعد ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کی تابعداری کرو"۔

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، اور علی رضی اللہ عنہ) کی بیعت فقط خلافت کی بیعت نہیں کی بلکہ باطنی امور میں بھی بیعت کی تھی۔

☆۔ مفسر قرآن علامہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ بالصراحت فرماتے ہیں:

"حضرت مجدد رضی اللہ عنہ فرمودہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بعد رسول کریم ﷺ بیعت ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کردند مقصود از یں بیعت فقط امور دنیا نبود بلکہ کسب کمالات باطنی ہم بود"۔(ارشاد الطالبین ص۱۲۵)

"حضرت مجدد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صحابہ رضی اللہ عنہ نے رسول کریم ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، اور علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بیعت کی اس بیعت کا مقصد

صرف امور دنیا ہی نہ تھا۔ بلکہ کمالات باطنی کا حصول بھی تھا۔

☆۔حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

"خلفائے راشدین کے بعد ملوک و سلاطین میں بیعت یعنی بیعت توبہ و تقویٰ معدوم ہو گئی تو حضرات صوفیا نے فرصت کو غنیمت جان کر سنت بیعت اختیار کی۔ چنانچہ توبہ اور ترک معاصی کا عزم کرنا اور تقویٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنا امر مخفی ہے اور پوشیدہ ہے تو بیعت کو اس کے قائم مقام کر دیا"۔(قول الجمیل ص ۱۷)

☆۔صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ انسان علم و تفقہ اور زہد و ورع میں کتنا ہی بلند مقام کیوں نہ ہو وہ پیر و مرشد (شیخ طریق) سے بے نیاز نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ نے بہ ہمہ علم و تفقہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی۔ ان سے خرقہ خلافت پایا تھا اور تلقین ذکر و فکر حاصل کی تھی۔ نیز انہوں نے تبرکاً خرقہ اجازت حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے پہنا تھا۔(جواہر غیبی چہارم ص ۲۴۲) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ہبیرہ بصری رحمۃ اللہ علیہ سے ارادت تھی۔ آپ نے ان کی بیعت بھی کی تھی اور ان سے خرقہ اجازت بھی پایا تھا۔(جواہر غیبی چہارم ص ۲۴۲) حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کر کے ان سے خرقہ اجازت حاصل کیا تھا۔(جواہر غیبی چہارم ص ۲۴۲) حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۲۔۱۸۹ ہجری) ۷۴۹۔۸۰۴ء۔ نے حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کی تھی اور ان سے خرقہ اجازت پایا تھا۔ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۳۔۱۸۳ ہجری) ۷۳۱۔۷۹۹ء حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۳۷ ہجری) ۸۵۱ء کے مرید تھے۔

☆۔ ان شواہد کی روشنی میں یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ سالک کے لیے مرشد یا شیخ طریقت کی تلاش ضروری اور لازمی ہے کیونکہ شیخ یا مرید کے بغیر تربیت وتزکیہ اخلاق نا ممکن ہے۔ جس طرح امت ہدایت و رہنمائی کے لیے نبی کی محتاج ہوتی ہے اسی طرح طالب بھی شیخ کا محتاج ہوتا ہے۔ نبوت کے بعد نیابت سے فاضل کوئی درجہ نہیں ہے اور یہ نیابت خلق کو رسول اللہ ﷺ کے طریقہ پر حق تعالیٰ کی دعوت دینا ہے۔ اس سے مراد یہی نیابت ہے۔ حدیث رسول مقبول ﷺ ہے: "الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ"

"شیخ اپنی قوم میں ایسا ہے جیسے نبی اپنی امت میں"

☆۔ وضاحت:

☆۔ شیخ طریقت کی تلاش وجستجو میں طالب کو اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ وہ ہر انسان کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہ دیدے۔ بلکہ جس طرح جسمانی بیماری کے لیے کسی حاذق طبیب کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح باطنی یا روحانی بیماریوں کے لیے بھی مرشد کامل کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر نیم حکیم جان کے لیے خطرہ ہوتا ہے تو ناقص شیخ طالب کے ایمان کے لیے خطرہ ہوتا ہو۔ نیم حکیم مرض کی صحیح تشخیص نہیں کرسکتا اسی طرح ناقص شیخ تربیت سالک نہیں کرسکتا۔ اس لیے بیعت کرنے والے کو کسی مرشد کامل جو کہ صحیح جانشین مصطفیٰ ﷺ ہو کی بیعت کرنی چاہیے ورنہ بجائے فائدہ کے نقصان وضرر کا احتمال زیادہ ہے۔ مرید کامل ہی اس کو واصل باللہ کرسکتا ہے۔ عارف کامل حضرت میاں محمد جہلمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

مرد ملے تے درد نہ چھوڑے اوگن دے گن کردا
کامل لوگ محمد بخشا لعل بنان پتھر دا

☆۔حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں:

''پیر ناقص کی مثال ایسی ہے کہ وہ مریض جو طبیب ناقص سے علاج کرائے۔ وہ درحقیقت اپنے مرض میں زیادتی کررہا ہے اگرچہ ابتدا میں اس کی دوا قدرے تخفیف کردے مگر فی الحقیقت وہ عین ضرر و نقصان ہے''۔(مکتوبات شریعت دفتر اول مکتوب ۱۶۱)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

''دنیا آخرت کی کھیتی ہے اس شخص پر افسوس جس نے اس میں کچھ نہ کمایا اور جاننا چاہیے کہ زمین کو خالی رکھنا دو طرح پر ہے پہلے یہ کہ اس میں کچھ نہ بوئے اور دوسرا یہ کہ اس میں خبیث اور ردی تخم ڈالے اور بیج ضائع کرنے کی یہ دوسری قسم ضرر فساد میں پہلی قسم سے بہت زیادہ ہے جیسا کی مخفی اور پوشیدہ نہیں''۔

بیج کی خرابی اور فساد یہ ہے کہ انسان پیر ناقص سے طریقہ اخذ کرے اور اس کے راستے پر چلے کیونکہ پیر ناقص اپنی خواہش نفس کا تابع اور پیروکار ہوتا ہے۔اور جس چیز میں ہوائے نفس کی آمیزش ہو تو وہ خواہش نفس کی ہی معاونت کرے گی۔اس طرح تاریکی پر تاریکی میں اضافہ ہوگا۔

''دوسری خرابی یہ ہے کہ پیر ناقص اللہ سبحانہ وتعالیٰ تک پہنچانے والے راستوں اور نہ پہنچانے والوں راستوں میں تمیز نہیں کرسکتا۔کیونکہ وہ خود اب تک غیر واصل ہے تو طالب کو بھی گمراہی میں ڈال دے گا۔جس طرح خود گمراہی میں پڑا ہے''۔(دفتر مکتوب اول ۲۳)

☆۔شیخ کامل کا انتخاب:

☆۔آج کل زندگی کے ہر شعبہ میں مکار اور گندم نما جو فروشوں کی اکثریت ہے۔اور

اصل ونقل کی تمیز جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ آجکل خالص اور ضروریات زندگی اور ادویات ملنا بھی محال ہے۔ لیکن دنیا کے کام چل رہے ہیں۔ اسی طرح جب یہ مسلمہ بات ہے کہ زمانہ اہل اللہ کے وجود سے کبھی خالی نہیں ہوتا۔ (تفصیل پہلے گزر چکی ہے) تو انتخاب شیخ اگرچہ مشکل مسئلہ ہے لیکن شیخ کامل سے روحانی فیض حاصل کرنے کی خاطر تصوف میں آداب وشرائط مقرر کیے گئے ہیں۔ جن پر عمل کرنے سے یہ مسئلہ حل ہوجاتا ہے۔ پھر اس بارے میں قرآن وحدیث اور اولیائے ربانی کے اپنے ارشادات بھی موجود ہیں جس سے ولی کامل کی پہچان آسان ہوجاتی ہے اس بارے میں اہل تصوف کی ہدایت یہ ہے کہ مجذوبوں اور مغلوب الحال درویشوں کو ہرگز شیخ نہیں بننا چاہیے اگرچہ یہ لوگ واصل باللہ ہی کیوں نہ ہوں۔ تربیت، مشیخت اور پیری کے لیے یہ لوگ بالکل موزوں نہیں ہوتے۔ (جواہر غیبی کنز چہارم ص ۲۳۳)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے طالب کے لیے ایک تیر بہدف دعا کا طریقہ یوں بتلایا ہے کہ طالب نصف شب کو جاگ کر دو رکعت نماز پڑھے سجدہ کرے اور آہ وزاری کے ساتھ یہ دعا پڑھے:

"یا رب دلنی علی عبد من عبادك المقربین یدلنی علیك و یعلمنی طریق الوصول الیك"

"اے میرے رب! مجھے اپنے مقرب بندوں میں سے کسی بندے کی طرف رہنمائی کر جو مجھے تیری طرف رہنمائی کرے اور تجھ تک پہنچنے کا طریقہ بتلا دے"۔

اللہ تعالیٰ اس دعا کے نتیجہ میں اسے اپنے اولیاء اللہ میں سے ضرور کسی شیخ کی طرف رہنمائی کرے گا جو اس کا رہبر ہو (جواہر غیبی کنز چہارم ص ۲۴۱)

کے لیے معروف ہو تو اسے اپنے نفس کو پاک کر کے شیخ کی خدمت میں جانا چاہیے۔

☆۔حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ فرماتے ہیں:

''نعمتیں عطا کرنے والے رب کے ادائے شکر کا پہلا درجہ یہ ہے کہ بندہ اپنے عقائد ماجیہ اہل سنت والجماعت کے مطابق صحیح اور درست رکھے۔دوسرا درجہ یہ ہے کہ اس بلند مرتبہ گروہ کے مجتہدین کی آراء کے مطابق احکام شرعیہ بجالاتا رہے۔تیسرا درجہ یہ ہے کہ بلند درجہ گروہ صوفیہ کے سلوک کے موافق اپنے نفس کا تصفیہ وتزکیہ کرے''۔

(مکتوبات شریف۔دفتر اول مکتوب ۱۷)

''شیخ کامل کی تلاش کرنی چاہیے اور اپنے باطنی امراض کا علاج اس سے کرنا چاہیے اور جب تک شیخ کامل نہ ملے ان احوال کو ''لا'' کے نیچے لا کر نفی کریں اور معبود برحق کا جو بے چوں و بے چگوں ہے اثبات کرے''۔(دفتر اول مکتوب ۲۲)

تفصیل کے لیے کتاب ''لوائح الصادقین'' ملاحظہ فرمائیں۔

ا۔ اللہ جل جلالہ

میری انتہائے نگارش یہی ہے
تیرے نام سے ابتدا کر رہا ہوں

☆ ۔اسم اللہ:

اللہ کا ذاتی نام ہے اور یہی اسم اعظم ہے۔

☆ ۔حدیث قدسی:

کنت کنزاً مخفیا فاردت ان اعرف و خلقت الخلق۔

ترجمہ: ''میں ایک مخفی خزانہ تھا پس میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے اپنی پہچان اور معرفت کے لیے مخلوق کو پیدا کیا''۔ روز اول اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کی روحوں کو پیدا فرما کر ان سے پہلا سوال یہی کیا تھا کہ الست بربکم۔ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ تو ارواح نے جواباً عرض کیا۔

''بلیٰ'' ''بے شک تو ہمارا رب ہے''۔

تو اس سوال کی غرض و غایت اللہ تعالیٰ کی معرفت اور پہچان تھی۔ بعد ازاں روحوں کو جسمانی شکل دے کر کے بعد دیگرے دنیا میں بھیجنے کا بھی یہی مدعا تھا جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

''وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ''۔(سورۃ الذریت۔۵۶)

ترجمہ: اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا کہ میری عبادت

کریں۔

"مَآ اُرِیْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّ مَآ اُرِیْدُ اَنْ یُّطْعِمُوْنِ"۔(سورۃ الذریت۔۵۷)

ترجمہ: میں ان سے طالب رزق نہیں اور نہ ہی چاہتا ہوں کہ مجھے (کھانا) کھلائیں۔

"اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ"۔(سورۃ الذریت۔۵۸)

ترجمہ: بے شک اللہ وہی رزق دینے والا نہ ٹوٹنے والی بے پناہ قوت کا مالک ہے۔

یعنی ہمارا منشا ان سے رزق پیدا کرنے کا ہرگز نہیں اور نہ ہی یہ ہماری خواہش ہے کہ یہ ہماری مخلوق کو رزق پہنچائیں بلکہ اللہ تعالیٰ خود رازق مطلق اور زبردست قوت اور طاقت والا ہے۔پس ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو صرف دنیا میں اس لیے بھیجا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور پہچان کر لے۔

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضور علیہ السلام کے نور کو اپنی معرفت کی پہچان کے لیے پیدا فرمایا اور پھر تمام انبیاء علیہم السلام کے نور کو اسی نور سے پیدا فرما کر ایک محفل منعقد کی اور ان کے سامنے نور مصطفی ﷺ کو رکھ دیا اور اعلان فرمایا کہ تم سب ان پر ایمان لانے کا اقرار کرو۔کیونکہ مجھ تک رسائی ان کے ذریعہ ہی سے ہے۔چنانچہ تمام انبیاء علیہم السلام نے حضور ﷺ پر ایمان کا پختہ عہد کر کے اللہ تعالیٰ کے سامنے اقرار کر لیا۔اس ایمانی عہد کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو معرفت کی دولت سے مالا مال فرمانے کے بعد ان کو نبوت سے سرفراز فرمایا اور ان کو اس عالم میں بھیج کر اپنی توحید معرفت کا ڈنکا بجایا اور پھر سب سے آخر میں حضور پر نور شافع یوم النشور ﷺ کو بھیجا۔جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی مکمل معرفت کی شمع روشن کر کے اس کے نور کو صحابہ کرام رضوان اللہ کے سینہ میں رکھ دیا۔

اس نور معرفت کے اخذ کرنے کا طریقہ صرف اور صرف یہی تھا کہ ان کی صحبت سے

استفادہ اور ان کے متعلق ٹھوس عقیدہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضور ﷺ کے نور مبارک کو انبیاء علیہم السلام کے استفادہ کے لیے ان کی مجلس میں پیش کر کے ان کو دیدار کرانے کے بعد ان سے ٹھوس عقیدے کا عہد لے کر ان کو نبوت کی دولت سے سرفراز فرمانے کے بعد دنیا کی ہدایت پر مقرر فرما دیا۔ اور اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس طریقہ کو اختیار کر کے حضور ﷺ کے متعلق یہ عقیدہ بنا لیا کہ اگر خدا ملے گا تو مصطفیٰ ﷺ کے در سے۔ وہ حضور ﷺ کی محبت میں اس قدر خاکستر ہو گئے تھے۔ کہ وہ یہی چاہتے تھے کہ ہم حضور علیہ السلام کے سامنے بیٹھ کر آپ ﷺ کے دیدار سے مشرف ہوتے رہیں۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے کہ حضور پر نور ﷺ نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ اے صدیق رضی اللہ عنہ تیری سب سے بڑی خواہش کیا ہے؟۔

عرض کیا۔ "النظر وجہ الرسول"

جناب سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ صدیق رضی اللہ عنہ کی آنکھ ہو اور آپ ﷺ کا چہرہ انور یعنی یہی جی چاہتا ہے کہ ہر وقت آپ ﷺ کی مجلس میں بیٹھ کر آپ ﷺ کے چہرہ انور کی طرف دیکھتا رہوں یہ محبت تھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی۔

جب یہ لوگ حضور پر نور ﷺ کی مجلسوں سے استفادہ کر کے آپ ﷺ کے عشق و محبت میں مکمل ہو چکے تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو یہ انعام دیا۔

فرمایا: رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ

"اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔ کتنا بڑا انعام ملا ان کو اللہ کی بارگاہ سے"۔

صرف عقیدہ کی بدولت اور وہ لوگ جنہوں نے حضور ﷺ کی غلامی کو اپنا زادِ آخرت نہ سمجھا اور اپنے جیسا خیال کر کے آپ ﷺ کی محفل سے استفادہ نہ کیا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت سے دور رہ گئے اور آخر زندگی کا چراغ گل ہونے کے بعد جہنم کا ایندھن بن گئے۔ اور پھر اسی طریقہ کو اپنا کر بعد آنے والے لوگوں نے ابدال جیسے مقامات پر فائز ہو کر اسی نور معرفت کو عام لوگوں کے سینہ میں ڈالتے رہے۔ اور یہی امانت سینہ بہ سینہ چل کر آرہی ہے۔ اور اسی طرح یہ سلسلہ قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔ اسی لیے طالبان راہ خدا کے لیے لازم ہے کہ وہ ان لوگوں کے آستانوں سے تعلق جوڑیں کیونکہ ان کا تعلق دربار رسالت مآب ﷺ سے ہے اور حضور پر نور ﷺ کا تعلق خدا سے جو ان لوگوں سے دور رہا وہ حضور ﷺ کے در سے دور رہا اور جو حضور ﷺ کے در سے دور رہا وہ خدا سے دور ہو گیا۔ اسی لیے خدا کا قرب حاصل کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ اللہ والوں سے اپنی نسبت بنا لیں اور ان کی مجلسوں سے استفادہ کریں۔

(۲)

سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، محسنِ انسانیت

صاحبِ لولاک، امام الانبیاء، افضل الخلائق

محبوبِ ربّ العالمین، شہنشاہِ کُل عالم، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین

حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۔سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، محسنِ انسانیت، صاحبِ لولاک، امام الانبیاء، افضل الخلائق، محبوبِ رب العالمین، شہنشاہِ کُل عالم، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

☆۔ابتداء:۔۔۔۔۔۔۔اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِی (الحدیث)

☆۔شان:۔۔۔۔۔۔لَوْ لَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ وَلَمَا اَظْہَرْتُ الرَّبُوْبِیَّۃَ (حدیث قدسی)

☆۔حیاتِ ظاہری:　۱۲ ربیع الاول عام الفیل/ ۲۲ اپریل ۵۷۱ء/ یکم جیٹھ ۶۲۸ بکرمی مکہ معظمہ

☆۔وصال:　۱۲ ربیع الاول ۱۱ ہجری/ ۶۳۳ء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مدینہ منورہ

بلغ العلیٰ بکمالہ　　کشف الدجیٰ بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ　　صلوا علیہ وآلہ

امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے اپنے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں مجھ کو خبر دیجیے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور کے فیض سے پیدا کیا۔ پھر وہ نور قدرتِ الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا، نہ بہشت نہ دوزخ تھا، پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کیے اور ایک حصے سے قلم پیدا کیا اور دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش۔ اس کے آگے طویل حدیث ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ پھر ساری کائنات کی تخلیق اسی نور کے توسط سے ہوئی۔

روایت ہے کہ نورِ عالم وجود میں آ کر ستر ہزار برس تسبیح میں مصروف رہا اور پھر اس سے ملائکہ عرش و کرسی لوح و قلم آسمان و زمین جن و انس غرض جملہ عالم کا ظہور ہوا۔ احکام ابن القطان رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے

باپ امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے جد امجد یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا۔

حاکم نے اپنی مستدرک میں روایت کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت محمد ﷺ کا نام مبارک عرش پر لکھا دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔ اور حدیث قدسی کا ترجمہ ہے: "اے پیغمبر ﷺ اگر آپ نہ ہوتے تو میں کائنات کو پیدا نہ کرتا" یعنی آپ ﷺ موجب کائنات ہیں۔ ازاں بعد حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی اس نور سے نورانی فرمائی گئی۔ اسی نور کی تعظیم منظور تھی جو رب العرش نے فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کے سجدے کا حکم دیا اور یہی وہ گراں بہا امانت تھی جس کے تحمل سے پہاڑ اور زمین و آسمان عاجز ہوگئے۔ اور انسان کے حوصلہ بلند نے بسر و چشم کہہ کر اٹھالیا۔

یہ نور رحمت ظہور پشت ہائے پاک سے ارحام طیبہ میں نقل کرتا رہا یہاں تک کہ عرب کی عزت افزائی منظور فرمائی اور یہ ودیعت بدیع حضرت اسماعیل علیہ السلام سے بنی اسماعیل علیہ السلام کو اور بنی اسماعیل میں قریش کو اور قریش میں بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں عبد المطلب کو نصیب ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ کے والد ماجد عبدالمطلب کے بیٹے تھے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ: میں خاندان، گھر، نسب اور اپنی ذات کے حوالے سے سب سے افضل ہوں۔ (اور یہ اللہ کا فضل ہے میں فخر نہیں کرتا) (ترمذی)۔ اسی طرح کا ایک مضمون بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

قارئین باتمکین! یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ "چاہ زمزم" حضرت اسماعیل علیہ السلام کی با

برکت ایڑیوں سے جاری ہوگیا تھا۔ ایک مدت تک وہ کنواں بدستور جاری رہا لیکن پھر اٹ گیا اور اس کا نشان تک باقی نہ رہا۔ عبدالمطلب نے اس کنوئیں کی جگہ خواب میں دیکھی اور ارادہ کیا کہ اس کو پھر سے کھدوائیں۔ قریش سدراہ ہوئے اور نوبت لڑائی تک جا پہنچی قریش اس معرکہ میں مغلوب ہوئے اور عبدالمطلب غالب۔ عبدالمطلب کا اس وقت ایک ہی بیٹا تھا۔ انہوں نے نذر مانی کہ اگر پروردگار مجھے دس بیٹے عطا فرمائے اور چاہ زمزم بھی بن جائے تو اپنا ایک بیٹا قربان کردوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے عبدالمطلب کی نذر پوری کردی۔ دس بیٹے جوان ہوگئے اور چاہ زمزم بھی جاری ہوگیا اب انہوں نے ارادہ کرلیا کہ وہ اپنی نذر پوری کریں قرعہ ڈالا تو عبداللہ کا نام نکلا۔ عبدالمطلب ان کو ذبح کرنے چلے چونکہ ان کی پیشانی میں نور محمدی ﷺ چمک رہا تھا۔ اس لیے سب کو ان کا ذبح ہونا ناپسند تھا آخر ان کے بدلے سو اونٹوں کی قربانی کردی گئی۔ عبداللہ کی شادی بی بی آمنہ سے ہوئی جو وہب بن عبدالمناف کی بیٹی تھی۔ جس سال نور محمدی ﷺ صلب پدر سے منتقل ہوکر بطن مادر میں آئے تو قریش قحط سے بدحال تھے آپ ﷺ کے قدم میمنت لزوم کی برکت سے خوب بارش ہوئی اور ساری سرزمین عرب سرسبز اور سیراب ہوگئی حتیٰ کہ اس سال کا نام قریش نے "سنۃ الفتح والابتھاج" رکھا۔ (فتح اور خوشی کا سال) حضرت عبدالمطلب کے بارے میں بھی یہی منقول ہے کہ جب قریش میں قحط پڑ جاتا تھا تو وہ عبدالمطلب کا ہاتھ پکڑ کر "جبل ثبیر" پر لیجاتے اور ان کے واسطے اور وسیلے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تقرب حاصل کرتے اور بارش کی دعا کرتے تو اللہ تعالیٰ اس نور محمدی ﷺ کی برکت سے باران رحمت سے نوازتا تھا۔ (المواہب اللدنیہ)

آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کو خواب میں آنحضور ﷺ کی ولادت باسعادت کی بشارت

ہوئی اور بشارت دینے والے نے آپ ﷺ کے واسطے نام محمد ﷺ بتایا۔(سیرت ابن ہشام راوی ابن اسحاق) ۱۲۔ربیع الاول کو پیر کے دن صبح صادق کے وقت حضرت سرور کائنات فخر موجودات ﷺ نے اس عالم خاک کو اپنے وجود باجود سے رشک افلاک بنایا۔خالق کائنات جل جلالہ نے اس لیے کہ غافل ہوشیار خبردار ہو جائیں۔محسن انسانیت ﷺ کے تولد بہت سے امور عجیبہ ظاہر فرمائے۔

عثمان ابی العاص اپنی والدہ ام عثمان ثقفیہ سے جن کا نام فاطمہ بنت عبدار ہے روایت کرتے ہیں جب آپ کی ولادت شریفہ کا وقت آیا تو آپ ﷺ کے تولد کے وقت میں نے اخانہ کعبہ کو دیکھا کہ نور سے معمور ہو گیا اور ستاروں کو دیکھا کہ زمین کے اس قدر نزدیک آ گئے کہ مجھ کو گمان ہوا کہ مجھ پر گر پڑیں گے۔(اس کو بیہقی نے روایت کیا ہے) اس میں یہ اشارہ تھا کہ سرور کائنات ﷺ کل انوار کے مرکز ہیں اور ہر چیز اپنے مرکز کی طرف مائل ہوا کرتی ہے (کل شی یرجع الیٰ اصلہ)۔

ملک فارس کے آتش کدوں کی آگ جو ہزاروں برس سے جل رہی تھی اور کبھی نہ بجھی تھی اچانک بجھ گئے اس میں یہ رمز تھی کہ دین حق کے جلوہ سے آتش پرستی کی گرم بازاری نہ رہے گی۔دریائے ساوا دفعتاً خشک ہو گیا اس میں یہ اشارہ تھا کہ اب آب پرستی اور پرستش دریا پر پانی پھر جائے گا۔تمام روئے زمین کے بت اوندھے منہ گر پڑے اس کا مطلب یہ تھا کہ آپ ﷺ کی رسالت سے بت پرستی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ایوان کسریٰ (کسریٰ کے محلات) میں زلزلہ پیدا ہوا اور اس کے چودہ کنگرے (کنارے) ٹوٹ کر گر پڑے۔

لرز کر گر پڑے چودہ کنگورے قصر کسریٰ کے
اٹھا جب شور عالم میں نبی ﷺ کی آمد آمد کا

چنانچہ آج تک وہ محل جس کا نام طاق کسریٰ ہے بغداد کے قریب شہر مدائن کے ویرانہ میں پھٹا ہوا کھڑا ہے۔ سیاح وہاں جا کر اب تک اس معجزے کو دیکھتے ہیں۔ اس میں یہ راز کہ آپ ﷺ کی برکت سے شجاعانِ عرب کے قدم تخت پر جم گئے اور شاہانِ عجم کی حکومت کی بنیاد ہل گئی۔

نہ ہے قبرِ دارا، نہ گورِ سکندر
مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے

چودہ کنگرے گرنے میں راز تھا کہ اس کے بعد چودہ بادشاہ خاندان میں فرمانروائی کریں گے پھر قصرِ ابیض کا خزانہ غازیانِ عرب کا مال ہوگا۔

حضور سرورِ کائنات ﷺ کی آمد پر ہر طرف خوشیاں منائی گئیں ستاروں کو چاند نے اور شبنم کو ہوا نے مبارک باد دی۔ جنت کے دروازے کھل گئے فرشتوں کا سلام آیا اور حوروں نے مسرت کے ترانے گائے۔

مبارک ہو ختم المرسلین ﷺ تشریف لے آئے
جناب رحمۃ اللعالمین ﷺ تشریف لے آئے

آپ ﷺ کے والد ماجد تولد شریف سے پہلے ہی وفات پا گئے تھے۔ چھ برس کی عمر تھی کہ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے رحلت فرمائی اور جد امجد عبدالمطلب پرورش ظاہری کے متکفل ہوئے۔ جب سن اقدس آٹھ پر پہنچا تو وہ بھی دنیا سے رخصت ہو گئے آپ ﷺ کے چچا ابو طالب نے سرپرستی اپنے ذمہ لی۔ ابو طالب کے ساتھ آپ ملک شام کو تشریف لے گئے۔ راستہ میں بحیرا نامی ایک نصرانی عابد نے ان علامتوں سے جو اس نے اپنی کتابوں میں دیکھی تھیں آپ ﷺ کو پہچانا اور دست مبارک اپنے ہاتھ میں لیکر کہنے لگا کہ

یہ بے شک رسول رب العلمین ﷺ ہیں۔ آپ کے ہمراہیوں نے پوچھا تم نے کیسے جانا تو اس نے جواب دیا کہ جس وقت تم یہاں آئے میں نے دیکھا کہ شجر و حجر آپ ﷺ کو سجدہ کر رہے ہیں۔

کیا جانے کوئی عظمت و رفعت رسول ﷺ کی
اللہ جانتا ہے حقیقت رسول ﷺ کی

۲۵ برس کی عمر میں آنحضور سید المرسلین ﷺ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہ سے شادی کی اکتالیسویں سال حضرت جبریل علیہ السلام وحی لیکر آپ ﷺ کی خدمت میں آئے اور سورۃ اقرا نازل ہوئی۔ جب سن شریف پچاس کو پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو معراج کا شرف بخشا۔

خوبی و شمائل میں ہر آن نرالا ہے   انسان تو ہے لیکن انسان نرالا ہے

نزول وحی کے بعد تیرہ برس مکہ معظمہ میں قیام فرمایا پھر ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے گئے اور دس برس مدینہ منورہ آپ ﷺ کے جمال و کمال سے منور و مشرف رہا۔ ۲۷ غزوات میں بہ نفس نفیس شریک ہوئے اور نو لڑائیوں میں تلوار چلائی۔ تین حج ادا فرمائے دو حج "فرضیت سے پہلے" اور ایک اس کے بعد یہ آخری حج "حجۃ الوداع" کے نام سے مشہور ہے۔ ۶۳ سال ۴ دن کی عمر میں ۱۲ ربیع الاول ۱۱ ہجری روز پیر بمطابق ۸ جون ۶۳۲ء بوقت چاشت آپ ﷺ اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف تشریف لے گئے۔

صلی اللہ علیہ حبیبہ محمد و الہ و بارک وسلم

درفشانی نے تیرے قطروں کو دریا کر دیا   دل کو روشن کر دیا آنکھوں کو بینا کر دیا
جو نہ تھے خود راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے   کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

☆۔حیات النبی ﷺ:

ہمارے نبی رحمت عالم محسن انسانیت ﷺ "حیات النبی" ہیں قیامت تک آنحضور ﷺ کی امت مرحومہ کو آنحضور ﷺ سے وہی فیضان بواسطہ اولیاء کرام پہنچتا رہے گا جو آنحضور ﷺ کی ظاہری زندگی میں پہنچتا تھا۔ حضور اکرم ﷺ کی امت میں وقتاً فوقتاً اولیاء و صلحاء پیدا ہوتے رہیں گے اور ان اولیائے کرام کے ذریعے سرور کائنات ﷺ کی نبوت کی تصدیق ہوتی رہے گی۔ چنانچہ امام وقت سیدنا مخدوم علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ نے برہان نبوی ﷺ کو آج تک (تا قیامت) کے لیے باقی رکھا ہے۔ اور اولیاء کرام کو اس کے اظہار کا سبب بنایا ہے تا کہ آیات حق اور حجت صدق سیدنا حضرت محمد ﷺ ہمیشہ ظاہر ہوتی رہیں۔ اور ان کو دنیا کے والی کر دیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس کے راز داں (محرم) ہو گئے اور انہوں نے متابعت نفس کو اپنا رستہ بنایا ہے۔ آسمان سے بارش ان کے قدموں کی برکت سے آتی ہے اور زمین سے نباتات ان کے احوال کی صفائی کی بدولت اگتی ہیں"۔ (کشف المحجوب اردو ترجمہ ص ۳۲۴)

حضرت خواجہ توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حقیقت محمدیہ ﷺ کا تعلق جس طرح ذات رسول کریم ﷺ کے ساتھ حیات (ظاہری) میں تھا۔ بعینہٖ وہی تعلق اب بعد وصال بھی بدن مبارک کے ساتھ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کے دین کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ اور جس طرح حضور پر نور ﷺ کی حیات مبارکہ میں آپ کی تصرفات جاری تھے ویسے ہی اب بھی جاری ہیں یہی معنی ہیں "حیات النبی ﷺ" ہونے کے اور اسی وجہ سے قطب، غوث، ابدال اور اوتاد وغیرہ رسول مقبول ﷺ کی امت میں رہیں گے"۔ (ذکر خیر)

☆ ۔رحمت عالم ﷺ کا فیضِ صحبت:

”ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم جب آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے ہیں تو دنیا ہمیں ہیچ معلوم ہوتی ہے۔ لیکن جب گھر میں بال بچوں میں بیٹھتے ہیں تو یہ حالت بدل جاتی ہے۔ سرورکائنات ﷺ نے فرمایا: اگر تمہارا ایک سا حال رہتا تو فرشتے تمہاری زیارت کو آتے“۔(ترمذی)

ایک دفعہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ میں منافق ہوگیا ہوں میں جب آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہوں اور آپ ﷺ جنت اور دوزخ کا ذکر فرماتے ہیں تو یہ چیزیں میری آنکھوں کے سامنے آجاتی ہیں۔ لیکن بال بچوں میں آکر سب بھول جاتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر باہر نکل کر بھی تمہاری وہی حالت رہتی تو فرشتے تم سے مصافحہ کرتے“۔(مسلم و ترمذی)

(۳)

حضرت ابوبکر صدیق

رضی اللہ عنہ

۳۔حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

☆۔افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق، امام المتقین، امام العارفین والصادقین جانشین رحمت عالم ﷺ، یارِ غار مصطفی ﷺ، امیر المومنین،

حضرت ابی بکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔

☆۔(ولادت:۳عام الفیل ۵۷۳ء مکہ معظمہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وصال:۲۳ اگست ۶۳۴ء مدینہ منورہ)

☆۔تعارف:

"آپ رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی عبداللہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے والد بزرگوار کا نام مبارک ابو قحافہ عثمان بن عامر تھا۔"صدیق" اور "عتیق" آپ رضی اللہ عنہ کے القاب ہیں۔آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت "ابو بکر" تھی جو نام سے زیادہ مشہور ہو گئی تھی اور آج تک آپ رضی اللہ عنہ عبداللہ کی بہ نسبت "ابو بکر" کی کنیت زیادہ مشہور ہے۔آپ رضی اللہ عنہ کی نرم مزاجی اور رحم دلی سے لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو "اواہ" کا لقب دے رکھا تھا۔یاد رہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا نام "عبداللہ" سرورِ کائنات ﷺ نے رکھا تھا۔آپ رضی اللہ عنہ کا خطاب "صدیق" آسمانی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ابو بکر رضی اللہ عنہ وہ شخصیت ہیں جن کا نام اللہ تعالیٰ نے بزبان سرورِ کائنات ﷺ اور بزبان جبریل علیہ السلام "صدیق" رکھا ہے۔وہ نماز میں آنحضور ﷺ کے خلیفہ تھے۔حضور اکرم ﷺ نے انہیں ہمارے دین کے لیے پسند فرمایا تو ہم اپنی دنیا کے لیے ان سے راضی ہیں"۔(حاکم مستدرک)

☆۔ولادتِ باسعادت اور شجرۂ نسب:

''حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ۳ عام الفیل بمطابق ۵۷۳ء میں پیدا ہوئے۔عمر میں آپ رضی اللہ عنہ حضرت محمد ﷺ سے تقریباً دو سال تین ماہ چھوٹے ہیں۔آپ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب ساتویں پشت میں رسول اکرم ﷺ سے جا ملتا ہے۔آپ رضی اللہ عنہ کے خاندان میں چار پشتوں کو ''صحابی'' ہونے کا شرف حاصل ہے۔یعنی آپ رضی اللہ عنہ کے والد محترم ابو قحافہ عثمان خود آپ رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد اور آپ رضی اللہ کا پوتا محمد بن عبدالرحمان رضوان اللہ علیہم اجمعین سب صحابی تھے''۔

سرورِ کائنات ﷺ نے جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اسلام پیش کیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بلا تامل اور بلا ایک لحہ توقف کے اسلام قبول کر لیا۔سرورِ کائنات ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کرتے تھے کہ تم میں اور ابو بکر صدیق میں یہ فرق ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسلام بلا حجت قبول کیا اور یہ ان کی فضیلت ہے۔

☆۔ایثار و قربانی:

''جس وقت آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو آپ رضی اللہ عنہ کے پاس چالیس ہزار دینار تھے جو آپ رضی اللہ عنہ نے سب کے سب سرورِ کائنات ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیئے''۔(ابن عساکر)

جنگ تبوک ۹ ہجری میں آپ نے اپنے گھر کا سارا اثاثہ (عشق رسول ﷺ میں) لا کر آنحضرت ﷺ کے سامنے ڈال دیا۔آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! تو نے اپنے اہل و عیال کے لیے کیا چھوڑا ہے؟ تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

نے جواب دیا "اللہ اور اس کا رسول ﷺ"۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے ہے خدا کا رسول ﷺ بس

ابوبکر واسطی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ تصوف پرمبنی پہلا بیان امت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زبان سے ادا ہوا (اللہ اور اس کا رسول ﷺ کافی ہیں) اس بیان سے صوفیاء کرام نے بڑے لطیف مطالب اخذ کیے اور عقلاء الجھ رہے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا وہ خوش نصیب صحابی ہیں جن کے بارے میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال نے مجھے جتنا نفع دیا ہے اتنا کسی کی دولت سے حاصل نہیں ہوا۔ (ابن کثیر۔ ابویعلیٰ وغیرہ)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے زیادہ سخی تھے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ: "وہ پرہیزگار ہے جو اپنا مال (اسلام کے لیے) اس غرض سے دیتا ہے کہ پاکیزہ ہو جائے"۔ (سورۃ اللیل)

آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے مال سے ابتدائے اسلام میں بہت سے غلاموں اور کنیزوں کو آزاد کرایا۔

☆ قرآن حکیم اور فضائل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

قرآن حکیم میں ارشادِ خداوندی ہے۔ "ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (سورۃ التوبہ آیت ۴۰)

"وہ دوسرے تھے دونوں میں جب وہ دونوں غار (ثور) میں تھے جب وہ اپنے ساتھی (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) سے کہتے تھے گھبراؤ نہیں یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے"۔

تمام مسلمانوں کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اس آیت میں صاحب سے مراد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جیسا کہ نفس واقعہ سے بھی ظاہر ہے۔ بارگاہ الٰہی میں یار غار رضی اللہ عنہ کی رفاقت وصحبت رسول کا جو مقام ہے اسے مفسرین کرام نے بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے قرآن حکیم میں یہ وہ منقبت ہے جس میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوئی دوسرا صحابی شریک نہیں۔ قرآن حکیم کی درج ذیل سورتوں میں بھی فضائل ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان ہوئے ہیں۔

۱۔ وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖ (سورۃ الزمر۔ آیت نمبر ۳۳)

۲۔ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَ جِبْرِیْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ (سورۃ التحریم۔ آیت نمبر ۴)

۳۔ هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ (سورۃ الاحزاب۔ آیت نمبر ۴۳)

۴۔ وَ نَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ (سورۃ الاعراف۔ آیت نمبر ۴۳)

۵۔ وَ سَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ (سورۃ واللیل۔ آیت ۱۷)

۶۔ وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰى (سورۃ واللیل مکمل)

۷۔ اَلَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ (سورۃ الحجرات۔ آیت ۳)

۸۔ لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ (سورۃ الحدید۔ آیت نمبر ۱۰)

۹۔ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ (سورۃ الرحمٰن۔ آیت نمبر ۴۶)

تفصیل کے لیے تفسیر مظہری، تفسیر مواہب الرحمٰن اور تفسیر خزائن العرفان ملاحظہ فرمائیں۔

☆۔ احادیث مبارکہ اور فضائل ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ:

سرکارِ دو عالم ﷺ نے مختلف احادیث میں آپ رضی اللہ عنہ کی توصیف فرمائی ہے مثلاً۔

۱۔کوئی چیز ایسی اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں نہیں ڈالی جس کو میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سینہ میں نہ ڈال دیا ہو۔(بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۲۔اگر میں اپنے پروردگار کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بناتا۔(صحیح بخاری،مسلم،ترمذی)

۳۔خدا کی قسم! پیغمبروں اور رسولوں کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بہتر کسی اور شخص پر آفتاب طلوع نہیں ہوا۔(ابوداؤد)

۴۔سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا کہ"ہم پر کسی کا احسان نہیں جس کا بدلہ ہم نے نہ چکا دیا ہو مگر ابو بکر رضی اللہ عنہ کا جو احسان ہمارے ذمہ ہے اس کا بدلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ عطا کرے گا"۔(ترمذی)

۵۔رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا:"ہر نبی علیہ السلام کے دو وزیر آسمان کے فرشتوں میں سے اور دو زمین والوں میں سے ہوتے ہیں۔فرشتوں میں سے میرے دو وزیر جبرائیل علیہ السلام و میکائیل علیہ السلام ہیں اور اہلِ زمین میں سے میرے دو وزیر ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں"۔(ترمذی)

۶۔اگر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ایمان کا تمام جن و انس کے ایمان کے مقابلہ میں موازنہ کیا جائے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ایمان کا پلہ بھاری رہے گا۔(بیہقی شعب الایمان)

۷۔ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:مرض وفات میں حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اپنے باپ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اور اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو بلا لو تا کہ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حق میں ایک حکم نامہ لکھ دوں کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کوئی

تمنا کرنے والا تمنا کرلے اور کہنے والا کہے کہ میں مستحق (خلافت) ہوں اور اللہ تعالیٰ اور مومنین نہیں چاہتے مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو۔ (مسلم شریف)

۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرور کائنات ﷺ مسجد میں اس شان سے داخل ہوئے کہ آپ ﷺ کے سیدھی طرف ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بائیں طرف عمر رضی اللہ عنہ تھے اور حضور انور ﷺ دونوں ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ: قیامت کے دن بھی ہم اسی طرح اٹھائے جائیں گے۔ (ترمذی)

۹۔ آنحضور ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا: تم غار میں بھی میرے ساتھی تھے اور حوض کوثر پر بھی میرے ساتھ ہوں گے۔ (ترمذی)

۱۰۔ نبیوں کے علاوہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب آدمیوں سے بہتر ہیں۔ (طبرانی)

☆۔ عشق نبوی ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:

"حدیث رسول مقبول ﷺ ہے: "تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ مجھے اپنی جان اپنے مال والدین اور دیگر تمام لوگوں سے بڑھ کر محبت نہ کرے"۔ (بخاری شریف)

اس حدیث مبارکہ سے عشق رسول ﷺ کی اہمیت اور اس کا مقصود روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتا ہے۔ شمع رسالت کے پروانے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عشق رسول ﷺ کا ایک ایسا مثالی نمونہ پیش کیا کہ قیامت تک آنے والی نسل انسانی اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عشق رسول ﷺ کی توثیق خود قرآن نے کی ہے۔ احادیث مبارکہ نے کی ہے۔ اور تاریخ اسلامی کے اوراق کی تو آپ رضی اللہ عنہ کے عشق رسول ﷺ کے واقعات سے معمور اور روشن ہیں۔ بقول

حکیم الامت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ:

حسن کامل ہے ترا　　　عشق کامل ہے ترا

اور یہ عشق ہی درحقیقت وہ سرچشمہ تھا جس سے دوسرے کمالات پیدا ہوئے تھے۔ جب تک رسالت ونبوت کا آفتاب جہاں تاب اس عالم ناسوت میں ضوفگن رہا اس کی کرن وروشنی بن کر ساتھ رہے۔ اور ایک لحہ کے لیے بھی جدائی گوارا نہ کی آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ زبان پر نام مبارک آیا اور آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔ طبری اور ابن کثیر میں ایک روایت ہے کہ دراصل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کا باعث ہی یہ ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی جدائی کا غم برداشت نہ ہوسکا۔ وہ سوز دروں سے اندر ہی اندر پگھلتے رہے اور آخر اپنے محبوب ﷺ سے جا ملے۔

رسالت کا صدق، الامین کا چاہنے والا
رفیق جلوت وخلوت، سراپا عشق کا مظہر

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وصال نبوی ﷺ کے دوسرے برس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ خطبہ دینے کھڑے ہوئے تو ابھی اتنا ہی کہا تھا "رسول اکرم ﷺ پہلے سال جب خطبہ دینے کھڑے ہوئے کہ حضور کے وصال کا سانحہ یاد آگیا اور بلک بلک کر رونے لگے۔ سنبھل کر پھر خطبہ شروع کیا لیکن پھر ہچکی بندھ ہوگئی۔ آخر تیسری بار ضبط سے کام لے کر خطبہ تمام کیا۔ (مسند امام حنبل رحمۃ اللہ علیہ ج ۱ص ۸)۔

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے کاشانہ اقدس میں داخل ہورہے تھے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا بلند آواز سے بول رہی تھیں چونکہ آنحضرت ﷺ کے سامنے اونچی آواز سے بولنا خلاف ادب تھا۔ اس لیے غصہ آگیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ

عنہما کو مارنے کے لیے طمانچہ اٹھایا۔(ازالۃ الخفاء ج۲ص ۱۵)

☆۔حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور تصوف:

''حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تصوف صدیقی رضی اللہ عنہ'' پر ایک طویل بحث کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ کمال طریقت کے لیے جن اوصاف وملکات نفسانی کی ضرورت ہے مثلاً توکل احتیاط، کف لسان، تواضع، شفقت بر خلق خدا، رضا، نفی ارادہ، زُہد، خشیت، عبرت، عجز وانکسار، رقت قلب، تحمل، فقر ودرویشی یہ سب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں بتمام وکمال پائے جاتے تھے اور اس بناء پر آپ رضی اللہ عنہ طائفہ اصفیاء واہل طریقت کے سرخیل وامام تھے''۔

سیّدعلی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ(صاحب کشف المحجوب) میں لکھتے ہیں کہ ''تصوف کی جڑ اور بنیاد صفا'' ہے۔ اس صفت کی ایک اصل ہے اور ایک فرع۔ اصل ''انقطاع عن الاغیار'' ہے اور فرع دنیا سے دل کا خالی ہونا ہے۔ اور چونکہ صفاء صدیقیت کی صفت لازمہ ہے اس بناء پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ امام اہل اہل طریقہ ہیں۔(ازالۃ الخفاج ۲ص ۲۱)

حضرت ابو العباس بن عطار رحمۃ اللہ علیہ جو اکابر ومشائخ صوفیاء میں سے ہیں ان سے کسی نے پوچھا کہ ''کونو ا ربانیین'' کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: ''اس سے مراد یہ ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح ہوجاؤ ایک ربانی درحقیقت وہی شخص ہے کہ دونوں جہان زیر وزبر ہوجائیں لیکن اس میں کوئی تشویش اور اضطراب پیدا نہ ہو۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان یہی تھی۔

چنانچہ آنحضرت ﷺ کے وصال کے وقت تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی مضطرب اور

پریشان تھے لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں کوئی اضطراب پیدا نہیں ہوا۔ انہوں نے نہایت جرات اور دلیری سے فرمایا: لوگو! تم میں سے جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا اس کو معلوم ہونا چاہیے کہ محمد ﷺ کا انتقال ہو گیا ہے لیکن ہاں البتہ جو شخص اللہ کی عبادت کرتا ہے اسے باور کرنا چاہیے کہ اللہ حَیٌّ (زندہ) ہے اور اس کو کبھی موت نہیں آئے گی۔

(صحیح بخاری۔ اللمع فی التصوف۔ ۱۲۱ رحمۃ للعلمین ﷺ۔ ج ۱۔ ص ۲۳۲)

حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ توحید سے متعلق سب سے زیادہ بلند وہ مقولہ ہے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زبان سے ادا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے۔

ترجمہ: ''پاک ہے وہ ذات جس نے مخلوق کے لیے اپنی پہچان کا راستہ اس کے سوا اور کچھ بنایا ہی نہیں کہ لوگ اس کی معرفت سے عاجز ہیں''۔ (کتاب اللمع فی التصوف)

معرفت وطریقت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہی وہ مرتبہ و مقام اعلیٰ ہے جس کی وجہ سے وہ ارباب تصوف کے امام و پیشوا ہیں اور صوفیائے کرام کے سب سے بڑے سلسلہ تصوف (نقشبندیہ) کی انتہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر ہوتی ہے۔ یعنی سلسلہ نقشبندیہ کے پیر اعلیٰ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

رسول پاک ﷺ کی صحبت سے تھا دل مثل آئینہ
تجلی گاہ عرفان تھا نبی ﷺ کے فیض سے سینہ

☆ طریقہ نقشبندیہ اور مسلک صدیقیہ رضی اللہ عنہ:

''حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سلوک حصول جذبہ کے سلوک فوقانی کے متعلق ہے۔ اس

سلوک کی مثال ایسی ہے جیسے کہ جذب کے گھر میں ایک سوراخ کھود کر ذات غیب تک راہ پہنچائی جائے اور اس راہ سے راستہ طے کیا جائے۔ حضرت رسالت مآب ﷺ بھی اسی راہ سے انتہا مقام تک واصل ہوئے۔ یہ سلوک سیر آفاقی تعلق سے رکھتا ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا سلسلہ "خواجگان نقشبندیہ" سے مخصوص ہے بقیہ تینوں خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین دوسرے راستوں سے عالم غیب تک واصل ہوئے۔ سالکان طریقت کا سلوک ان چاروں راستوں سے ہوتا ہے"۔

☆۔ یارِ غار رضی اللہ عنہ کا سفرِ آخرت:

"۲۱ جمادی الثانی ۱۳ ہجری بمطابق ۲۲ اگست ۶۳۴ء کو دوشنبہ (پیر) کے دن آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آج کیا دن ہے؟ معلوم ہوا دوشنبہ (پیر) پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول کریم ﷺ نے کس دن وصال فرمایا تھا۔ معلوم ہوا اسی دن (پیر کو) فرمایا میری بھی یہی آرزو ہے"۔

اور مجھے امید ہے کہ آج رات ہی انتقال کروں گا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ پیر اور منگل کی درمیانی شب کو ۶۳ سال کی عمر میں اس دار فانی سے انتقال کر گئے آپ رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت اسماء بنت عمیس نے آپ کو غسل دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور رحمت عالم ﷺ کے پہلوئے مقدس میں دفن ہوئے۔

☆۔ رفیقِ قبر اور حبیب مصطفی ﷺ:

"حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رضی

اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ جب میں مر جاؤں تو میرا جنازہ تیار کر کے روضہ اقدس ﷺ کے سامنے رکھ دینا اور عرض کرنا۔ السلام علیک یا رسول اللہ ھذا ابو بکر۔ حضور ﷺ یہ یار غار ابو بکر رضی اللہ عنہ حاضر ہے اس کے لیے کیا ارشاد ہے؟ اگر روضہ اقدس ﷺ سے اجازت مل جائے اور دروازہ کھل جائے تو مجھے حجرہ اقدس ﷺ میں دفن کر دینا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم آپ رضی اللہ عنہ کا جنازہ آنحضور ﷺ کے حجرہ کے سامنے لے گئے اور وصیت پر عمل کرتے ہوئے وہی الفاظ دہرائے ابھی وہ کلمات پورے نہ ہوئے تھے کہ روضہ اقدس کا بند دروازہ یک دم کھل گیا اور تمام حاضرین نے قبر انور ﷺ سے یہ غیبی آواز سنی "اَدْخِلُوا الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ"۔ یعنی حبیب رضی اللہ عنہ کو حبیب ﷺ کے دربار میں داخل کر دو"۔

چنانچہ سرور کائنات ﷺ کی صریح اجازت حاصل ہونے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کو بڑی عزت و تکریم کے ساتھ پہلوئے نبوت ﷺ میں دفن کر دیا گیا۔ (شواہد النبوت از علامہ عبدالرحمٰن جامیؒ۔ امام مستغفریؒ)

☆۔ مادہ تاریخ وصال:

"چونکہ آپ رضی اللہ عنہ انبیاء کے بعد سب لوگوں سے افضل و یکتا ہیں اس لیے آپ رضی اللہ عنہ کی تاریخ رحلت کلمہ احد (۵۱۳) سے نکلتی ہے جو د (۵۱۳) اور وحید (۵۱۳) سے بھی یہی تاریخ رحلت نکلتی ہے"۔

☆۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کرامات و خوارق:

"آپ رضی اللہ عنہ کی کرامات تو بے حساب ہیں تاہم بطور تبرک ہم صرف ایک کرامت کا

تذکرہ تحریر کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں"۔(تفاصیل کے لیے احقر کی کتاب "تذکرہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ" ملاحظہ فرمائیں)

☆۔کلمہ طیبہ سے قلعہ مسمار:

"امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں قیصر روم سے جنگ کے لیے مجاہدین اسلام کی ایک فوج روانہ فرمائی اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی اس فوج کا سپہ سالار مقرر فرمایا۔ یہ اسلامی فوج قیصر روم کی لشکری طاقت کے مقابلے میں صفر کے برابر تھی۔ مگر جب اس فوج نے رومی قلعہ کا محاصرہ کیا اور "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کا نعرہ مارا تو کلمہ طیبہ کی آواز سے قیصر روم کے قلعہ میں ایسا زلزلہ آگیا کہ پورا قلعہ مسمار ہو کر اس کی اینٹ سے اینٹ بج گئی۔ اور دم زدن میں قلعہ فتح ہوگیا۔ بلاشبہ یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بہت ہی شاندار کرامت ہے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے دست مبارک سے جھنڈا باندھ کر اور فتح کی بشارت دے کر اس فوج کو روانہ فرمایا تھا"۔ازالۃ الخفاء از حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

☆۔ارشاداتِ قدسیہ:

۱۔عاقل کے لیے کوئی مسافرت نہیں اور جاہل کے لیے کوئی وطن نہیں۔

۲۔فرمایا: اپنے گناہوں کو یاد کر کے رویا کرو۔ اگر رونا نہ آئے تو رونے جیسی صورت ہی بنا لو۔

۳۔چار چیزیں چار چیزوں سے تمام وکامل ہو جاتی ہیں۔(۱)۔نماز سجدہ سہو سے۔(۲) روزہ صدقہ فطر سے۔(۳) حج فدیہ سے۔(۴) اور ایمان حیاء سے۔

۴۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مرتدین کی طرف جہاد کے لیے روانہ کیا تو ان سے فرمایا: ”تو موت کا حریص بن“ تجھے حیات عطا ہوگی۔

۵۔ اگر آپ رضی اللہ عنہ مشکوک کھانا کھا لیتے اور پھر جب آپ رضی اللہ عنہ کو علم ہو جاتا تو اسے قے کر کے پیٹ سے نکال دیتے اور یوں دعا فرماتے ”اے اللہ! جو کچھ لوگوں نے پی لیا ہے اور انتڑیوں کے ساتھ مل گیا ہے تو اس پر مواخذہ نہ کرنا“۔

(۴)

حضرت سلمان فارسی
رضی اللہ عنہ

۴۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

☆۔ولادت: ۸۷ عام الفیل (بااختلاف روایت) بمطابق ۴۰۲ء ـــــ اصفہان (ایران)

☆۔وصال: ۱۰ رجب ۳۳ ہجری بااختلاف روایت بمطابق ۶۵۲ء ـــــ مدائن (عراق)

☆۔نام ونسب:

"اسلام قبول کرنے سے پہلے آپ کا نام کچھ اور تھا۔ جب اسلام کے دامانِ رحمت میں آئے تو محسن انسانیت ﷺ نے آپ کا رضی اللہ عنہ کا نام سلمان رضی اللہ عنہ رکھا۔ یہ نام معنوی حیثیت سے بھی قابل توجہ ہے جو سلامتی اور فلاح دنیا و آخرت کی امید دلاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے آبائی وطن "اہلِ اصفہان (فارس) کی نسبت سے فارسی مشہور ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کے والد مجوسی (آتش پرست) تھے"۔

☆۔قبولِ اسلام:

"آپ رضی اللہ عنہ نے آتش پرستی سے بیزار ہو کر دین موسوی علیہ السلام اختیار کیا۔ پھر عیسائی مذہب اختیار کیا بعد ازاں مدینہ منورہ پہنچ کر ماہ جمادی الثانی ہجری میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بکمال صبر و استقامت اس راہ میں شدائد اور تکالیف برداشت کیں کہتے ہیں کہ صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے ان کی محنت بالآخر رنگ لائی اور وہ ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ غلامی ان کا مقدر رہی لیکن اسی نے ان کی تقدیر بدل کر رکھ دی یہ ان کے لیے ذریعہ ہدایت اور نوشتہ نجات بن گئی"۔

اسی سے ہوگی تیرے غم کدہ کی آبادی

تری غلامی کے صدقے ہزار آزادی

اے شیخ بہت اچھی مکتب کی فضا لیکن

بنتی ہے بیاباں میں فاروقی رضی اللہ عنہ وسلمانی رضی اللہ عنہ

☆۔انتساب:

"سرورکائنات ﷺ کی محبت کے باوجود حضرت صدیق اکبر رضی اللہ سے طریقہ اخذ کیا آپ رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کے مقرب اصحاب میں سے ہیں۔آپ رضی اللہ عنہ کا شمار اصحاب صفہ کے قابل قدر گروہ میں تھا۔آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ بھی محبت رکھی"۔

بات حق کی ہے کوذرا سے ہے　　　خود شناسی،خدا شناسی ہے

☆۔فضائل سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بزبان رسول رحمت ﷺ:

ا۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول رحمت ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ حدیث:"سبقت لے جانے والے چار افراد ہیں۔میں خود عربوں میں سے سبقت لے جانے والا ہوں۔سلمان رضی اللہ عنہ فارس کے سابق ہیں اسی طرح بلال رضی اللہ عنہ حبش کے سابق اور صہیب رضی اللہ عنہ روم کے سابق ہیں"۔(کنزالعمال ج ۱۲۔ ص ۱۰۳۔مستدرک حاکم۔ج ۳ ص ۲۸۵،مجمع الزوائد حلیۃ الاولیاء)

۲۔آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ:جنت تین آدمیوں،علی رضی اللہ عنہ،عمار رضی اللہ عنہ،اور سلمان رضی اللہ عنہ کی مشتاق ہے۔(ترمذی،کنزالعمال۔حاکم)

۳۔آپ رضی اللہ عنہ ان چار صحابیوں رضی اللہ عنہ میں سے ہیں جن کو خدا تعالیٰ دوست رکھتا ہے۔ اور اپنے حبیب ﷺ کو ان کی دوستی کا ارشاد فرمایا ہے۔ "آنحضور ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے چار آدمیوں سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ ہمیں ان کے نام بتلا دیجیے آپ ﷺ نے فرمایا وہ علی رضی اللہ عنہ، مقداد رضی اللہ عنہ، ابو ذر رضی اللہ عنہ اور سلمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کی محبت کا حکم دیا ہے اور خبر دی ہے کہ اللہ بھی ان سے محبت کرتا ہے۔
(ترمذی۔ ابن ماجہ۔ کنز العمال ۶/۱۶۴)

۴۔حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "ہر نبی علیہ السلام کے سات نجیب اور رفیق ہوتے ہیں۔ جبکہ مجھے چودہ نجباء عطا کیے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ وہ کون کون حضرات ہیں؟ اس پر انہوں نے فرمایا ایک میں خود ہوں دو میرے بیٹے (حسن و حسین رضی اللہ عنہ) ہیں اور باقی حضرات حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ، حضرت عمار رضی اللہ عنہ، حضرت مقداد رضی اللہ عنہ حضرت حذیفہ الیمانی رضی اللہ عنہ، اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔ (جامع ترمذی ص ۵۴۲)

☆۔مناقب سلمان بزبان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

۱۔ یزید بن عمیر سے روایت ہے کہ جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت ہوا تو ان سے لوگوں نے عرض کیا اے ابو عبدالرحمان ہمیں کچھ وصیت اور نصیحت فرمائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ (معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا کہ علم ان چار

بزرگوں کے ہاں سے حاصل کیا۔عویمر ابو الدرداء رضی اللہ عنہ،سلمان فارسی رضی اللہ

عنہ،عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ،اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ(جامع ترمذی ص۔۵۳۲)

۲۔ابوالبختری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: وہ علم اول اور علم آخر دیئے گئے تھے۔جو کچھ ان کے پاس ہے اسے نہ حاصل کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی ان پر اس معاملے میں سبقت لی جا سکتی ہے۔(طبقات ابن سعد ۴/۸۵)

۳۔حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے شام سے حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ اور حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی طرف ہدیہ سلام بھیجتے وقت بیان فرمایا تھا: بے شک تمہارے درمیان ایسا شخص موجود ہے کہ جب رسول پاک ﷺ ان سے تنہائی میں راز و نیاز کی باتیں کر رہے ہوتے ہیں تو ان کے سوا کسی اور کو ہرگز ملاقات کا موقع نہ دیتے تھے۔(حلیۃ الاولیاء جلد ا۔ص ۱۴)

۴۔حضرت کعب الاحبار رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے علم کی تصدیق ان الفاظ میں کی ہے: سلمان رضی اللہ عنہ سراپا علم و حکمت ہیں۔(استیعاب ج ۲۔ص ۵۷)

۵۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مقرب خاص ہونے کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا: ''حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی رسول اکرم ﷺ کے ساتھ راز و نیاز کی مجلس اس قدر طویل ہو جاتی تھی کہ ہم (ازواج رسول ﷺ) یہ سمجھنے لگتیں کہ کہیں وہ (محبت میں) ہم سے بازی نہ لے جائیں۔

(سیر الصحابہ ص ۱۰۲۔اسد الغابہ ج ۲/۳۳۰،استیعاب ج ۲/۵۶)

☆۔طریقت میں اعلیٰ مقام:

"حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ طریقت میں ایک نہایت اعلیٰ وارفع مقام رکھتے تھے ۔سرور کائنات ﷺ نے جن خاص خاص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو "رقباء" (نگران امت) قرار دیا تھا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ان میں سے ایک ہیں۔

طریقت کے چار مشہور سلاسل طیبہ میں "سلسلہ نقشبندیہ" کی اہم کڑی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی ذات ستودہ صفات ہے۔ یہ سلسلہ پابندی شریعت اور احیاء سنت میں بڑی شہرت رکھتا ہے۔حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے روحانی فیض اپنے نانا بزرگوار حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ذریعے سے آنحضور ﷺ سے حاصل کیا۔دوسرے طریق کے مطابق حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو یہ فیضان نبوت اپنے آبائے طاہرین کی معرفت بھی میسر آیا تھا۔

ایں سلسلہ از طلائے ناب است   ایں خانہ ہمہ آفتاب است

حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ مشائخ میں حضرت حبیب بن اسلم راعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے شرف مصاحبت رکھتے تھے۔

☆۔اوّلین ترجمہ سورۂ فاتحہ در زبان فارسی:

بقول ڈاکٹر حمید اللہ حیدر آبادی:

"امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ المبسوط جلد اول صفحہ ۳۷ پر لکھتے ہیں کہ چند نومسلم ایرانیوں کی خواہش پر سورۂ فاتحہ کا فارسی ترجمہ انہیں لکھ کر بھیجا تھا فقیہ "تاج الشریعہ" کی تصریح یہ ہے کہ انہوں نے تسمیہ کا ترجمہ "بنام یزداں بخشاوندہ" کیا تھا اور یہ ترجمہ رسول رحمت ﷺ کو دکھایا تھا جو انہوں ﷺ نے ناپسند نہیں فرمایا (فاران ماہنامہ کراچی دسمبر ۱۹۷۷ء)

☆۔ وصالِ پُرملال:

"آپ رضی اللہ عنہ کے وصال سے بہت پہلے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ رانوں پر ہاتھ رکھے ہوئے زاروزار رو رہے ہیں۔ عیادت کے لیے آنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ کیوں روتے ہیں؟ فرمانے لگے کہ میں موت کے خوف سے قطعاً نہیں روتا اور نہ مجھے زندہ رہنے کا لالچ ہے۔ بلکہ وجہ یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ہم سے عہد و پیمان لیا تھا کہ تم میں سے ہر ایک کا دنیاوی سازوسامان سوار کے توشہ سفر جتنا ہونا چاہیے جب کہ میرے اردگرد یہ کالے ناگ پڑے ہیں"۔

(محترم قارئین! حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے جس سامان کو سانپ اور کالے ناگ قرار دیا تھا جو مٹی کا ایک لوٹا، پالان، پوستین، کپڑے دھونے کا ایک برتن (ٹب وغیرہ) اور ایسی ہی چند معمولی چیزیں تھیں۔ پھر بھی فرما رہے تھے کہ کہیں ان چیزوں کے جمع کرنے کی وجہ سے حضور ﷺ کے جمال مبارک سے محروم نہ رہ جاؤں۔ اللہ اکبر! یہ ہے اللہ کے بندوں کی شان استغنائی ہمیں اپنی دنیاداری پر بھی نظر ڈالنی چاہیے۔ میری نظر اپنے سامان پر پڑتی ہے تو محسوس ہوتا ہے کہ آنحضور ﷺ نے ہم سے جو عہد لیا تھا وہ پورا نہیں ہو سکا۔ (حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے وصال سے پہلے بےقراراور وجہ اضطراب کے واقعات کنز العمال ج ۷ ص ۴۵، حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۱۹۷، طبقات ابن سعد ج ۴ ص ۹۰ ۔ ۷ سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۳۱۲ پر مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں سے معمولی فرق کے ساتھ درج ہیں)۔

جب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا وقت وصال قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے

اپنی اہلیہ سے فرمایا کہ جو کستوری و مشک تمہارے پاس ہے اسے لے آؤ اور پانی بھی لے آؤ۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مشک و کستوری کو اپنے ہاتھ سے پانی میں ملایا پھر فرمایا اسے میرے اردگرد چھڑک دو اور بالا خانے کے تمام دروازے کھول دو۔ کیونکہ میرے پاس ایک ایسی مخلوق آنے والی ہے جو نہ انسان ہیں اور نہ جن اور جو خوشبو تو محسوس کرتی ہے لیکن کھانا نہیں کھاتی۔ اور خدا جانے میری زیارت کے لیے آنے والی مخلوق کس دروازے سے داخل ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ کا بیان ہے کہ میں آپ رضی اللہ عنہ کا ارشاد بجالائی اور بالا خانے سے نیچے چلی آئی۔ (طبقات ج ۴ / ۹۲، حلیۃ الاولیاء ج ۱۔ ص ۲۰۸)

حضرت بقیرہ رضی اللہ عنہا (زوجہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ) کا بیان ہے کہ تھوڑی دیر کے بعد میں اوپر آئی تو دیکھا کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مالک حقیقی کے پاس پہنچ چکے ہیں۔ ہونٹوں پر ملکوتی تبسم لیے ہوئے ہیں کہ گویا سو رہے ہیں۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ کا بیان ہے کہ جب میں باہر نکلی (گھر سے یا بالا خانے سے) سے تو آواز آئی۔ السلام علیک یا ولی اللہ! السلام علیک یا صاحب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ! جب میں اندر آئی تو روح مبارکہ قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

☆۔ تدفین:

"نماز جنازہ غالباً صحابی رسول ﷺ گورنر مدائن حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ یا فرزند رسول ﷺ امام حسن رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ اور علم و عمل کا یہ مہر تاباں سرزمین مدائن میں ہمیشہ کے لیے روپوش ہو گیا"۔

علامہ بدر الدین سرہندی لکھتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک رات بہ کرامت مدائن جا کر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو غسل دیا اور جنازہ پڑھا کر اسی رات مدینہ منورہ واپس آ گئے۔(حضرات القدس اردو ص ۸۸)

آپ رضی اللہ عنہ کے مدفن کے بارے میں تذکرہ نگاروں میں اختلاف ہے بعض روایات کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کا مدفن درج ذیل مقامات پر بھی بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً ۱۔ بیت المقدس۔ ۲۔ دامغان۔ ۳۔ صدود۔ ۴۔ اصفہان کے نزدیک۔ ۵۔ لیدا (فلسطین) لیکن اکثر محققین کے نزدیک آپ رضی اللہ عنہ مدائن میں ہی دفن ہیں اور یہ مدفن ایک ثابت شدہ حقیقت ہے اور بلاشبہ یہی مشہور اور متعارف ہے۔

☆۔قطعہ تاریخ رحلت:

چون سلمان بفضل خدائے کریم	زدنیائے دون شد بخلد بریں
''ز نو کش'' ز عالم سفر کردہ حق	دگر ماند خالی ز سید زمیں
۳۳ ہجری	۳۳ ہجری

☆۔کراماتِ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ:

۱۔علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''ایک بار حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک بڑی پلیٹ میں کھانا کھا رہے تھے تو پلیٹ یا وہ کھانا تسبیح پڑھنے لگ گیا۔ اور دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس آواز کو سنا''۔

(الفرقان۔ص ۱۴۱۔بحوالہ سیرت سلمان رضی اللہ عنہ)

۲۔آپ رضی اللہ عنہ کی مشہور کرامت یہ بھی ہے کہ جنگل میں دوڑتے ہوئے ایک ہرن کو

بلایا تو وہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس فوراً ہی حاضر ہو گیا۔ اسی طرح ایک مرتبہ اڑتی ہوئی چڑیا کو آپ رضی اللہ عنہ نے آواز دی تو وہ آپ رضی اللہ عنہ کی آواز سن کر زمین میں اتر پڑی (تذکرہ محمود) گویا چرند پرند آپ رضی اللہ عنہ کے تابع فرمان تھے۔ سبحان اللہ۔

☆۔ بعد از وفات خواب میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ملاقات:

"مغیرہ بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے پہلے وفات پائی تھی۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے انہیں خواب میں دیکھا تو پوچھا اے ابو عبداللہ! کیسے حال ہیں؟ فرمایا حال اچھا ہے۔ پھر پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے وہاں کس کو افضل پایا جواب میں فرمایا: میں نے توکل کو عجیب چیز پایا"۔ (طبقات ابن سعد جلد ۴ ص ۹۲۔ شواہد النبوت ص ۲۴۱)

☆۔ باقیات صالحات:

"آپ رضی اللہ عنہ نے انتقال کے بعد پسماندگان میں تین بیٹیاں چھوڑیں۔ بیٹیوں کے علاوہ پسماندگان میں آپ رضی اللہ عنہ کی بیوی بقیرہ رضی اللہ عنہا بھی موجود تھیں۔ علامہ ابن اثیر کا بیان ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی تین بیٹیاں تھیں ایک اصفہان میں اور مصر میں مقیم رہیں کچھ لوگ اصفہان میں اپنے آپ کو حضرت سلمان فارسی کی بیٹی کی اولاد قرار دیتے ہیں"۔ (اسد الغابہ ج ۲۔ ص ۲۲۱)

☆۔ ارشادات مقدسہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ:

۱۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے کسی نے دریافت کیا کہ سب سے بڑا عمل کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا اس میں واضح طور پر بیان ہے

"ولذکر اللہ اکبر" (بے شک اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے یعنی افضل ہے"۔)

(فضائل ذکر ص ۴۰)

۲۔حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ: روز قیامت لوگوں میں زیادہ گناہوں والے وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں زیادہ باتیں اللہ کی نافرمانی میں کرتے رہتے ہیں

۔(حلیۃ الاولیاء جلد ۲ ص ۲۰۲)

۳۔ہر انسان کے لیے باطن اور ظاہر ہے جس نے اپنے باطن کی اصلاح کر لی اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کی بھی اصلاح کردے گا اور جس نے اپنے باطن کو خراب کر لیا تو اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو بھی درست نہیں کرے گا۔

۴۔تم سلام پھیلایا کرو، کھانا کھلایا کرو، اور نماز پڑھا کرو جب کہ دوسرے لوگ محو خواب ہوں۔

۵۔حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے جریر! کیا تم جانتے ہو کہ روز محشر کے اندھیرے اور ظلمات کیا ہیں؟ جریر نے نفی میں جواب دیا تو فرمایا: لوگوں کا دنیا میں ایک دوسرے سے ظلم کرنا ہی ظلمات قیامت کا باعث ہوگا۔

(تفصیلات کے لیے کتاب "تذکرہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ" ملاحظہ فرمائیں)

(۵)

حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

۵۔امام الاولیاء امام المتقین حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ

☆۔ولادت: ۲۳ شعبان ۲۴ ہجری/۶۴۵ء ——————— مدینہ منورہ

☆۔وصال: ۲۴ جمادی الثانی ۱۰۸ ہجری/۷۲۷ء ——————— مشلل (درمیان مکہ و مدینہ)

☆۔نام و نسب:

"خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں شاہ فارس (ایران) یزد جرد (شہریار) جو عجم کا آخری بادشاہ تھا کی تین بیٹیاں مال غنیمت میں آئیں۔ان میں ایک (شہربانو) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے عقد میں آئیں جن سے حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔دوسری حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں آئیں جن سے حضرت سالم رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔اور تیسری حضرت محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں جن سے حضرت امام قاسم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اس طرح امام زین العابدین رضی اللہ عنہ امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت سالم رحمۃ اللہ علیہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت امام قاسم رحمۃ اللہ علیہ بن محمد رضی اللہ عنہ بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ تینوں ایک دوسرے کے خالہ زاد بھائی اور کسریٰ یزدجرد کے نواسے ہیں"۔(ابن خلکان)

☆۔ولادت باسعادت:

"آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۲۳ شعبان ۲۴ ہجری بمطابق ۲۴ جون ۶۴۵ء کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔بعض تذکرہ نگاروں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ پیدائش

۱۴ شعبان ۵۳۵ اور ۵۲۹ ہجری بھی تحریر کی ہے"۔

☆۔ والد ماجد:

"آپ کے والد ماجد "محمد" رضی اللہ عنہ صغار صحابہ میں سے ہیں۔ آپ حجۃ الوداع کے سفر میں "ذوالحلیفہ" کے مقام پر پیدا ہوئے آپ کی والدہ ماجدہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہ بن عمیس تھیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان (حضرت اسماء رضی اللہ عنہ بن عمیس) سے نکاح کر لیا۔ لہذا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد محمد رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زیر سایہ تربیت حاصل کی اور پروان چڑھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے عہد خلافت میں مصر کا گورنر مقرر کیا تھا اور امیر معاویہ کے سپہ سالار حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کے ہاتھوں قتل ہوئے"۔

☆۔ پرورش و تعلیم و تربیت:

"حضرت قاسم رحمۃ اللہ علیہ ابھی بچے ہی تھے کہ سر سے باپ کا سایہ عاطفت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اٹھ گیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے اس یتیم اور ننھے بچے کی پرورش اور تعلیم و تربیت کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے اس بچے کی تربیت و تعلیم میں اس درجہ توجہ مبذول فرمائی کہ آگے چل کر یہی یتیم و بے کس بچہ چوٹی کے علماء میں شمار ہوا۔ (مدینہ طیبہ کے ان شہرہ آفاق فقہائے سبعہ کا ایک ممتاز رکن بنا) جن کے علم و فضل کی دھاک چار دانگ عالم بیٹھی ہوئی تھی اور ان کے منہ سے نکلی ہوئی بات ہر مسلمان کے لیے باعث اطمینان تھی"۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مندرجہ ذیل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین عظام سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حضرت رافع رضی اللہ عنہ بن خدیج، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن خباب، صالح رحمۃ اللہ علیہ بن خوات، اسلم رحمۃ اللہ علیہ مولیٰ عمر رضی اللہ عنہ عبدالرحمٰن یزید بن جاریہ حضرت فاطمہ بنت قیس وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین"۔

سبحان اللہ!

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "حلال وحرام کی پہچان، احکام فرائض سے واقفیت اور علم وعرفان کی گہرائی میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مقام بلند ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کا تمام وکمال علم (حدیث وفقہ) آپ رضی اللہ عنہ سے آپ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ اور بھانجے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے حاصل کیا۔ اور انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے قول کی کبھی مخالفت نہیں کی۔ امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عہد حکومت میں واشگاف الفاظ میں اعلان کیا کہ "اگر خلافت کا معاملہ میرے بس میں ہوتا تو قاسم بن محمد رضی اللہ عنہم کے سوا کسی کو خلیفہ مقرر نہ کرتا"۔

سلمان بن عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے بعد اپنے بھائی یزید بن عبدالملک رحمۃ اللہ کو ولی عہد مقرر کیا ہوا تھا۔ لہذا آپ رحمۃ اللہ علیہ معاہدہ کی پابندی کی وجہ سے مجبور تھے۔ (شذرات الذہب)

☆۔نسبت باطنی:

"علم باطن میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے تھی ۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے جد بزرگوار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی باطنی نعمت بطور مریدی اور ہدایت آپ رضی اللہ عنہ کے وسیلہ جلیلہ ہی سے حاصل کی۔چونکہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو محبت تھی اور صحبت بھی رہی ہے۔اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نسبت باطنی کا فیض بھی حاصل کیا"۔

کیوں نہ اصحاب رضی اللہ عنہ نبی ﷺ ٹھہریں ہدایت کے نجوم

ضو فگن ہے مہر تا بان شہنشاہ عرب

☆۔حدیث وفقہ اور تعلیم وتدریس:

"آپ رحمۃ اللہ علیہ علم حدیث میں بڑے ماہر اور فقہ اسلامی کی عقدہ کشائی میں یگانہ روزگار تھے۔مدینہ طیبہ کے شہرہ آفاق "فقہائے سبعہ" کے ایک ممتاز رکن کی حیثیت سے مشہور ہیں"۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:"آپ رحمۃ اللہ علیہ لائق اعتماد عالم، عالی قدر فقیہ، کثیر الحدیث امام اور بڑے پرہیزگار تھے"۔(طبقات ابن سعد)

ابن حبان فرماتے ہیں:"آپ رحمۃ اللہ علیہ تابعین کے سردار،علم وادب اور فقہ میں اپنے اہل زمانہ پر گوئے سبقت رکھتے تھے"۔(تہذیب التہذیب)

ابو الزناد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ"میں نے قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر سنت

رسول مقبول ﷺ کا علم رکھنے والا کوئی نہیں دیکھا"۔ (صفۃ الصفوۃ)

خالد بن نزار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "قاسم رحمۃ اللہ علیہ، عروہ رحمۃ اللہ علیہ اور عمرہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کردہ احادیث تمام لوگوں سے زیادہ جانتے تھے"۔

تحصیل علم سے فارغ ہونے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسند تدریس کو رونق بخشی اور جو علوم وفنون مختلف اساتذہ فن سے جمع کیے تھے۔ اب انہیں بڑی فیاضی کے ساتھ طلبہ علم میں تقسیم کرنا شروع کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عادت تھی کہ صبح سویرے مسجد میں تشریف لے آتے پہلے دو رکعت نماز پڑھتے پھر حلقہ درس میں بیٹھ کر تلامذہ کو پڑھانے میں معروف ہو جاتے تھے۔ (طبقات ابن سعد)

☆۔ روایت بالمعنی:

"روایت بالمعنی میں علماء کا اختلاف ہے اگرچہ اکثریت جواز کی قائل ہے مگر اولیٰ اور بہتر یہی ہے کہ جہاں تک ہو سکے وہی الفاظ بیان کیے جائیں جو پڑھتے وقت استاد سے سنے ہوں صرف مفہوم ادا کر دینے پر اکتفا کرنا بہتر نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اسی کا اہتمام فرماتے تھے اور روایت بالمعنی جائز نہیں سمجھتے تھے۔ ابن عون رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ آپ (قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ) بلفظہ روایت بیان کرتے تھے۔ (طبقات ابن سعد)

☆۔ بے نفسی اور زہد وقناعت:

"اس قدر وفور علم اور گہری فقاہت کے باوجود بے نفسی ملاحظہ ہو کہ جب کوئی ایسا مسئلہ سامنے آتا جس کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نہ جانتے تھے تو صاف صاف اپنی لاعلمی کا اظہار کر

دیتے اور اس کی کبھی پرواہ نہ کرتے کہ لوگ اس سے کیا اثر لیں گے اور میرے وقار کو اس سے کیا صدمہ پہنچے گا"۔

ابو الزناد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ صرف اسی سوال کا جواب دیتے جس کی حجت عیاں اور حقانیت بہت واضح ہوتی تھی۔ شاہی خاندان (یعنی خلیفہ اول کے پوتے اور شاہ ایران کسریٰ کے نواسے ہونے کی حیثیت میں) سے تعلق رکھنے کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دنیا سے کوئی محبت نہ تھی۔ مال ومتاع سے مطلق انس نہیں تھا بلکہ اس کے برعکس امیرانہ شان وشوکت اور سرمایہ دارانہ ٹھاٹھ باٹھ کی زندگی سے دلی نفرت تھی۔

امام ایوب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ "میں نے قاسم رحمۃ اللہ علیہ کو زعفران سے رنگی ہوئی معمولی چادر پہنے ہوئے دیکھا ہے۔ ان کی سیر چشمی کا قناعت کا یہ حال تھا کہ ایک لاکھ روپیہ کا گراں قدر عطیہ چھوڑ دیتے تھے پھر اس کے متعلق دل میں حرص وآرزو کا کوئی داعیہ پیدا نہیں ہونے پاتا تھا۔ (صفۃ الصفوۃ) ایک روایت میں ہے کہ میں نے حضرت قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے افضل اور قانع آدمی کوئی نہیں دیکھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لاکھ روپیہ لینے سے انکار کر دیا حالانکہ وہ ان کے لیے ہر لحاظ سے حلال تھا۔

نگاہ فقر میں شان سکندری کیا ہے　　　خراج کی جو گدا ہو وہ قیصری کیا ہے

☆۔ فضائل ومناقب:

"یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے مدینہ میں کوئی ایسا آدمی نہیں پایا جسے ہم علم وفضل میں قاسم رحمۃ اللہ علیہ پر ترجیح دیں۔ (تذکرہ الحفاظ)

"امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح میں لکھتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمیں عبدالرحمٰن بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی اور وہ اپنے زمانے کے

افضل ترین انسان تھے۔ ایوب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ "میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے افضل کوئی آدمی نہیں دیکھا"۔ (تہذیب)

"حضرت یحیٰی بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: "میں نے مدینہ منورہ امام قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر کوئی علم و فضل، عمل و تقویٰ، فقہ و حدیث، تفسیر القرآن الکریم اور علوم طریقت و حقیقت میں افضل نہیں دیکھا" (خزینۃ الاصفیاء)

زبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ افضل کوئی آدمی نہیں دیکھا۔

☆۔لباس اور اوضاع و اطوار:

"آپ رحمۃ اللہ علیہ چاندی کی انگوٹھی پہنتے تھے۔ اس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا اس میں قاسم رحمۃ اللہ علیہ بن محمد نقش تھا۔ سر پر عموماً سفید عمامہ باندھتے تھے۔ اپنے سر اور داڑھی کو مہندی لگاتے تھے"۔

☆۔اولادِ امجاد:

"آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیچھے دو صاحبزادے عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ اور محمد رحمۃ اللہ علیہ اور دو صاحبزادیاں ام فروہ رحمۃ اللہ علیہ اور ام حکیم رحمۃ اللہ علیہ چھوڑیں۔ عبدالرحمٰن بڑے جلیل القدر محدث اور عالی مرتبہ فقیہ تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں افضل اہل زمانہ کہا ہے۔ ام فروہ رحمۃ اللہ علیہ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ اور امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے تھے"۔

☆۔وصال:

"آپ نے سفر حج میں ۷۰ یا ۷۲ سال عمر پا کر ۱۰۱ ہجری/۷۱۹ء میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے عہد حکومت میں قدید نامی جگہ میں (مکہ اور مدینہ کے درمیان) داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپ کی آخری آرام گاہ قدید سے تین میل دور مقام مشلل میں واقع ہے۔ اور زیارت گاہ خلائق و ملائکہ ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سال وفات میں اختلاف ہے۔ مفتی غلام سرور لاہوری قدس سرہ نے لکھا ہے کہ مورخین کی اکثریت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۰۷ ہجری/۷۲۵ء میں انتقال فرمایا۔ محققین نے ۱۰۸ ہجری/۷۲۶ء بھی لکھا ہے"۔

☆۔قطعہ تاریخ رحلت:

قسمت خود یافت چون قاسم مخلد		سال وصل آن امام نیک نام	
"طالب اللہ"	و	حق فرمودہ اند	زاہد کامل بقول خاص و عام
۱۰۸ ہجری		۱۰۸ ہجری	۱۰۸ ہجری

☆۔مادۂ تاریخ رحلت:

"حق"	"زاہد کامل"	"زاہد اکمل"
۱۰۸ ہجری	۱۰۸ ہجری	۱۰۸ ہجری

☆۔تلامذہ:

"آپ کے مشہور تلامذہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ، امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ، امام سالم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ، امام یحییٰ بن سعید انصاری رحمۃ اللہ علیہ، امام شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ، عمر بن عبداللہ

رحمۃ اللہ علیہ، عروۃ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ، اور ابو بکر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں۔

(۶)

حضرت امامِ جعفر صادق
رحمۃ اللہ علیہ

۶۔امامِ امت: داعئ شریعت وطریقت حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ

☆۔ولادت: ۱۳ ربیع الاول ۸۰ ہجری/۶۹۹ء ـــــــــــ مدینہ منورہ

☆۔وصال: ۱۵ رجب ۱۴۸ ہجری/۷۶۵ء ـــــــــــ جنت البقیع مدینہ منورہ

☆۔تعارف:

"آپ رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک جعفر، کنیت سامی ابو عبداللہ وابو اسمٰعیل اور لقب پاک صادق تھا۔آپ امام باقر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے، امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے پوتے اور حضرت امام قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نواسے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم پاک بی بی ام فروہ فاطمہ رضی اللہ عنہ تھا جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے امام قاسم رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔اور بی بی فروہ رضی اللہ عنہا کی والدہ اسماء حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبدالرحمٰن کی صاحبزادی تھیں۔اس طرح آپ کا نسبی تعلق والد کی طرف سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور والدہ کی طرف سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہے"۔

☆۔ولادت باسعادت:

"آپ کی ولادت باسعادت ۱۳ ربیع الاول ۸۰ ہجری/۶۹۹ء بروز پیر ہوئی۔بعض نے آپ کی تاریخ پیدائش ۸۳ ہجری، ۸۲ ہجری، اور ۸۷ ہجری بھی تحریر کی ہے۔اسی طرح ماہ کی تاریخوں میں بھی اختلاف ہے۔۱۳ ربیع الاول، ۱۷ ربیع الاول، اور ۸ ربیع الاول بھی لکھا ہے"۔

☆۔فیضانِ نسبت:

"علم باطن میں آپ کا انتساب اپنے والد کا جد حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ اور ان کا اپنے والد ماجد امام زین العابدین سے اور ان کا اپنے والد محترم امام حسین رضی اللہ عنہ سے اور ان کا اپنے والد محترم علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہے۔دوسری طرف آپ کا انتساب باطنی اپنے نانا امام قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہے۔آپ کا فرمان ہے:"وَلَدَنِیْ ابو بکر مرتین "۔(میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دو مرتبہ جنا گیا ہوں) پہلی ولادت ظاہری ہے کہ میرے نانا امام قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور دوسری ولادت معنوی کہ علم باطنی بھی میں نے اپنے نانا سے پایا ہے۔آپ چودہ برس کے تھے جب آپ کے دادا زین العابدین رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔اس طرح ۱۴ سال تک آپ ان کے سایۂ تربیت میں رہے۔چونتیس برس کی عمر تک آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے والد ماجد کا سایۂ شفقت نصیب ہوا آپ کے نانا قاسم رضی اللہ عنہ کا شمار مدینہ کے فقہائے سبعہ میں ہوتا تھا۔آپ نے تین بزرگوں یعنی دادا، نانا، اور والد سے تعلیم و تربیت پائی"۔

(نقشبندیہ طریقت میں آپ رضی اللہ عنہ کو دونوں اطراف سے فیض اور نسبت حاصل ہے اسی لیے آپ صاحب کمال اور بڑے متقی تھے)

☆۔لقب صادق کی وجہ:

آپ کے لقب صادق کی بابت بہت سے مؤرخین نے لکھا ہے:

"لُقِّبَ بالصادق لصدقہٖ فی مقالتہٖ "آپ کو آپ کی صدق بیانی کی وجہ سے صادق کا لقب دیا گیا ہے۔ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی تھی کہ رسول کریم ﷺ نے ان کی ولادت کی بشارت دی تھی اور فرمایا تھا کہ وہ کلمۂ حق اور پیکرِ صداقت ہوگا۔بعض کا کہنا ہے کہ عباسی

خلیفہ منصور نے انہیں یہ لقب دیا تھا۔

☆۔علمی فضل وکمال:

"امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے علوم وفضائل والے گھرانے اور علم وعرفان کے مرکز شہر مدینہ منورہ میں تعلیم وتربیت پائی تھی۔اس لیے مختلف علوم میں آپ کامل تھے بڑے بڑے علماء اور ائمہ آپ کے شاگردوں میں شامل ہیں۔آپ کے حلقہ درس میں سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام یحیٰی بن سعید انصاری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سفیان عیینہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابو ایوب بجستانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، اور آپ کے فرزند ارجمند امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ جیسی عدیم المثال ہستیاں بھی شریک ہوا کرتی تھیں۔جنہوں نے آپ کے وسیلہ جلیلہ سے بہت سی احادیث مقدسہ بھی روایت کی ہیں"۔

☆۔روایتِ حدیث:

"آپ نے اپنے والد ماجد امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ اپنے نانا امام قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ نافع بن محمد منکدر رحمۃ اللہ علیہ، عطار رحمۃ اللہ علیہ، اور امام زہری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے احادیث نقل کی ہیں۔علامہ ذہبی نے آپ کو حفاظ حدیث شمار کیا ہے۔آپ سے بکثرت احادیث روایت کی گئی ہیں۔

ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ جو احادیث آپ بیان کرتے ہیں ان کی سند کیا ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے اپنے والد سے سنی ہیں اور بعض ان کی تحریر کی شکل میں مجھے ملی ہیں۔آپ کا قول منقول ہے کہ ابان بن تغلب نے آپ رحمۃ

اللہ علیہ سے تیس ہزار حدیثیں نقل کی ہیں۔ امامیہ کے ہاں آپ سے روایت کرنے والوں کی تعداد چار ہزار سے بھی زیادہ ہے اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ سے کتنی کثیر تعداد میں حدیثیں روایت کی گئی ہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ، امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ، ائمہ حدیث نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں"۔

☆۔علم کلام:

"امام جعفر صادق کے زمانے میں مسلمانوں کا علوم عقلیہ (فلسفہ وغیرہ) سے تعارف ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے دینی عقائد وغیرہ میں خرابیاں پیدا ہونے لگی تھیں۔ علمائے دین نے فلسفیانہ اسلوب میں ان کا رد و ابطال کرنے کے لیے علم کلام ایجاد کیا۔ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی علم کلام میں مہارت حاصل کی اور بے دینی اور الحاد پھیلانے والوں سے کئی بار مناظرے کیے اور ہر بار انہیں شکست دی۔ تاریخ کی کتابوں میں ایسے کئی مناظروں کا حال بیان کیا گیا ہے"۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ)

☆۔مناقب وفضائل:

"حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اخلاق فاضلہ کا اعلیٰ نمونہ تھے۔ بڑے عابد، زاہد، متقی اور پارسا تھے۔ ہر دور اور ہر فرقے کے علمانے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب ومحاسن اور آپ کی پاکیزہ و بلند شخصیت کے بارے میں اپنے تاثرات کا اظہار کیا ہے۔ مثلاً: عمر بن ابی المقدام رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: "جب میری نظر جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ پر

پڑتی تو یہی نظر آتا تھا کہ وہ شجر نبوت کا ثمر ہیں۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:"
یُتَّفِقُوْا عَلٰی اِمَامَتِہٖ وَجَلَالَتِہٖ وَسِیَادَتِہٖ "(لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی امامت، جلالت اور عظمت پر متفق ہیں)

شہرستانی کہتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ علم دین و ادب کا چشمہ، حکمت کا بحر زخار، زہد و تقویٰ میں کامل تھے۔ عبادت و ریاضت میں بلند پایہ رکھتے تھے۔ آپ دنیا سے بے رغبت اور حب دنیا اور شہرت سے بے تعلق تھے۔

آپ لطائف تفسیر القرآن و حدیث اور اسرار تنزیل میں بے نظیر تھے۔ بلکہ آپ کے اشارات جمیلہ اور اسرار جلیلہ تمام علوم میں موجود ہیں۔ حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:" آپ معاملات طریقت کی حجت، ارباب مشاہدہ کی برہان، اولاد نبی ﷺ کے امام اور برگزیدہ نسل علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور آپ علوم کی باریکیوں اور کلام اللہ کے نکات بیان کرنے میں مخصوص تھے۔ بانی فقہ امام الائمہ سراج الامت حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اہل بیت میں امام جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کسی کو فقیہ نہیں دیکھا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی امامت کی خواہش نہ فرمائی اور نہ کسی سے امر خلافت میں نزاع کی۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ جو شخص دریائے معرفت میں ڈوب جاتا ہے اس کو ایک جو بھر طمع نہیں ہوتی اور جو شخص حقیقت کے زینوں پر عروج کرتا ہے وہ مجاز کے گڑھوں کی کبھی خواہش نہیں کرتا۔ بقول حکیم الامت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ۔

نگاہ فقر میں شان سکندری کیا ہے ۔۔۔ خراج کی جو گدا ہو وہ قیصری کیا ہے

☆۔ کراماتِ بابرکات:

آپ رحمۃ اللہ علیہ صاحب کشف کرامات تھے۔آپ سے بے حد وحساب کرامات کا ظہور ہوا۔ہم تبرکاً صرف ایک کرامت ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

"ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ شریف گیا۔ناگاہ ایک عورت کے پاس سے گزرے جس کے سامنے ایک مردہ گائے پڑی ہوئی تھی اور وہ عورت اپنے بچوں کے ساتھ بیٹھی رو رہی تھی۔امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس عورت سے حقیقت حال دریافت فرمائی۔اس نے کہا میں اور میرے لڑکے اس گائے کا دودھ پی کر زندگی بسر کرتے تھے۔اب ہم پریشان ہیں آپ نے فرمایا کیا تو چاہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تیری گائے کو زندہ کردے۔اس عورت نے کہا ہم تو پر مصیبت پڑی ہوئی ہے اور آپ مصیبت کے وقت مذاق کر رہے ہیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں مذاق نہیں کرتا۔پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دعا فرمائی اور اس مردہ گائے کو اپنے پاؤں سے ٹھوکر ماردی اور آواز دی۔گائے زندہ ہوگئی اور کھڑی ہوگئی۔حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ عام لوگوں میں چلے گئے تا کہ کوئی آپ کو پہچان نہ سکے"۔ (شواہد النبوۃ از علامہ عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ)

☆۔وصال پاک:

امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ زندگی بھر سیاست سے کنارہ کش رہے اور اپنے آپ کو لوگوں کی تعلیم وتربیت وعظ وتبلیغ کے لیے وقف کیے رکھا۔آپ نے ۱۵ رجب ۱۴۸ ہجری ۷۶۵ء میں مدینہ منورہ میں وصال فرمایا اور جنت البقیع میں اس روضے میں آپ کی تدفین ہوئی جس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد امام باقر رضی اللہ عنہ اور امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ مدفون ہوئے۔آپ کی عمر ۶۸ سال تھی

سال ہے۔آپ کی تاریخ وفات میں تذکرہ نگاروں کا اختلاف ہے۔بعض نے ۱۴۹ ہجری/۷۶۶ء بھی تحریر کی ہے۔

☆۔مادہ تاریخ وفات:

''حق طلب''	اور	''دلیل جمال''	ہے
۱۴۹ ہجری		۱۴۸ ہجری	

(۹۷)

☆۔تعظیم وتوقیر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

''حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔حسن خلق کے سبب جلوت میں ان کے مزاج گرامی میں مزاح وتبسم زیادہ تھا۔مگر جب ان کے سامنے حضور سرورکائنات ﷺ کا ذکر بابرکت ہوتا تو ان کا رنگ زرد ہو جاتا اور میں نے ان کو حدیث رسول ﷺ بیان کرتے وقت کبھی بے وضو نہیں دیکھا۔میں عرصہ دراز تک ان کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا مگر جب بھی ان سے ملاقات ہوئی تو ان کو نماز میں مشغول پایا یا خاموش بیٹھے تدبر وتفکر میں یا قرآن حکیم کی تلاوت کرتے ہی پایا۔وہ خلوت میں بھی کبھی فضول اور بے معنی بات چیت نہیں کرتے تھے۔ھم عن اللغو معرضون مومن لغو اور بے ہودہ کاموں سے پرہیز کرتے ہیں (القرآن)علوم شرعیہ کے عالم باعمل اور خداترس تھے۔صاحب زُہد کامل اور بڑے متقی تھے۔آپ نہایت ہی باادب تھے۔(تہذیب)۔

☆۔ارشادات قدسیہ:

۱۔جس نے اللہ کو پہچانا اس نے ماسویٰ سے منہ پھیر لیا۔

۲۔علمائے شریعت پیغمبروں کے امین ہیں جب تک کہ بادشاہوں کے دروازوں پر نہ جائیں۔

۳۔جو شخص عبادت پر فخر کرے وہ گناہگار ہے اور جو معصیت پر اظہار ندامت کرے وہ فرمانبردار ہے۔

۴۔جو شخص اپنے رزق میں تاخیر پائے اسے طلب مغفرت زیادہ کرنی چاہیے۔

۵۔جب تجھ سے گناہ سرزد ہو جائے تو فوراً اپنے رب سے معافی مانگو کیونکہ گناہ پر اصرار کرنا کمال درجہ کی ہلاکت ہے۔

۶۔نیکی تین خصلتوں کے بغیر کامل و تمام نہیں ہوتی۔

i۔اسے جلدی کرنا

ii۔اسے چھوٹا سمجھنا

iii۔اسے چھپانا

۷۔نیک بختی کی علامت یہ بھی ہے کہ عقلمند دشمن سے واسطہ پڑ جائے۔

۸۔اللہ تعالیٰ نے دنیا کی طرف یہ حکم بھیجا کہ جو شخص میری خدمت کرے تو اس کی خدمت کر اور جو تیرا خادم بنے تو اسے تکلیف دے۔

(۷)

عارف یزدانی حبیب ربانی

حضرت خواجہ بایزید بسطامی

رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ عارفِ یزدانی، حبیب ربانی، سلطان العارفین حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: ۱۳۶ ہجری/۵۲-۷۵۳ء __________ بسطام (قومس ایران)

وصال: ۱۵ شعبان ۲۶۱ ہجری/۸۷۵ء __________ بسطام (ایران)

☆۔ تعارف وابتدائی حالات:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی "طیفور" ہے۔ لیکن آپ اپنی کنیت اور نسبت بایزید بسطامی کے نام سے زیادہ مشہور ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد شیخ عیسیٰ بڑے زاہد اور نیک نفس بزرگ تھے۔ لیکن افسوس کہ ان کی عمر نے وفا نہ کی اور انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت کے چند ماہ بعد ہی دارِ فانی سے رخت سفر باندھ لیا اور اس طرح آپ سایۂ پدری سے محروم ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دادا "سروشان" آتش پرست تھے جو بعد ازاں نار کو چھوڑ کر نور کی طرف آ گئے تھے اور زنار توڑ کر حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے تھے اور بقیہ عمر انہوں نے پرہیز گاری اور درویشی میں گزاری تھی۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے دو بڑے بھائی اور تھے اور وہ دونوں بڑے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ عمر میں چھوٹے تھے لیکن روحانی مرتبہ ومقام میں سب سے بڑھ گئے تھے۔

یہ مرتبہ بلند ملا جس کو ملا

علامہ ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ "وفیات الاعیان" میں رقم طراز ہیں کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے دو بھائی آدم رحمۃ اللہ علیہ اور علی رحمۃ اللہ علیہ تھے اور دونوں عابد اور زاہد تھے مگر بایزید ان دونوں سے زہد وعبادت میں سبقت لے گئے۔ قارئین محترم!

ان خاندانی حالات کے پیش نظر بجا طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ بایزید رحمتہ اللہ علیہ نے زُہد و تقویٰ تو ارث پایا تھا اور پاکیزہ ماحول کی روح پرور فضاؤں میں پروان چڑھے۔

پروفیسر اے۔جے۔آربری (A.J.ARBERRY) نے اپنی کتاب (MUSLIM SAINTS AND MYSTICS) میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ جب آپ ابھی ماں کے شکم میں ہی تھے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ اگر کبھی کوئی شبہ والا لقمہ کھانے لگتیں تو آپ رحمتہ اللہ علیہ پیٹ میں مضطرب ہو جاتے۔ چنانچہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ وہ لقمہ پھینک دیتیں۔ (MUSLIM SAINTS AND MYSTICS) شکم مادر میں یہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی پہلی کرامت تھی۔ یہی کرامت "تذکرۃ الاولیاء" اور "سفینتہ الاولیاء" میں بھی درج ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ پیدائشی ولی تھے۔ اگرچہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے یتیمی کی حالت میں پرورش پائی۔ لیکن کسے معلوم تھا کہ یہ یتیم بچہ آگے چل کر روحانیت اور شہرت کی انتہائی بلندیوں کو چھونے لگا اور بالآخر "سلطان العارفین" کہلائے گا۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

پاکباز ماں نے "طیفور" نام رکھا لیکن یہ شہبازِ طریقت مشہور اپنی کنیت اور نسبت "بایزید بسطامی" سے ہی ہوا۔

☆۔ولادت باسعادت:

آپ رحمتہ اللہ علیہ سن ولادت میں بڑا اختلاف ہے۔ بعض نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی تاریخ ولادت ۱۳۶ ہجری ا۷۵۳ء تحریر کی ہے۔ بعض نے ۱۲۸ اور ۱۳۱ ہجری بھی تحریر کی ہے کتاب "کارنامہ بزرگان ایران" میں در صدود ۱۸۸ ہجری تحریر ہے۔

علامہ فضل احمد عارف لکھتے ہیں کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے سال وفات کہ جس میں اختلاف کی گنجائش بہت کم ہے۔ کو سامنے رکھتے ہوئے سن ولادت ۱۸۸ ہجری درست معلوم ہوتا ہے کیونکہ ایک قول کے مطابق آپ نے ۷۳ سال عمر پائی تھی۔ علامہ ابن الجوزی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی عمر ۷۳ سال اور سن وفات ۲۶۱ ہجری تحریر کیا ہے۔ اس لحاظ سے آپ کی ولادت ۱۸۸ ہجری میں ہونا ثابت ہوتی ہے"۔

☆ تعلیم وتربیت:

"جب آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ہوش سنبھالا تو آپ کی والدہ ماجدہ نے شہر کی ایک مسجد میں آپ کو تعلیم کے لیے بھیج دیا۔ وہاں آپ رحمتہ اللہ علیہ قرآن پڑھتے رہے اور قرآن سیکھتے رہے۔ ایک روز آپ اپنے اُستاذِ محترم سے قرآن مجید پڑھ رہے تھے کہ سورۃ لقمان کی اس آیت پر پہنچے:

اَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ

۔یعنی میرا شکر کرو اور اپنے ماں باپ کا"۔

حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے استاد سے اس آیت کے معنی پوچھے۔ انہوں نے کہا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنا اور والدین کا شکر ادا کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے یہ معنی سنے تو حالت دگرگوں ہوگیا اور چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا۔ اپنے استاد محترم سے رخصت لے کر گھر آئے اور اپنی والدہ ماجدہ سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ شکر ادا کرو میرا اور اپنے والدین کا"۔ لیکن میں دو آقاؤں کا خادم کیسے بن سکتا ہوں ۔مجھ میں ہمت نہیں ہے یا تو مجھے خدا سے مانگ لو تاکہ مکمل طور میں تمہارا ہو جاؤں یا مجھے خدا کے لیے چھوڑ دو تاکہ پورے طور پر اسی کی بندگی کر سکوں۔ خدا رسیدہ ماں نے جواب

دیا: بیٹا "طیفور" میں اپنا حق چھوڑے دیتی ہوں اور تمہیں خدا کے لیے وقف کرتی ہوں جاؤ اور خدا کے بن کے رہو"۔

حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ نے ماں کا یہ جواب سنا تو بہت خوش ہوئے۔ اس کے بعد اپنے وطن کو خیرباد کہہ کر علم و معرفت کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔

☆۔تلاش علم و معرفت:

آپ رحمتہ اللہ علیہ بسطام سے نکلے اور ملکِ شام اور گردو نواح کے علاقوں کی طرف روانہ ہوئے۔ اور ایک روایت کے مطابق تقریباً تیس سال تک شام کے جنگلوں، صحراؤں اور بیابانوں میں ریاضت ومجاہدہ کرتے رہے۔ اور زیادہ تر بھوکے رہتے تھے۔ قریہ بہ قریہ شہر بہ شہر پھرتے رہے اور متعدد علماء ومشائخ سے ظاہری وباطنی علم سیکھا۔ "سیرو فی الارض" کے مصداق سفر و سیاحت بجائے خود ری تعلیم سے زیادہ علم و آگہی، بصیرت اندوزی اور عبرت پذیری کا باعث ہے۔ کیونکہ زمین کے چپے چپے پر عبرت کے بے شمار نشان موجود ہیں اور ذرے ذرے پر عروج و زوال کی بجائے کتنی داستانیں بکھری پڑی ہیں۔

نہ ہے قبر دارا، نہ گور سکندر — مٹے ناموں کے نشاں کیسے کیسے

☆۔اساتذہ و شیوخ:

آپ رحمتہ اللہ علیہ کے اساتذہ کرام کی تعداد خاصی زیادہ ہے۔ دورانِ سفر میں ایک سو تیرہ اولیا اللہ اور مشائخ عظام کی زیارت کی اور ظاہری وباطنی فیض وبرکات سے مالا مال ہوئے۔ (تذکرۃ الاولیاء) یہ تعداد آپ کی علمی استعداد، طلب صادق اور محنت شاقہ کی

نشاندہی کرتی ہے۔ شیخ عطاء نے بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ کے اساتذہ کرام کی تعداد ۱۱۳ عی لکھی ہے"

بعض بزرگوں کی خدمت میں اگرچہ خود حاضر نہیں ہو سکے۔ تاہم غائبانہ طور پر ان سے بھی فیض یاب ہوئے۔ لیکن آپ کے کمالات ومقامات کی تکمیل اویسیہ طریقہ سے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی روحانیت سے ہوئی۔ اور ایسے کمالات ومقامات حاصل کیے کہ "سلطان العارفین" کے عظیم اور زندہ جاوید لقب سے نوازے گئے۔ صاحب رشحات لکھتے ہیں کہ حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے اویسی ہیں۔ اُردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد اوّل پر درج ہے کہ "تصوف میں بایزید" کے اُستاد ابو علی السندی رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ جنہوں نے آپ کو "وحدت بری" سے متعارف کیا۔ وہ عربی نہیں جانتے تھے۔ (ص ۹۳۲)

انگریز مستشرق پروفیسر نکلسن (R.A.NICHOLSON) نے اپنے مقالے میں جو کہ "جرنل آف رائل ایشیاٹک سوسائٹی ۱۹۰۶ء میں چھپا ہے" (JOURNAL OF ROYALASIATIC SOCIETY 1906) تحریر کیا ہے کہ حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ کے تصوف میں استاد ایک کرد تھے۔ اور تصوف وطریقت اختیار کرنے سے پہلے آپ رحمتہ اللہ علیہ فقہ میں "اصحاب الرائے" کے مسلک پر تھے۔ لیکن طریقت پر چلنے کے بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ نے کسی خاص مسلک فقہ کی پابندی اور تقلید سے اپنے آپ کو بلند کر لیا" اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعد ازاں آپ ہر اُس فتویٰ پر عمل کرتے تھے جو تقویٰ اور زیادہ احتیاط پر مبنی ہوتا اور یہی بھی اہلِ طریقت کا طریقہ ہے۔ اسلامی انسائیکلو پیڈیا کے فاضل مصنف کے بیان کے مطابق آپ رحمتہ اللہ علیہ فقہ میں "حنفی

المذاہب" تھے۔

☆۔شجرہ طریقت:

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا شجرہ طریقت یوں ہے: بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ۔۔۔۔حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ۔۔۔۔حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ۔۔۔حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ"

☆۔سفرِ حج مبارک وزیارت مدینہ منورہ:

"سیاحت کے دوران حضرت بایزید غالباً خراسان میں تھے کہ حج کا ارادہ کیا۔زادِ راہ تقویٰ ساتھ لیا اور سفر کا آغاز کر دیا۔عاشق در محبوب تک سر کے بل چل کر جانے کا دعویٰ کرتے رہے ہیں کوئی اور کوچہء جاناں میں سر کے بل چل کر گیا ہو یا نہ گیا ہو بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ ضرور گئے ہیں"۔

صاحب تذکرۃ الاولیاء کے مطابق بایزید رحمتہ اللہ علیہ بارہ سال میں خانہ خدا تک پہنچے ۔جاتے ہوئے یہ کہتے جاتے تھے "یہ دنیا کے کسی بادشاہ کی چوکھٹ نہیں ہے کہ اس جگہ ایک بار دوڑتے ہوئے پہنچ جائیں"۔(بعض روایات کے مطابق آپ رحمتہ اللہ علیہ سفر حج میں قدم قدم پر سجدہ کرتے ہوئے خانہ خدا پہنچے)خانہ خدا میں کیا کچھ دیکھا؟اس کے متعلق سیّد علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ "کشف المحجوب" میں حضرت بایزید کا ایک قول نقل کر کے انکشاف کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:"پہلی بار جب میں زیارت کعبہ سے مشرف ہوا تو وہاں میں نے گھر کو تو خوب دیکھا لیکن گھر والا نظر نہیں آیا۔پس میں سمجھا کہ میرا حج ابھی قبول نہیں ہوا۔دوسری دفعہ مکہ معظمہ گیا تو گھر والا بھی دیکھا اور گھر بھی دیکھا۔

تیسری دفعہ حج پر گیا تو گھر والے کا خوب مشاہدہ کیا اور گھر کہیں دکھائی نہیں دیا۔

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور عاشقوں کے انداز نرالے ہوتے ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ حج کے ساتھ ہی زیارت مدینہ سے فراغت حاصل کرلی جائے۔ چنانچہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے جب حج کیا تو مدینہ منورہ نہیں گئے اور کہنے لگے۔ "یہ ادب نہیں کہ زیارت مدینہ کو زیارت مکہ کے ماتحت رکھ دیا جائے۔" لہٰذا اگلے سال دیار رسول ﷺ کے لیے الگ خراسان سے رخت سفر باندھا۔ روضہ رسول ﷺ پر حاضری دی۔ آنکھیں اشکبار تھیں اور زبان پر درود وسلام کے پاکیزہ الفاظ دیر تک روتے رہے اور سلام پڑھتے رہے۔۔۔۔ اتنے میں اونگھ سی آ گئی۔ دیکھا تو نظروں کے سامنے حضور سرورِ کائنات ﷺ جلوہ فروز ہیں اور فرما رہے تھے

"بایزید رحمتہ اللہ علیہ اُٹھو اور اپنی ماں کی جا کر خدمت کرو"

☆۔ والدہ ماجدہ کی خدمت میں:

زیارت مدینہ سے فارغ ہو کر بسطام پہنچے۔ رات ڈھل چکی تھی۔ گھر کے دروازے پر پہنچے تو آپ رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ کی آواز آہستہ آہستہ آ رہی تھی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے کان لگا کر سنا تو والدہ ماجدہ کہہ رہی تھیں۔ اے باری تعالیٰ میرے پردیسی بیٹے کو نیک بنا اور اسے خیر و عافیت کے ساتھ رکھ۔ اور اس سے بزرگوں کے دل خوش کر دے اور اپنی مہربانی سے اس کے کمالات کو خوب سے خوب تر بنا دے۔۔۔" آپ رحمتہ اللہ علیہ نے دروازے پر دستک دی۔ ماں نے پوچھا کون ہو؟" جواب دیا" آپ کا پردیسی بیٹا!" ماں کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے بھرائی ہوئی آواز میں کہنے لگیں۔ اے طیفور! تمہاری جدائی سے میری کمر دوہری ہو گئی ہے اور آنکھیں خراب ہو گئیں ہیں۔ حضرت بایزید رحمتہ اللہ

علیہ اس کے بعد گھر میں مقیم رہے اور والدہ کی خدمت میں سرگرم رہے۔ فرماتے ہیں "جس کام کو میں تمام کاموں کے بعد سمجھتا تھا' درحقیقت اسے سب پر اولیت حاصل ہے اور وہ ماں کی خدمت اور رضا جوئی تھی۔" مزید ارشاد فرمایا کہ جو کچھ میں تمام ریاضتوں مجاہدوں' خدمت اور پردیس میں تلاش کرتا رہا وہ سب کچھ ماں کی خدمت میں مل گیا۔ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ والدہ محترمہ نے فرمایا کہ آدھا دروازہ بند کر دو میں صبح تک سوچتا رہا کون سا آدھا دروازہ بند کر دوں۔ دلیاں یا بایاں تا کہ والدہ محترمہ کے حکم کی خلاف ورزی نہ ہو۔ اس طرح میں نے ساری رات آنکھوں میں کاٹ دی اور سحر کے وقت وہ سب کچھ پالیا جو کچھ میں مدتوں سے تلاش کرتا پھرتا تھا۔ سبحان اللہ!

☆۔ وفات حسرت آیات:

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۵ شعبان ۲۶۱ ہجری بمطابق ۸۷۵ء کو وصال فرمایا۔ بعض تذکرہ نگاروں نے آپ کا سن وفات ۲۳۴ ہجری اور ۲۶۹ ہجری بھی تحریر کیا ہے۔ لیکن ہمارے خیال میں یہ سالِ وفات درست نہیں ہے"۔

"آپ کا مزار اقدس بسطام میں عی ہے اور مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں آپ آسودہ خواب ہیں وہاں اب "گورستانِ طیفور" کے نام سے ایک قبرستان عالم وجود میں آ گیا مزار اقدس پر ایک قبہ ہے جو کہ ایک تاتاری حکمران کے اظہار عقیدت کی یادگار ہے۔ جرمن مستشرق "کارل بروکمان" اور "انگریزی انسائیکلو پیڈیا آف اسلام" کے مقالہ نگار کے مطابق یہ قبہ تاتاری حکمران "الجائتو" نے ۷۰۰ ہجری/۱۳۰۰۔۰۱ء میں تعمیر کرایا تھا۔ آپ کی عمر مبارک میں تذکرہ نگاروں کا اختلاف ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی عمر مبارک ۷۳ اور ۷۵ سال کے درمیان بتائی جاتی ہے۔ بعض نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی عمر

۱۴۵ سال، ۱۴۸ سال اور ۱۳۳ سال بھی تحریر کی ہے۔

☆۔مادہ تاریخ رحلت:

"اکرم"	"نور احمد"	"محبوب احد"
	(۱۳۶)	
۲۶۱ ہجری	۲۶۹ ہجری	۲۶۹ ہجری

☆۔تقویٰ پرہیز گاری:

"ایک روز آپ ذوقِ عبادت حاصل نہیں ہو رہا تھا۔خادم کو حکم دیا کہ معلوم کرو کہ آج گھر میں کیا چیز موجود جو سوہانِ روح بن گئی ہے۔معلوم ہوا کہ ایک خوشہ انگور رکھا تھا۔فرمایا: اسے فوراً کسی کو دے دو۔میرا گھر میوہ فروش کی دوکان نہیں ہے۔چنانچہ وہ خوشۂ انگور دینے کے فوراً بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ کی عبادت میں لذت وسرور پیدا ہوگیا۔

☆۔حکیم الامت علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کے حضور:

حضرت علامہ محمد اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے دیگر صوفیاء کبار کے ساتھ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر کئی جگہ کیا ہے جیسے:

زائرانِ ایں مقام ارجمند　　پاک مرداں از مقامات بلند

پاک مرداں چون فضیل و بوسعید　　عارفاں مثل جنید و بایزید

بالِ جبریل میں کہتے ہیں:

عجب نہیں کہ مسلماں کو پھر عطا کر دیں　　شکوہِ سنجر و فقر جنید و بسطامی

قبل ازیں ذکر کیا جا چکا ہے کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ عاشقِ رسول اور طالب حق تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ تصوف (طریقہ طیفوریہ) بھی عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خصوصی طور پر مربوط ہے۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے "مثنوی اسرارِ خودی" میں لکھا ہے کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اس قدر عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سنت کی پیروی کرنے والے تھے کہ خربوزہ نہ کھاتے تھے کیونکہ اس پھل کے کھانے کا مسنون طریقہ انہیں معلوم نہ تھا۔ اس کامل تقلید کا نام "عشق" ہے۔

☆۔ ارشادات و فرمودات قدسیہ:

ا۔ "نیکوں کی صحبت نیک کام کرنے سے بہتر ہے اور بدوں (بروں) کی صحبت برے کام کرنے سے بدتر ہے۔"

۲۔ "جہاں کہیں تم ہو گے اللہ تعالیٰ تمہارے حال سے باخبر ہے۔ پس اس سے ڈرتے رہو اور اس کی نافرمانی سے بچتے رہو۔"

۳۔ "اگر کسی بد اخلاق کے ساتھ کے رہنے کا موقع ملے تو تم اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔ خوش خلقی خدا کے نزدیک کرتی ہے اور بد خلقی خدا سے دور پھینک دیتی ہے۔"

۴۔ عارف کسی چیز سے بجز وصال خوش نہیں ہوتا (تذکرۃ الاولیاء)

۵۔ "جو شخص خدا کی معرفت رکھتا ہے وہ اپنی زبان ذکرِ الٰہی کے سوا کسی بات کے لیے نہیں کھولتا" چالیس سال ہونے کو ہیں میں نے مخلوق سے کوئی بات نہیں کی۔ (شرح تعرف)

۶۔ اللہ تعالیٰ کی یکتا ذات سے عشق کرنے والے لوگ جنت وغیرہ کی کوئی خواہش نہیں رکھتے اور ایسے اہل محبت اپنی محبت کی یکسوئی کے باعث مخلوقات سے پوشیدہ اور در پردہ

رہتے ہیں۔ (کشف المحجوب)

۷۔ عارف کا لوئی مقام یہ ہے کہ اوصافِ خداوندی کا مظہر ہو جائے۔

(حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کے تفصیلی حالات کے لیے کتاب "تذکرہ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ" ملاحظہ فرمائیں)

(۷)

قطب ربانی

خواجہ ابوالحسن خرقانی

رحمۃ اللہ علیہ

۷۔قطب ربانی

غوثِ صمدانی ' عاشق یزدانی حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ

ولادت: ۳۵۲ھ/ ۹۶۳ء ــــــــــــ خرقان (ایران)

وصال: ۴۲۵ھ/ ۱۰۳۳ء ــــــــــــ خرقان (ایران)

☆۔تعارف:

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا اسم گرامی علی اور کنیت سامی "ابو الحسن" ہے۔والد ماجد کا نام جعفر رحمتہ اللہ علیہ تھا۔جو کہ شرفاءِ خرقان سے تھے۔آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت با سعادت ایران کے علاقہ خرقان سے ہوئی۔اسی نسبت سے آپ رحمتہ اللہ علیہ "خرقانی" کہلاتے ہیں۔آپ رحمتہ اللہ علیہ مادرزاد ولی تھے۔آپ رحمتہ اللہ علیہ کی پیدائش سے کئی سال پہلے سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی نے آپ کے متعلق بشارت دی تھی۔"

حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: "ایک روز بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ جنگل میں جا رہے تھے۔جب قصبہ "خرقان" پہنچے تو ٹھہر گئے اور بو سونگھنے لگے۔لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمانے لگے۔"یہاں ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام "ابو الحسن خرقانی" ہوگا۔میری وفات کے اتنے سال بعد پیدا ہوگا اور میری قبر پر آ کر مجھ سے مستفیض ہوگا۔(نافع السالکین)

ایک دوسری روایت میں حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا کہ میری پیدائش کا اصل مقصد بھی یہی ہے کہ میں فیضِ باطنی اس تک پہنچا دوں اس میں تین باتیں مجھ سے زیادہ ہوں گی۔

۱۔ اس پر عیال داری کا بوجھ ہوگا۔

۲۔ وہ کھیتی باڑی کرے گا۔

۳۔ وہ درخت لگایا کرے گا۔(چنانچہ سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی یہ پیش گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی)

☆۔ولادت باسعادت:

"آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۳۵۲ھ/۹۶۳ء میں ہوئی۔بعض تذکرہ نگار آپ کا سن ولادت ۳۳۹ ہجری یا ۳۴۰ ہجری بھی لکھتے ہیں۔اور اس سے کم اور بیش بھی لکھتے ہیں۔"

☆۔نسبت باطنی:

"حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت اگرچہ حضرت بایزید بسطامی کی وفات کے بعد ہوئی۔لیکن روحانی فیض تمام تر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت بایزید بسطامی سے علی طریق اویسیت حاصل کیا۔شہزادہ دارا شکوہ رقمطراز ہے کہ:"حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ کو تصوف وطریقت میں فیض حضرت شیخ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل ہوا اور شیخ علی ہجویری داتا گنج بخش کو حضرت بایزید اور حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ سے تعلق خاطر حاصل ہے۔کیونکہ شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمتہ اللہ علیہ کی نسبت حضرت خرقانی رحمتہ اللہ علیہ کے ذریعے سے حضرت شیخ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ تک پہنچتی ہے جب کہ سید علی ہجویری ابتدا میں شیخ گرگانی کی صحبت میں رہے ہیں۔"(سفینتہ اولیاء)

☆۔ریاضت ومجاہدہ:

"جب آپ نے ہوش سنبھالا تو بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مقدس کا شہرہ سن کر باقاعدگی سے حاضر ہونا شروع کردیا۔"خرقان" سے مزار شریف (بسطام) کا فاصلہ تین فرسنگ ہے آپ بارہ سال تک متواتر عشاء کی نماز خرقان میں با جماعت ادا فرما کر مزار شریف پر تشریف لے جاتے اور ساری رات ذکروفکر اور مراقبہ میں گزار کر اسی وضو سے صبح کی نماز خرقان میں واپس آکر ادا فرماتے۔اسی طرح آپ رحمتہ اللہ علیہ نے سلوک وتصوف کی تمام منازل طے کرلیں اور معرفت کے اعلی مقامات پر پہنچے۔مزار اقدس پر یہ دعا کرتے:" اے اللہ! جو خلعت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے۔اس میں سے ابوالحسن کو بھی عطا فرما۔"

☆۔سلسلہ طریقت:

"خواجہ مولانا بن روز جہاں اصفہانی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت شیخ عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ کے وصیت نامہ کی شرح کی رو سے ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ کا سلسلہ بیعت چند واسطوں سے حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ تک اس طرح بھی ملایا ہے۔حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ ــــــ حضرت ابومظفر مولانا ترک طوسی رحمتہ اللہ علیہ حضرت خواجہ اعرابی یزید عشقی رحمتہ اللہ علیہ ــــــ خواجہ محمد مغربی رحمتہ اللہ علیہ ــــــ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ "اور شیخ المشائخ ابوالعباس قصاب آملی قدس سرہ (م۔۳۷۰ ہجری) فرماتے تھے کہ "ہمارے بعد ہمارا یہ بازار (سلسلہ تصوف) خرقانی سنبھالیں گے۔" چنانچہ آپ کی وفات کے بعد ایسا ہی ہوا۔اور حضرت خرقانی رحمتہ

اللہ علیہ کے پاس زمانے نے رجوع کیا۔ اور فیض پایا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت میں یکتائے زمانہ، غوثِ روزگار اور قبلۂ عصر تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے زمانہ میں طالبانِ طریقت کا سفر آپ رحمتہ اللہ علیہ کے پاس ہوتا تھا۔ (طبقات الصوفیہ ص ۴۰۸، حضرت القدس اُردو ص ۱۰۶، خزینۂ معرفت ص ۳۶)

☆ تواضع و عاجزی:

"ایک دفعہ آپ بہت سے درویشوں کے ساتھ خانقاہ میں تشریف فرما تھے۔ سخت تنگی کا زمانہ آ گیا۔ اور آپ رحمتہ اللہ علیہ سات دن سے فاقہ کر رہے تھے۔ ایک شخص آٹے کی بوری اور ایک بکری لے کر خدمت میں حاضر ہوا اور آواز دی کہ میں یہ آپ تمام صوفیوں کے لیے لایا ہوں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے درویشوں سے فرمایا: "تم میں سے جو صوفی ہو وہ لے لے۔ میری ہمت تو نہیں پڑتی کہ صوفی ہونے کا دعویٰ کروں" یہ سن کر کسی نے بھی نہ لیا اور وہ شخص واپس چلا گیا۔"

☆ مہمان نوازی:

"اگرچہ عربوں کی مہمان نوازی ضرب المثل ہے۔ مگر آپ رحمتہ اللہ علیہ بھی اتنے اعلیٰ درجے کے مہمان نواز تھے کہ آپ کی مہمان نوازی کا چرچا زبان زدِ عام تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر دنیا کی ساری نعمتوں کا لقمہ بنا کر مہمان کے منہ میں رکھ دیا جائے تو پھر بھی مہمان نوازی کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ نیز فرمایا کرتے تھے کہ اس چیز کو برداشت کر سکتا ہوں کہ دنیا میں قرضے کے بوجھ تلے دب جاؤں اور دنیا سے قرض دار کی حیثیت سے جاؤں اور روزِ قیامت قرض خواہ مجھے پکڑے اور رقم طلب کرے۔ مگر میں یہ

گوارا نہیں کر سکتا کہ میرا مہمان آئے اور میں اس کی مہمان نوازی نہ کروں ۔میرے پاس کوئی سائل آئے اور میں اس کے سوال کو پورا نہ کروں ۔"

☆ ۔فضائل ومناقب:

"حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ مشائخ کے سلطان' اوتاد وابدال کے قطب اور اہل طریقت وحقیقت کے پیشوا تھے ۔توحید ومعرفت میں کمال کے درجہ پر فائز تھے ۔آپ رحمتہ اللہ علیہ کے شب وروز ہمیشہ ریاضت ومجاہدہ اور حضور ومشاہدہ میں مستغرق گزرتے تھے ۔آپ رحمتہ اللہ علیہ فیض ومعرفت کا منبع ومخزن تھے اور آپ کی عظمت وبزرگی مسلمہ ہے ۔

حضرت سید علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ آپ کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں :"ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ صوفیوں کے قدیم اجلہ مشائخ میں شمار کیے جاتے ہیں اور اپنے وقت میں تمام اولیاء کے ممدوح تھے ۔شیخ ابوسعید رحمتہ اللہ علیہ نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کا قصد کیا اور ان سے طویل ملاقاتیں کیں ۔" (کشف المحجوب) حضرت شیخ (استاذ) ابو القاسم القشیری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں "ولایت خرقان" میں آیا تو بزرگ (پیر خرقانی رحمتہ اللہ علیہ) کے دبدبہ اور دہشت سے میری فصاحت وبلاغت رخصت ہو گئی ۔میں نے خیال کیا کہ شاید میں اپنی ولایت سے معزول ہو گیا ہوں ۔ (کشف المحجوب)۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کے اکثر ہم عصر اولیاء اللہ اور علماء کرام استفادہ کے واسطے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے ۔آپ رحمتہ اللہ علیہ نہایت ہی مستند روایات کے ساتھ حدیث شریف کا درس دیا کرتے تھے ۔اگرچہ آپ رحمتہ اللہ علیہ ظاہری طور پر علم و

حدیث کسی سے نہ پڑھا تھا۔ مگر اس سلسلے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو "علم لدنی" حاصل تھا۔

☆۔ سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اور ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ:

سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ (بقول لین پول ۳۸۸ ہجری / ۹۸۸ء میں سریر آرائے سلطنت ہوا) آپ کا مرید خاص تھا۔ اور ہندوستان پر حملوں کے پیچھے آپ (ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ) کی اجازت، رہنمائی اور روحانی امداد کارفرما تھی۔"

وضاحت:

تاریخی کتب میں ہے کہ ہندوستان پر ایک حملے (یہ کالنجر پر حملہ کا واقعہ معلوم ہوتا ہے جو ۴۱۰ ہجری / اکتوبر ۱۰۱۹ء کے بعد کیا گیا) کے دوران لڑائی سے پہلے جب سلطان محمود رحمۃ اللہ علیہ نے دشمن کی ٹڈی دل افواج کے مقابلے میں اپنی افواج کو کمزور دیکھا۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک گوشہ تنہائی میں اپنے خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا عطا کردہ خرقہ مبارک آگے رکھ کر اور سر سجود ہو کر خرقہ کا واسطہ دے کر گڑگڑا کر فتح کے لیے یوں دعا کی:

"یا اللہ! اس خرقہ کی آبرو کے طفیل اور صدقے تو مجھے ان کافروں پر فتح عطا فرما، میں یہاں سے جو مال غنیمت حاصل کروں گا وہ سب درویشوں اور محتاجوں میں تقسیم کر دوں گا۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ سلطان محمود رحمۃ اللہ علیہ کو فتح حاصل ہوئی۔ اور بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ اسی طرح سلطان محمود رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی فرما رہے ہیں: اے محمود! تو نے ہمارے خرقہ کی آبرو ضائع کر دی اگر تو اس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ تمام کفار مسلمان ہو جائیں تو بفضلِ ربی سب مسلمان ہو جاتے۔ سبحان اللہ! کیا شانِ اولیاء اللہ ہے۔

نوٹ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۴، ص ۴۸ پر خرقہ کا ذکر نہیں جب کہ "خزینہ معرفت

"(از صوفی محمد ابراہیم قصوری) میں "سومنات" کا ذکر ہے۔

کراماتِ بابرکات:

"آپ کی بہت سی کرامات میں سے ہم صرف تبرک کے طور پر ایک پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ شیخ بوعلی سینا آپ رحمتہ اللہ علیہ کی شہرت کا سن کر "خرقان" پہنچے۔ مگر آپ گھر سے باہر کہیں گئے ہوئے تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی بیوی سے پوچھا: شیخ ابو الحسن خرقانی کہاں ہیں؟ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی بیوی نے کہا اس جھوٹے اور کذاب سے تمہیں کیا کام ہے؟ ان الفاظ سے بوعلی سینا پریشان ہو گئے اور بدظن ہو کر جنگل کی طرف چل پڑے۔ دیکھا کہ ابو الحسن خرقانی ایک شیر کی پشت پر لکڑیاں رکھے ہوئے آ رہے ہیں۔ بوعلی سینا کے اوسان خطا ہو گئے اور عرض کیا حضرت یہ کیا معاملہ ہے؟ آپ نے فرمایا اگر ہم اس عورت کی باتوں کا بوجھ نہ اٹھائیں (باتیں برداشت نہ کریں) تو شیر ہمارا بوجھ کب اٹھا سکتے ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: دنیا کے معاملات اسی طرح سے چلتے ہیں۔ ان کی کچھ پرواہ نہ کرنی چاہیے اور اپنے دل کو خدا کی ہی طرف ہی مخاطب کرنا چاہیے۔ ایک دن ایسا آئے گا کہ سب کام ٹھیک ہو جائیں گے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی یہ کرامت دیکھ کر اور ملفوظات سن کر ممتحن بن کر آنے والے بوعلی سینا معتقد اور شاگرد بن کر واپس ہوئے۔ (انوار اولیاء)

بزرگوں نے ارشاد فرمایا کہ "اگر گھر والے یا رشتہ دار درویش کا کہا مانیں اور موافقت کریں تو ان کو دوسروں کی نسبت زیادہ حصہ دیا جاتا ہے۔ اگر بدقسمتی سے وہ درویش کی مخالفت کریں تو وہ دوسروں سے زیادہ محروم رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو موافقت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وصالِ پُر ملال:

"آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی وفات سے قبل یہ وصیت فرمائی کہ میری قبر تیس گز گہری کھودنا تاکہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر سے اونچی نہ رہے۔کیونکہ "خرقان" کا علاقہ بسطام سے اونچی جگہ پر واقع ہے۔اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ پسند نہ فرمایا کہ مرید (روحانی شاگرد) کی قبر اپنے پیر و مرشد کے مزار اقدس سے اونچی رہے۔ یہ کمال ادب ہے۔چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔" ع با ادب با مراد آپ کی وفات شب عاشورہ ۴۲۵ ہجری/۱۰۳۳ء میں ہوئی۔اور ۱۰محرم الحرام کے دن "خرقان" میں مدفون ہوئے۔ آپ کا مزار اقدس آج تک مرجع خاص و عام ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وفات میں بھی بعض تذکرہ نگاروں نے اختلاف کیا ہے۔۱۰محرم الحرام کی بجائے ۱۵رمضان المبارک اور ۴۲۵ کی بجائے ۴۲۸ ہجری بھی تحریر کی ہے۔

مادہ تاریخ وفات:

"شاہ واحسن"	"نورِ حقانی"	"واصل رحمٰن"
۴۲۵ہجری	۴۲۵ہجری	۴۲۵ہجری

قطعہ تاریخ رحلت:

شاہ خرقانی جناب ابوالحسن　　یافت چون از دہر در جنت مکاں
سالِ وصلش بوالحسن صدیق داں　　میشود از خامہ "مرور" عیاں

مزارِ مقدس پر دعا کی مقبولیت:

"مشہور ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "جو شخص میرے مزار کے پتھر پر ہاتھ رکھ کر

دعا مانگے وہ قبول ہو جائے گی۔ اور یہ بات تجربہ میں آچکی ہے۔ وفات کے دوسرے دن علی الصبح ایک بجلی سی چمکی اور لوگوں نے دیکھا کہ ایک سفید پتھر آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر رکھا ہوا ہے۔ حکیم الامت علامہ محمد اقبال رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کیمیا پیدا کن از مشت گلے

بوسہ زن بر آستان کاملے

ارشادات قدسیہ:

۱۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی اس دن صوفی ہوگا جب دن کو اس آفتاب کی حاجت نہ رہے۔ اور رات کے وقت اسے چاند ستاروں کی ضرورت نہ رہے۔ نفحات الانس۔ ص ۲۷۵)

۲۔ آپ سے پوچھا گیا کہ "اخلاص" کیا ہے؟ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو کچھ تم خدا کے لیے کرو اخلاص ہے اور جو کچھ مخلوق کے لیے کرو وہ "ریا" ہے۔

۳۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کبھی ایسے آدمی کے ساتھ صحبت مت رکھو کہ تم اللہ اللہ کرو اور وہ دوسری باتیں کرے۔ (حضرت عبداللہ انصاری رحمتہ اللہ علیہ کے اس ارشاد کا مفہوم اس شعر میں ادا فرمایا ہے:

با کسے صحبت مدار اے دیدہ ور!

تو خدا گوئی و او چیزے دگر!

۴۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بہت سے آدمی ایسے ہیں کہ زمین پر چلتے لیکن مردہ ہیں اور بہت سے آدمی ایسے ہیں کہ وہ زمین کے اندر سوتے ہیں مگر وہ زندہ ہیں۔ (یعنی فقیر کی قبر بھی زندہ ہوتی ہے۔ اولیاء اللہ موت کے بعد قبر میں سوتے ہوئے بھی فیض

رسائی کرتے ہیں اور یہ سچے درویش کی نشانی ہے۔ بقول سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ:

نام فقیر تنہاں دا باہو رحمتہ اللہ علیہ   قبر جنہاں دی جیوے ھو۔

۵۔آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: "سب سے افضل امور ذکر الہٰی سخاوت' تقویٰ اور محبت اولیاء ہیں اور فرمایا: مرید اپنے مرشد کی جس قدر خدمت کرتا جاتا ہے اس کے مراتب بڑھتے جاتے ہیں۔

۶۔آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علمائے کرام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں۔ اور اولیائے کرام آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کے مظہر ہیں۔ وہ علمی وارث ہیں اور یہ (اولیاء) عملی وارث ہیں کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے درویشی اختیار فرمائی تھی۔

۷۔آپ رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ صوفی کون ہے؟ فرمایا کوئی شخص گدڑی اور سجادہ (جانماز) کی وجہ سے صوفی نہیں ہو سکتا۔ اور نہ صوفیوں کی عادتیں اور رسوم اختیار کر لینے سے صوفی وہی ہے جو نہ ہو اور" فانی فی اللہ "ہو۔

۸۔آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: صدق یہ ہے کہ دل سے بات کہے یعنی آدمی وہ بات کہے جو اس کے دل میں ہو۔

(۹)

شیخ ابو علی فارمدی طوسی

رحمۃ اللہ علیہ

۹۔امام المتقین، واقف علم جلی وخفی خواجہ خواجگان

حضرت شیخ ابوعلی فارمدی طوسی رحمتہ اللہ علیہ

ولادت: ۴۰۷ ہجری ــــــــــــــــــ فارمد (طوس)

وصال: ۴ ربیع الاول ۴۷۷ ہجری ــــــــــــ طوس شریف

☆۔تعارف:

”آپ کا اسم گرامی سید فضل اور کنیت ابو علی ہے۔آپ کے والد محترم کا نام نامی حضرت محمد بن علی رحمتہ اللہ علیہ تھا جو کہ ”فارمد“ میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔عالم اجل تھے اور بہت سی مخلوقات ان کی گرویدہ تھی“۔

☆۔ولادت باسعادت وتاریخ ولادت:

”آپ طوس کے نزدیک فارمد نامی ایک قریہ (گاؤں) میں پیدا ہوئے اور اسی گاؤں کی نسبت سے آپ کو فارمدی کہا جاتا ہے۔آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۴۰۷ ہجری میں ہوئی تھی۔آپ کے تاریخ ولادت میں اختلاف پایا جاتا ہے بعض نے ۴۳۴ ہجری اور ۴۳۲ ہجری بھی تحریر کی ہے۔صاحب تذکرہ مشائخ نقشبندیہ اور رسالہ قشیریہ کے مترجم ڈاکٹر پیر محمد حسن صاحب نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کا سن ولادت ۴۰۷ ہجری ہی تحریر کیا ہے۔

ہمارے خیال کے مطابق یہی قول ۴۰۷ ہجری زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ حضرت ابو الحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ۴۲۵ ہجری میں ہوا۔اگر آپ (ابو علی فارمدی) کی تاریخ ولادت ۴۳۴ ہجری تسلیم کرلی جائے تو پھر حضرت شیخ ابو الحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ

سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت ثابت نہیں ہوتی"۔

☆۔تحصیل علوم ظاہری:

"بچپن ہی سے تعلیم کا بے حد شوق تھا جو آپ کو طوس سے نیشا پور لے گیا۔ وہاں آپ مدرسہ علوم اسلامیہ میں داخل ہو گئے اور بڑی جانفشانی سے علوم کی تحصیل کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ ابو حامد غزالی کبیر رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی۔ ابو عبد اللہ بن باکو شیرازی رحمۃ اللہ علیہ، ابو منصور تمیمی رحمۃ اللہ علیہ، ابو عبد الرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ، ابو عثمان صابونی رحمۃ اللہ علیہ سے سماع حدیث کیا۔ وعظ و تذکیر میں آپ امام ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔ اور امام موصوف آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بڑی خاص توجہ سے پڑھایا کرتے تھے۔ اگرچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ علم فقہ، حدیث اور تفسیر میں کامل اور مکمل ہو چکے تھے۔ مگر ہر وقت کسی مرد خدا کی تلاش میں رہتے تھے۔

☆۔شیخ ابو سعید ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

"ایک دفعہ حضرت شیخ ابو سعید ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہ درویشوں کے ہمراہ نیشا پور تشریف لائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کے نورانی چہرے پر فریفتہ ہو گئے۔ اور دل کھو بیٹھے چونکہ طبیعت میں بچپن ہی سے حب درویشاں غالب تھی اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ انہی کے ہو کر رہ گئے۔ ہر مجلس میں نہایت ادب و محبت سے حاضر ہوتے تھے۔ ان مجالس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اطمینان قلب نصیب ہو گیا۔ اور عجیب و غریب باتیں ظاہر ہونے لگیں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام حالات کو اپنے استاد محترم ابو القاسم القشیری رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا تو وہ بہت خوش

ہوئے اور مبارک باد دی"۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایک دن میں گھر پر تھا کہ یکا یک میرے دل میں حضرت ابو سعید ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہ کی محبت کا جذبہ موجزن ہوا۔ دل چاہتا تھا کہ ابھی اڑ کر آپ کے قدموں میں چلا جاؤں میں نے طبیعت کو بہت روکا مگر کچھ بس نہ چلا آخر کار میں آپ کے در دولت پر پہنچا۔ شیخ کی زیارت نصیب ہوئی اور بعد ازاں جب مجلس شروع ہوئی تو میں ایک کونہ میں چپ چاپ بیٹھ گیا مجلس میں ذکر کے وقت ایسی کیفیت طاری ہوگئی کہ حضرت ابو سعید ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہ کو وجد ہوگیا۔ آپ نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور اللہ اللہ کہتے ہوئے رقص کرنے لگے۔ کافی دیر کے بعد جب آپ کو ہوش آئی تو لباس تبدیل فرما کر اپنے پیراہن کا ایک ٹکڑا ہاتھ میں لے کر آواز دی ابو علی فارمدی کہاں ہے؟ جلدی حاضر ہو جائے۔ جب میں نے آواز سنی تو حیران رہ گیا کیونکہ حضرت شیخ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ میرے نام سے واقف نہ تھے۔ چنانچہ میں ڈرتا ڈرتا حاضر ہوا آپ نے میرے حال پر نہایت ہی مہربانی فرمائی اور وہ ٹکڑا مجھے عطا کیا اور پھر فرمایا کہ اس کو حفاظت سے رکھنا یہ تمہارے بہت کام آئے گا۔ میں نے وہ لے لیا اور بڑی حفاظت سے رکھا اور اس پیراہن مبارک سے مجھ کو بہت سے ظاہری و باطنی فوائد حاصل ہوئے۔

☆ امام ابوالقاسم القشیری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں:

"جب شیخ ابو سعید ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہ نیشا پور تشریف لے گئے تو میں امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور وہ حالات اور واردات جو مجھ پر ظاہر ہوئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیے آپ نے فرمایا: اے لڑکے جا! تحصیل علم میں مشغول ہو جا میں علم میں مشغول ہوگیا۔ اور یہ روشنی روزانہ بڑھتی ہی جاتی تھی۔ میں تین سال تک تحصیل علم میں

مشغول رہا یہاں تک کہ ایک روز میں نے دوات سے قلم نکالا تو سفید تھا۔ میں وہاں سے اٹھا اور امام ابو القاسم القشیری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا حال بیان کیا آپ نے فرمایا کہ جب علم نے تجھ سے ہاتھ اٹھا لیا تو ابھی اس سے ہاتھ اٹھانے اور طریقت کے کام میں لگ جا۔ اور معاملہ میں مشغول ہو۔ میں مدرسہ سے اپنا سامان خانقاہ میں لے آیا اور استاد امام ابو القاسم القشیری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مشغول ہو گیا"۔

☆۔خدمت شیخ:

"ایک دن استاد امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ غسل کرنے کے واسطے حمام میں تشریف لے گئے تو میں نے چند ڈول پانی کے حمام میں ڈال دیئے کیونکہ آس پاس کوئی اور موجود نہ تھا۔ جب امام صاحب باہر تشریف لائے تو دریافت فرمایا کہ حمام میں پانی کس نے ڈالا تھا میں نے سوچا کہ شاید یہ فعل آپ کو ناگوار گزرا ہے اس لیے ڈر کی وجہ سے خاموش رہا آخر تیسری مرتبہ جب آپ نے دریافت کیا تو میں نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ میں ڈالا تھا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ مجھ کو ستر سال کی عمر جو حاصل ہوا تھا تجھ کو پانی کے ایک دو ڈول کے عوض میں مل گیا اس کے بعد میں بدستور حضرت امام صاحب کی خدمت ریاضت و مجاہدہ میں مصروف رہا کہ ایک دن مجھ پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ میں اس کیفیت وحال سے محو و بے خود ہو گیا۔ میں نے حضرت امام سے واقعہ کا ذکر کیا تو فرمایا: اے ابوعلی راہ سلوک میں میری پرواز اس سے آگے نہیں ہے اور اس مقام سے آگے کی واردات کا نہ مجھ کو علم ہے اور نہ راستہ کا پتہ ہے تیری طلب بہت بڑی ہے اس لیے کسی اور صاحب ارشاد کی طرف رُخ کرنا چاہیے"۔

☆۔نسبت باطنی:

"علم باطن میں آپ کو دو طریقوں اور سلسلوں سے فیض حاصل ہوا۔ایک شیخ ابو القاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ سے اور دوسرے ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے جو قطب وقت اور اپنے زمانہ کے مشائخ کے پیشوا تھے"۔

"شیخ ابو القاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ کا انتساب شیخ ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے اور شیخ گرگانی رحمۃ اللہ علیہ کو شیخ عثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ارادت ہے۔اور ان کو ابو علی کاتب رحمۃ اللہ علیہ سے اور ان کو ابو علی رودباری رحمۃ اللہ علیہ سے اور ان کو سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ان کے بعد یہ سلسلہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مل جاتا ہے۔نیز ابو علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ کو شیخ ابو سعید ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہ سے بھی صحبت رہی اور ان سے فوائد کثیرہ حاصل کیے ہیں اور ان سے خرقہ بھی پایا۔

کہتے ہیں کہ چالیس آدمی ولی اللہ ہوتے ہیں جو شیخ ابو سعید ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہ سے ارادت رکھتے ہیں۔ان میں سے ایک شیخ الاسلام احمد جام رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے شیخ ابو علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں دونوں مشہور و معروف بزرگ ہوئے ہیں۔(حضرات القدس اردو۔ص ۱۱۱)

☆۔شیخ ابو القاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت:

"آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ ابو القاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت تو پہلے ہی سن ہوئی تھی لہذا آپ نے اپنے باطن کو اور زیادہ روشن کرنے کے لیے طوس کا سفر طے فرمایا اور جلد از جلد حضرت گرگانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں پہنچے آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

جب میں ان کے پاس حاضر ہوا تو آپ مراقبے میں تھے۔آپ نے سر اٹھایا اور فرمایا اے ابو علی! آؤ کیا چاہتے ہو میں نے سلام کے بعد حالات عرض کیے۔آپ نے فرمایا تمہیں یہ ابتداء مبارک ہو کہ تم کسی درجے پر نہیں پہنچے لیکن اگر تربیت پاؤ گے تو بڑے درجے پاؤ گے۔میں نے دل میں کہا کہ میرے پیر و مرشد یہی ہیں اور میں شیخ کے پاس مقیم ہو گیا۔ آپ ایک مدت تک مجھ سے طرح طرح کے مجاہدے اور ریاضتیں کراتے رہے۔پھر ایک وقت آیا انہوں نے اپنی صاحبزادی کا نکاح مجھ سے کر دیا اور مجھ کو اپنی فرزندی میں لے لیا۔ایک دن حضرت شیخ ابو سعید ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہ طوس تشریف لائے ہوئے تھے میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمانے لگے اے ابو علی! اب وقت آ گیا ہے کہ تم کو طوطی کی طرح گویا کریں گے۔تھوڑے ہی عرصے کے بعد حضرت شیخ ابو القاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابو علی وعظ و نصیحت کیا کرو۔چنانچہ اس وقت مجھ پر شیخ ابو سعید ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کا مطلب واضح ہو گیا۔(نفحات الانس ص ۳۴۲)

کافی عرصہ تک مجھے آپ کی خدمت کا شرف حاصل رہا پھر آپ نے مجھے اپنے شیخ و مرشد حضرت ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا آپ نے سلوک کی باقی ماندہ تمام منازل وہاں طے کیں اور وہیں سے آپ کو اجازت و خلافت عطا ہوئی۔

☆۔عظیم مبلغ و صاحب ارشاد:

اس کے بعد آپ طوس سے نیشاپور تشریف لے گئے اور اپنے پر تاثیر وعظ و رشد و ہدایت کی وجہ سے امراء بالخصوص نظام الملک کے ہاں بے حد شرف قبولیت حاصل کیا آپ کو جو کچھ ملتا تھا وہ صوفیائے کرام اور مساکین پر خرچ کر دیتے تھے۔آپ کے وعظ و نصیحت کی مجلس گویا ایک باغ ہوتا تھا جس میں رنگ رنگ کے پھول کھلے ہوئے ہوں۔

☆۔فضائل ومناقب:

۱۔آپ اپنے زمانے کے نامور اولیاء اللہ میں سے ہوئے ہیں۔آپ عالم اجل اور فاضل بے بدل تھے۔امام تصوف امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ ہی کے دست حق پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور معرفت کے اعلیٰ درجات پر پہنچے۔

۲۔آپ خراسان کے شیخ الشیوخ تھے اور آپ اپنے وقت میں اس طریق خاص میں یکتا تھے۔آپ کو لسان خراسان بھی کہا جاتا تھا۔

☆۔وصال پُر ملال:

آپ کی وفات ۴ ربیع الاول ۴۷۷ ہجری میں طوس میں ہوئی۔اور مزار مبارک بھی طوس میں زیارت گاہ خواص وعام ہے۔

☆۔مادہ تاریخ وفات:

”عزت“	اور	”عبادت“	ہے
۴۷۷ ہجری		۴۷۷ ہجری	

☆۔خلفاء:

۱۔حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۔حجۃ الاسلام حضرت امام محمد بن غزالی رحمۃ اللہ علیہ

☆۔ارشادات قدسیہ:

پیر ومرشد کی خدمت میں حاضری دینے سے نور و معرفت کی روشنی ملتی ہے۔بشرطیکہ خلوص دل سے ہو۔

☆ قطعہ تاریخ رحلت:

چوں علی راشد بہ علیین مقام — سال وصل آن ولی متقی

کو محمد بو علی پیر مجیب — نیز مہدی مکرم بو علی

۱۲۷۷ ہجری — ۱۲۷۷ ہجری

(۱۰)

حضرت یوسف ہمدانی

رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔عارف ربانی،غوث زمانی،حبیب یزدانی

حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ

ولادت: ۴۴۰ ہجری_______________بوزنجرد(نواح ہمدان)

وصال: ۵۳۶ ہجری_____________باشین(تاجکستان۔روس)

☆۔تعارف:

آپ کا نام اسم گرامی خواجہ یوسف اور کنیت ابو یعقوب تھی والد ماجد کا نام محمد ایوب تھا۔ آپ عالم و عامل، عارف و کامل، زاہد و پرہیز گار، عابد، صاحب حال اور صاحب کرامت تھے۔آپ کی ولادت با سعادت ہمدان کے نواحی گاؤں "بوزنجرد" میں ہوئی۔ اور ہمدان کی مناسبت سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو یوسف ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں۔

☆۔ولادتِ باسعادت:

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت تقریباً ۴۴۰-۴۴۱ ہجری بمطابق ۱۰۴۹-۵۰ء میں ہوئی آپ کی تاریخ ولادت پر تمام تذکرہ نگاروں کا اتفاق ہے۔

☆۔تحصیلِ علوم ظاہری:

آپ رحمتہ اللہ علیہ اٹھارہ برس کی عمر میں بغداد تشریف لائے اور وہاں ابو اسحاق شیرازی رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کر کے فقہ کی تعلیم حاصل کی اور اصول فقہ و مذہب میں مہارت تامہ حاصل کی۔قاضی ابو الحسین محمد بن علی بن مہتدی رحمتہ اللہ علیہ، ابو الغنائم عبد الصمد بن علی بن مامون رحمتہ اللہ علیہ، ابو جعفر محمد بن احمد بن مسلمہ رحمتہ اللہ علیہ وغیرہ سے سماع حدیث کیا۔اور اصفہان، خراسان، سمرقند اور بخارا کے مشائخ حدیث سے بھی استفادہ

کیا۔ بعد ازیں عبادت وریاضت ومجاہدہ میں خاص مقام حاصل کیا۔

☆۔ اکتسابِ باطنی:

اس وقت مشائخ میں سے حضرت خواجہ ابو علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ کا بہت شہرہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کی خدمت کیمیا خاصیت میں حاضر ہوئے اور شرف بیعت حاصل کیا۔ چونکہ طالب صادق تھے اور صاف دل لے کر گئے تھے۔ اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کام بہت جلد ہی پایہ تکمیل کو پہنچ گیا۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خرقۂ خلافت عطا ہوا اور حضرت ابو علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ کی خلیفہ اعظم بنے۔ اصفہان میں شیخ عبداللہ جوینی نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ حسن سمنانی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی خرقۂ خلافت اور فیوض وبرکات حاصل کیے۔ کتاب شرح وصایائے خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ میں مذکور ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ براہِ راست شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں۔

☆۔ فضائل ومناقب:

آپ رحمۃ اللہ علیہ عالم باعمل، عارف وزاہد، عابد مرتاض اور صاحب احوال جلیلہ اور صاحب کرامات تھے۔ علوم ومعارف میں قدم راسخ اور فتاویٰ دینیہ میں ید بیضا اور احکام شرعیہ میں دستگاہ کامل رکھتے تھے۔ خواطر قلبیہ سے پوری طرح واقفیت اور کرامات و خوارق میں پورا تصرف رکھتے تھے۔ علماء اور فقہاء کا ایک جم غفیر اور جماعت کثیر آپ کی مجلس اور خانقاہ میں آپ کے پاس جمع رہتے تھے۔ اور کلمات وارشادات سے نفع حاصل کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً ساٹھ سال تک پند ونصیحت سے لوگوں کو مستفیض فرمایا اور مسند ارشاد پر متمکن رہ کر لوگوں کی تربیت واصلاح فرمایا کرتے تھے۔

کچھ عرصہ آپ کوہ زراملیں بھی مقیم رہے اور سوائے نماز جمعہ کے کبھی باہر نہ نکلتے تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ دیر تک مرو میں بھی مقیم رہے اور وہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں اس قدر طالبان خدا تھے کہ کسی دوسری خانقاہ میں نہ تھے۔آزربائیجان اور عراق وخراسان میں مریدوں کی تعلیم وتربیت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہوئی تھی۔(قلائد الجواہر اردو ص۴۳۹)۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ ان مشائخ میں سے ہیں جن کے ساتھ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو صحبت رہی اور مستفیض ہوئے۔(قلائد الجواہر اردو ص۱۱)

☆۔حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں:

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرح اٹھارہ سال کی عمر میں حصول تعلیم کے لیے اپنے وطن عزیز سے بغداد تشریف لائے اور غالباً ۴۸۹ ہجری/۱۰۹۶ء میں تحصیل علوم سے فراغت پائی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک معلوم ہوا کہ قطب زمان خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ ہمدان سے بغداد تشریف لائے ہوئے ہیں جب میں قطب زمان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو مجھے دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوگئے اور اپنے پاس بٹھا کر میرے تمام حالات سن کر میری مشکلات کو حل فرمایا اور پھر مجھ سے یوں ارشاد فرمایا: ''اے عبدالقادر: تم لوگوں کو وعظ سنایا کرو''۔میں نے عرض کیا آقا! میں عجمی ہوں فصحاء بغداد کے سامنے کیسے گفتگو کروں؟۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سن کر فرمایا: تم کو لب فقہ، اصول فقہ، اختلاف مذاہب، نحو، لغت اور تفسیر قرآن خوب

یاد ہے اور تم میں وعظ و پند کرنے کی صلاحیت و قابلیت کے جوہر موجود ہیں۔ تم بر سر منبر آؤ اور بلا تامل ہدایت وارشاد کیا کریں۔ کیونکہ میں تم میں ایک جڑ دیکھ رہا ہوں جو عنقریب پورا درخت ہو جائے گی کہ:

اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ۔ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ (سورۃ ابراہیم آیات ۲۴۔۲۵)

ترجمہ: ''جس کی جڑیں (زمین میں) میں مضبوط ہوں گی اور شاخیں آسمان میں پھیلیں گی اور وہ اپنا پھل ہر وقت دے گا۔

بعض تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق پیشگوئی کی تھی کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ تو بغداد کے منبر پر کھڑا ہو کر کہیگا۔

قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ

ترجمہ: یہ میرا قدم تمام ولی اللہ کی گردنوں پر ہے۔

اور میں تمہارے وقت کے تمام اولیاء کو دیکھتا ہوں کہ سب نے تمہاری بزرگی کی وجہ سے گردنیں نیچی کی ہوئی ہیں۔ آپ نے اتنا فرمایا اور پھر غائب ہو گئے۔ (قلائد الجواہر ص۔۱۱۔بہجۃ الاسرار (عربی) ص ۱۴۷)

☆۔تصانیف:

حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب تصنیف بزرگ تھے۔ صاحب نفحات الانس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مندرجہ ذیل تصانیف کا ذکر فرمایا ہے: ۱۔منازل السالکین ۲۔زبدۃ الحیات ۳۔منازل السائرین۔ آپ مذہب امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے

مجمع تھے ۔ آپ کی مجلس میں علماء، فقہاء، اور صلحاء کا بڑا مجمع رہا کرتا تھا۔

☆ ۔ پرورش اطفال طریقت:

ایک روز ایک درویش حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور میں ابھی ابھی شیخ احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس سے ہو کر آ رہا ہوں۔ وہ درویشوں کے ہمراہ کھانا کھا رہے تھے کہ وجد (غیبت) کی کیفیت طاری ہو گئی۔ جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ ابھی رسول اکرم ﷺ تشریف لائے ہوئے تھے اور میرے منہ میں لقمہ رکھا ہے۔ یہ سن کر حضرت یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تلک خیالات تربی بہا اطفال الطریقہ ۔ یعنی یہ خیالات ہیں کہ جن سے اطفال طریقت کی پرورش کی جاتی ہے۔ (مرصاد العباد از شیخ نجم الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ)

☆ ۔ کرامت بابرکت:

ایک دفعہ فرنگیوں نے ہمدان کی ایک عورت کے لڑکے کو قید کر لیا وہ عورت گریہ زاری کرتی ہوئی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئی اور اپنا حال بیان کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو صبر کرنے کی نصیحت فرمائی۔ اس نے کہا مجھ سے صبر نہیں ہو سکتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی وقت ہاتھ اٹھا کر یہ دعا فرمائی:

"اللھم فک اسرہ و عجل فرجہ"

ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ! اس کو قید سے چھڑا دے اور جلدی اس کو رہائی دے۔

اور فرمایا کہ جا لڑکے کو تو اپنے گھر میں پائے گی۔ عورت جب گھر واپس آئی تو لڑکے کو موجود پایا۔ متعجب ہوئی اور لڑکے سے کیفیت دریافت کی لڑکے نے کہا کہ میں ابھی

قسطنطنیہ میں تھا اور میرے پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں اور میری نگرانی کرنے والے اردگرد موجود تھے اتنے میں ایک شخص آیا جس کو میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا وہ پلک جھپکتے ہی مجھ کو یہاں (گھر میں) لے آیا۔ عورت پھر حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور لڑکے کا قصہ بیان کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیا تو خدا کی قدرت سے متعجب ہے۔ (بہجۃ الاسرار ص ۱۴۷۔ قلائد الجواہر اردو ص ۲۵۰)

☆۔ وفات:

آپ کا وصال مبارک ۲۷ رجب ۵۳۶ ہجری بمطابق ۴۲۔ ۱۱۴۱ کو باتمین میں ہوا۔ (باتمین، ہرات، اور مغور کے درمیان واقع ہے۔ بعض تذکرہ نگاروں نے باتمین کی جگہ بامئین لکھا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بروز پیر سفر ہرات سے مرو واپس آرہے تھے۔ کہ انتقال فرمایا اور وہیں آپ مدفون ہوئے۔ بعد ازاں آپ کے ایک مرید خاص 'ابن النجار' نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نعش مبارک کو جو کہ بالکل صحیح حالت میں تھی وہاں سے نکالا اور شہر مرو میں لے جا کر دفن کر دیا۔ جہاں آج آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک موجود ہے۔ جس کی لوگ زیارت کرتے اور فیض حاصل کرتے ہیں۔ آپ کی عمر مبارک ۹۵ برس تھی۔ (رشحات ص۔ ۶ قلائد الجواہر ص ۲۶۰)

☆۔ مادہ تاریخ ولادت:

"مقبول ربانی" ۴۴۰ ہجری

☆۔ مادہ تاریخ وفات:

"یوسف فقر" ۵۳۶ ہجری

☆۔خلفاء

آپ کے خلفاء میں سے چار کو بڑی شہرت ملی جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

۱۔خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ ۲۔خواجہ احمد یسوی رحمۃ اللہ علیہ

۳۔خواجہ حسن انداقی رحمۃ اللہ علیہ ۴۔خواجہ عبداللہ برقی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں جس قدر طالبان خدا تھے کسی دوسری خانقاہ میں نہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی آخری عمر میں یاران طریقت کو حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کی متابعت کا اشارہ کیا تھا اور وہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم تھے۔

☆۔کلمات قدسیہ:

۱۔تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ (حضور و آگاہی) رکھو۔اگر یہ میسر نہ آئے تو اس شخص کے ساتھ صحبت اختیار کرو جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت رکھتا ہے۔

۲۔آپ رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا کہ جب اہل اللہ ہم سے روپوش ہو جاتے ہیں تو ہمیں کیا کرنا چاہیے تا کہ ہم سلامت رہ سکیں۔آپ نے فرمایا کی ان کی باتیں دہراتے رہا کرو۔

۳۔اللہ تعالیٰ نے اپنی زیبائی کے نور سے ستر ہزار فرشتے ملائکہ مقربین میں سے پیدا فرمائے ہیں اور ان کو عرش وکرسی کے درمیان اپنے دربار میں کھڑا کر دیا۔جن کا لباس سبز صوف کا ہے۔جن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے دیدار میں حالت وجد ومستی میں سرگشتہ وحیران اور عاجزی اور انکساری کے ساتھ کھڑے ہیں۔وہ ملائکہ اہل آسمان کے صوفیاء اور بلحاظ نسبتوں کے ہمارے بھائی ہیں۔

حضرت اسرافیل علیہ السلام ان کے ہادی و مرشد ہیں اور حضرت جبریل علیہ السلام ان کے سردار اور معلم ہیں اور باری تعالیٰ ان کا انیس و جلیس ہے ان پر سلام و تحیۃ و اکرام ہو۔

(۱۱)

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔خواجۂ خواجگان۔غوثِ دوراں۔اکابرِ طریقۂ نقشبندیہ

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ

ولادت: ۴۳۵ ہجری/۱۰۴۴ء ―――――――― غجدوان (نواح بخارا)

وصال : ۵۷۵ ہجری/۱۱۷۹ء ―――――――― غجدوان (بخارا)

☆۔تعارف:

تصوف میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کا انتساب حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ سے ہے۔آپ رحمتہ اللہ علیہ اُن کے اکابر خلفاء میں سے ہیں۔آپ صدق وصفا میں کامل اور متابعت شرع وسنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کوشاں رہے۔طریقت میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کا کلام حجت اور حقیقت میں برہان۔آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے شیخ الشیوخ مجدد اور قطبِ زمانہ تھے۔

☆۔سلسلہ نسب:

آپ حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد و اجداد سے تھے۔آپ کی والدہ ماجدہ روم کے شاہی خاندان میں سے تھیں۔آپ رحمتہ اللہ علیہ کے والد بزرگوار حضرت خواجہ عبدالجمیل رحمتہ اللہ علیہ کا اکابر اولیاء اعاظم اتقیاء اور صوفیاء عظام میں سے تھے اور حضرت خضر علیہ السلام کے صحبت دار تھے۔اور امام عبدالجمیل کے نام سے مشہور تھے۔
منقول ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے شیخ عبدالجمیل رحمتہ اللہ علیہ کو بشارت دی تھی کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا جس کو میں اپنے فرزندی میں قبول کرتا ہوں اور اپنی نسبت سے اسے حصہ دوں گا۔(حضرت القدس اردو ترجمہ ص ۱۱۸)

☆ ـ سلوک و طریقت میں مقام:

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں ذکرِ خفی کی اصل آپ ہی ہیں۔ اس لحاظ سے آپ درحقیقت امام طریقت ہیں۔ ایک دفعہ جمعۃ المبارک کے روز آپ اپنے باغ کے دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بزرگ تشریف لائے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں خضر (علیہ السلام) ہوں اور ہم نے تمہیں اپنی فرزندی میں قبول کرلیا ہے۔ اے نوجوان اس حوض میں غوطہ لگاؤ اور دل سے "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کہو۔ پس آپ رحمۃ اللہ علیہ نے غوطہ لگایا اور یہ سبق لے کر اپنے کام میں مشغول ہوگئے۔ بہت سے اسرار باطنی آپ رحمۃ اللہ علیہ پر کھلنے لگے اور کشائش عظیم ہوئی۔ حضرت خضر علیہ السلام نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو "ذکرِ خفی" کا طریقہ سکھایا اور "وقوفِ عددی" سے ماہر کیا۔ اور آپ کو خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر فرمایا۔

☆ ـ نسبتِ باطنی:

جب حضرت خواجہ یوسف ہمدانی علیہ الرحمۃ بخارا تشریف لائے تو حضرت عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی صحبت میسر آئی۔ آپ اپنا ذکر کرتے ہوئے ان کی صحبت میں مشغول رہے۔ جب تک وہ بخارا میں رہے آپ ان کی صحبت میں پابندی کے ساتھ حاضر ہوتے رہے۔ اور بہت سے فیوض و برکات اُن کے صحبت سے حاصل کیے۔ آپ (خواجہ عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ) پیر سبق حضرت خضر علیہا السلام ہیں۔ اور پیر صحبت و پیر خرقہ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اگرچہ خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ میں "ذکر جہری" تھا۔ لیکن خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر خفی میں

کوئی ردوبدل نہ فرمایا۔ کیونکہ ذکرِ خفی کی تلقین اُنہیں حضرت خضر علیہ السلام سے حاصل تھی۔ اس لیے حضرت خواجہ یوسف ہمدانی نے بھی تائیداً ارشاد فرمایا کہ جس طرح تمہیں حضرت خضر علیہ السلام نے حکم دیا ہے ذکر میں مشغول رہو۔ ملک شام کے بہت سے لوگوں نے آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور وہاں خانقاہ بن گئی۔

☆۔ بے نیازی اور خوف:

ایک روز آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنے عبادت خانہ میں گریہ وزاری میں مشغول تھے۔ دوستوں نے عرض کیا کہ باوجود ان خوبیوں کے جو آپ رحمتہ اللہ علیہ میں ہیں اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کا درجہ بھی اتنا بلند ہے۔ تو آپ اس قدر گریہ وزاری کیوں کرتے ہیں؟ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: جب میں اللہ تعالیٰ کی بے نیازی پر غور کرتا ہوں تو میرے بدن سے جان نکلنے کے قریب ہو جاتی ہے۔ میری یہ آہ وزاری اسی وجہ سے ہے کہ شاید مجھ سے ایسا کوئی کام ہو گیا جس کا مجھ کو علم نہ ہو اور وہ بارگاہِ الٰہی میں ناپسند ہو۔ خوفِ خدا سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کا یہ حال رہتا تھا جہاں آپ رحمتہ اللہ علیہ بیٹھتے تو ایسے رہتے کہ گویا آپ رحمتہ اللہ علیہ کو قتل کرنے کے لیے بٹھایا گیا ہے۔ حالانکہ ولایت میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کا یہ درجہ تھا کہ بارہا نماز کعبتہ اللہ میں ادا فرمانے کے بعد واپس گھر پہنچ جاتے۔

جہاں میں اہلِ ایمان صورتِ خورشید جیتے ہیں
ادھر ڈوبے اُدھر نکلے، اُدھر ڈوبے ادھر نکلے

☆۔ ارشاداتِ قدسیہ:

آپ زہد و تقویٰ میں بے مثل، علم و عمل اور اتباعِ سنت میں یکتا تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے

کلمات قدسیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اصطلاحات ہیں۔ جن پر طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی بنیاد ہے۔ یہ آٹھ کلمے ہیں۔

۱۔ ہوش دردم ۲۔ نظر بر قدم ۳۔ سفر در وطن ۴۔ خلوت در انجمن

۵۔ یاد کرد ۶۔ بازگشت ۷۔ نگاہداشت ۸۔ یادداشت

ان آٹھ کلمات کے علاوہ تین کلمات اور ہیں:

۱۔ وقوف عددی ۲۔ وقوف زمانی ۳۔ وقوف قلبی

☆ اپنے فرزند اولیاء کبیر قدس سرہ کو وصیت:

(وصیت نامہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ) آپ کا وصیت نامہ آداب طریقت کے بارے میں ہے۔ اس کا ترجمہ بطور تبرک یہاں درج کیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ تمام اہل طریقت میں خصوصاً سلسلہ نقشبندیہ کے متوسلین کے لیے مشعل راہ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے فرزند!

﴾۔ تقویٰ کو اپنی خصلت بناؤ' وظائف وعبادات کی پابندی رکھو اور اپنے حالات کا مراقبہ کرو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور خدائے بزرگ و برتر اور اُسکے رسول کے حقوق ادا کرو۔ ماں باپ اور تمام مشائخ عظام کے حقوق کا خیال رکھو تاکہ ان خصلتوں سے تم رضائے حق سے مشرف ہو جاؤ۔

﴾۔ اللہ تعالیٰ کا حکم بجالاؤ تاکہ وہ تمہارا حافظ رہے۔ قرآن حکیم کا پڑھنا اپنے اوپر لازم کر لو۔ تلاوت بلند آواز سے ہو یا آہستہ۔ زبانی ہو یا دیکھ کر۔ قرآن مجید کو تفکر وخوف اور گریہ سے پڑھو اور تمام امور میں قرآن حکیم کی پناہ لو کیونکہ بندوں پر خدا کی حجت قرآن حکیم ہے۔

﴾۔ علم فقہ کی طلب میں ایک قدم بھی دور نہ ہو اور حدیث کا علم سیکھو۔

﴿۔جاہل صوفیوں سے دور رہو کیونکہ وہ دین کے چور اور مسلمانوں کے رہزن ہیں۔

﴿۔تم پر لازم ہے کہ مذہب حق اہلسنت و جماعت کے پابند رہو اور ائمہ سلف کے مسلک کو اختیار کرو کیونکہ نئی پیدا شدہ باتیں سراسر گمراہی ہیں۔

﴿۔عورتوں نو جوانوں، بدعتیوں اور دولت مندوں سے صحبت مت رکھو کیونکہ یہ دین کو برباد کر دیتے ہیں۔ اگر صحبت رکھو تو فقیروں سے رکھو اور ہمیشہ خلوت نشین رہو۔ دنیا میں دو روٹی پر قناعت کرو۔ حلال کھاؤ کیونکہ حلال نیکی کی کنجی ہے۔

﴿۔حرام سے بچو، ورنہ اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاؤ گے، اسی پر ثابت رہنا تاکہ کل دوزخ کی آگ سے بچ جاؤ۔ حلال پہنو تاکہ عبادت کی لذت پاؤ۔

﴿۔اللہ تعالیٰ کی جلالت سے ڈرتے رہو اور مت بھولو کہ ایک روز تم موقف حساب میں کھڑے ہو گے۔

﴿۔دن رات بہت زیادہ نماز پڑھا کرو۔ جماعت ترک نہ کرو۔ امام اور موذن نہ بنو۔ خارج از طریقت بادشاہوں کی صحبت میں نہ بیٹھو۔ لوگوں کی وصیت میں دخل نہ دو۔ لوگوں سے بھاگو جس طرح شیر بھاگتے ہیں۔

﴿۔تم پر لازم ہے کہ گمنام رہو تاکہ نیک نام بن جاؤ۔ سفر بہت کرو تاکہ تمہارا نفس خوار ہو جائے۔ خانقاہ نہ بناؤ اور نہ کسی خانقاہ میں رہو۔

﴿۔کسی کی مدح سے مغرور اور کسی کی مذمت سے غمگین نہ ہو۔ بندوں کی مدح و مذمت تمہارے نزدیک برابر ہونی چاہیے۔

﴿۔لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے رہو! تم پر لازم ہے کہ تمام حالات میں ادب سے رہو۔ بڑے چھوٹے تمام مخلوقات پر رحم کرو۔ قہقہہ مار کر نہ ہنسو کیونکہ قہقہہ غفلت کے سبب ہوتا

ہے اور دل کو مردہ کر دیتا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے اہوال وشدائد جو مجھے معلوم ہیں اگر تم کو معلوم ہو جائیں تو تم کم ہنسو اور زیادہ رویا کرو۔

﴿۔اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرو اور اس کی رحمت سے نا امید نہ رہو۔ خوف و امید کی زندگی بسر کرو۔ کیونکہ سالکوں کو کبھی خوف ہوتا ہے اور کبھی امید ہوتی ہے۔

﴿۔اے فرزند! شیخ اپنے مرید کے لیے بمنزلہ باپ کے ہے بلکہ باپ سے بھی زیادہ مشفق کیونکہ وہ مرید کو مقامِ قرب تک پہنچا دیتا ہے۔

﴿۔نکاح کر کے طالب دنیا بن جاؤ گے اور دنیا کی طلب میں دین کو برباد کرو گے۔ اگر تمہارا نفس نکاح کا مشتاق ہو تو روزے رکھو اور آخرت کے غم میں رہا کرو اور موت کو بہت یاد کرو۔ طالب ریاست نہ ہو۔ کیونکہ طالب ریاست سالک نہیں ہو سکتا۔ تم پر لازم ہے کہ فقر میں پرہیز و دیانت اور پرہیزگاری اور علم کے ساتھ پاکیزہ رہو۔

﴿۔اللہ تعالیٰ کے راستے میں ثابت قدم رہو۔ جاہلوں سے بچو اور جان و مال سے مشائخ کی خدمت کرو۔ ان کی پیروی کرو اور ان کے سیر و سلوک کو نگاہ رکھو اور ان کے کسی کام سے انکار نہ کرو سوائے خلاف شرع کے۔ اگر تم مشائخ کا انکار کرو گے تو کبھی کامیاب نہ ہو گے۔ لوگوں سے کوئی چیز نہ مانگو اور کل کے لیے ذخیرہ نہ کرو۔ اور حق تعالیٰ کے ذخیرہ پر بھروسہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ اس کے لیے کافی ہے'' (سورۃ اطلاق آیت۔۱۳)

پس جان لو کہ رزق قسمت میں لکھا ہوا ہے۔

﴿۔جواں مرد اور سخی بنو۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیا ہے۔ خلق خدا پر خرچ کرو اور بخل و حسد سے دور رہو۔ کیونکہ بخیل و حاسد قیامت کے دن دوزخ میں ہوں گے۔ اپنے آپ کو

آراستہ نہ کرو۔ کیونکہ ظاہر کی آراستگی باطن کی خرابی ہے۔

- اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر بھروسہ کرو اور تمام خلائق سے ناامید ہو جاؤ۔ اور ان سے انس و محبت نہ پکڑو۔
- سچ بولو اور دوست مخلوقات میں سے کسی کے ساتھ محبت نہ رکھو۔ کیونکہ وہ تمہارے دین کو برباد کر دیں گے۔ اور تم اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاؤ گے۔
- اپنے نفس کی ضروریات کا خیال رکھو تا کہ وہ درست ہو جائے لیکن اپنے نفس کی عزت نہ کرو۔
- زبان کو غیر ضروری باتوں سے بند رکھو۔ اور ہمیشہ لوگوں کو نصیحت کرتے رہو۔
- کم بولو' کم کھاؤ' کم سوؤ اور جلدی بیدار ہو جاؤ۔
- سماع میں بہت نہ بیٹھو کیونکہ سماع کی کثرت سے نفاق پیدا ہوتا ہے اور دل مردہ ہو جاتا ہے۔ سماع کا انکار نہ کرو کیونکہ اصحاب سماع بہت ہیں۔ سماع روا نہیں مگر اس شخص کے لیے جس کا دل زندہ ہو اور نفس مردہ ہو ورنہ نماز روزے میں مشغول ہونا بہتر ہے۔
- چاہیے کہ تمہارا دل غمگین ہو' تمہارا بدن بیمار' تمہاری آنکھیں روتی' تمہارا عمل خالص اور تمہاری دعا مجاہدہ کے ساتھ ہو' تمہارا کپڑا پرانا' تمہارے رفیق درویش' تمہارا گھر مسجد' تمہارا مال کتب دین' تمہاری آرائش زہد اور تمہارا مونس اللہ تعالیٰ ہو۔
- کسی شخص سے برادری نہ کرو۔ جب تک اس میں پانچ خصلتیں نہ ہوں۔

فقیری کو امیری پر ترجیح نہ دے۔ دین کو دنیا پر ترجیح دے۔ ذلت کو عزت پر ترجیح دے۔ علم ظاہر و باطن کا جاننے والا ہو۔ موت کے لیے تیار ہو۔

اے میرے فرزند!

میری وصیتوں کو یاد رکھنا۔ جس طرح میں نے اپنے شیخ طریقت قدس سرہ سے یاد کیں اور ان پر عمل کیا۔ اسی طرح ان تم بھی یاد کرو اور عمل کرو۔ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں تمہارا حافظ و ناصر اور نگہبان ہو۔

اگر یہ خصلتیں کسی سالک میں پائی جائیں گی تو اس کا شیخ و پیر ہونا مسلّم ہوگا۔ جو شخص اپنے شیخ کی پیروی کرے گا وہ اس کو مقصد و مقصود تک پہنچا دے گا۔ مگر یہ مرتبہ و مقام بزرگی ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتا۔

(مولانا فضل اللہ روزبہانی المشہور بہ خواجہ مولانا اصفہانی رحمتہ اللہ علیہ (ف۔ ۵ جمادی الاولیٰ ۹۲۷ ہجری) نے ۹۰۰ ہجری میں ان وصایا کی بہت اچھی شرح لکھی ہے اور ہر مضمون کے متعلق ایک رباعی تحریر کی ہے)

☆۔فناءِ نفس:

ایک روز ایک درویش نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ مجھے یہ اختیار دے کہ دوزخ و بہشت میں سے ایک کو اختیار کرے تو میں دوزخ کو اختیار کروں گا۔ کیونکہ میں تمام عمر اپنے نفس کی خواہش پر نہیں چلا۔ اور بہشت نفس کی خواہش ہے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اس درویش کی بات کی تردید کی اور فرمایا کہ بندے کو اختیار سے کیا کام۔ جہاں دوست بھیجے وہاں چلا جائے اور جہاں اسے ٹھہرائے ٹھہر جائے کہ بندگی کا یہی طریقہ ہے۔ درویش نے پوچھا کہ ایسے شخص (سالکِ طریقت) پر شیطان کا قابو ہوتا ہے کہ نہیں۔ فرمایا جب اس کو غصہ آتا ہے تو شیطان اس پر غلبہ حاصل کر لیتا ہے۔ لیکن جو سالک فناءِ نفس کو پہنچ چکا ہے اس کو غصہ نہیں آتا بلکہ اس کو غیرت آتی ہے اور جہاں غیرت ہوتی ہے شیطان وہاں سے بھاگ جاتا ہے۔ یہ صفت اس شخص میں پیدا ہوتی ہے جو خدائے پاک

کے رستہ پر چلتا ہو۔اور کتاب اللہ کو دائیں ہاتھ اور سنتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو بائیں ہاتھ لیے ہوئے ہو اور ان دونوں کی روشنی میں راستہ چلے اور راہ نہ بھولے۔اور سلوک اس کا سیدھے راستہ پر قاعدہ کے مطابق ہو۔(ماخوذ از حضرات القدس اردو)

☆۔کرامت بابرکت:

ایک روز ایک مسافر دور سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔اتنے میں ایک جوان نہایت حسین وکمال عجز وتواضع سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نہایت بے قراری اور بے چینی سے اپنے متعلق دعا کی استدعا کی۔آپ رحمتہ اللہ علیہ نے دستِ مبارک دعا بارگاہ بے نیاز میں اٹھائے اور اس کے لیے دعا کی فوراً وہ جوان نظر سے غائب ہو گیا۔مسافر اس واقعہ کو دیکھ کر بہت حیران ہوا اور اس نے نہایت انکساری اور عاجزی سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ جوان کون تھا؟آپ نے فرمایا:کہ یہ ایک فرشتہ تھا اور چوتھے آسمان پر اس کا مقام ہے کسی خطا کی وجہ سے اپنے مقام سے گرا دیا گیا تھا۔اور آسمان دنیا پر پھینک دیا گیا تھا۔اس نے دوسرے فرشتوں سے اپنا واقعہ بیان کیا اور پوچھا کہ اب کیا صورت ہو اور کیا تدبیر کروں جس سے اللہ تعالیٰ مجھ کو میرے مقام پر پہنچا دے۔فرشتوں نے اس کو میرے بارے میں بتایا وہ میرے پاس آیا اور دعا کی استدعا کی۔میں نے دعا کی وہ قبول ہو گئی پھر وہ اپنے اسی مقام پر عروج کر گیا۔(نفحات الانس اردو ترجمہ ص۳۴۰)

☆۔وفات:

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ کا جب آخری وقت آیا۔اصحاب اور احباب

فرزندہ اور مرید وہاں موجود تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آنکھ کھول کر فرمایا: "اے دوستو! تم کو مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہے اور رضا مندی کی مجھ کو خوشخبری دی ہے کہ اس طریقہ کو جو لوگ اختیار کریں اور آخر دم تک اس پر قائم رہیں میں ان سب کو بخش دوں گا اور سب پر اپنی رحمت نازل کروں گا۔ کوشش کرو کہ اس طریقہ پر قائم رہو۔ اس سے علیحدہ نہ رہو" تاکہ وعدۂ الٰہی سے مشرف ہو جاؤ۔ یہ سن کر سب لوگ جوش و خروش میں آگئے۔ تھوڑی دیر بعد آواز آئی: (اے نفس مطمئنہ: "اپنے رب کی طرف آ کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی ") اصحاب نے دیکھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ رحلت فرما چکے تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کی وفات ۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ ہجری ۱۱۷۹ء کو ہوئی۔ آپ کا مزار مبارک "غجدوان" (نواح بخارا) میں متوسلین کے لیے باعث تسکین ہے۔

افن ہو گا نہ کہیں ایسا خزانہ ہرگز

☆۔ مادۂ تاریخِ رحلت:

"آفتاب کامل" ۵۷۵ ہجری

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بعد از وفات لوگوں نے دیکھا کہ زیرِ عرش ایک تختِ نورانی پر بیٹھے ہیں اور فرشتے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چاروں طرف جمع ہیں اور اللہ تعالیٰ کا سلام آپ کو پہنچا رہے ہیں۔ اللہ اکبر!

آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

☆۔ خلفاء:

۱۔ خواجہ اولیاء کبیر قدس سرہ' آپ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اور خلیفہ ہیں۔

۲۔ خواجہ احمد صدیق قدس سرہ' خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ کی جگہ جانشین اور دعوت حق میں مشغول رہے۔

۳۔ خواجہ سلیمان کرمینی رحمۃ اللہ علیہ: جو بعد میں خواجہ کبیر اولیاء قدس سرہ' کے خلیفہ ہوئے۔

۴۔ خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ: (آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات آئندہ صفحات میں آرہے ہیں)

☆۔قطعہ تاریخ رحلت:

عبدالخالق غجدوانی شیخ حق	رفت از دنیا بفردوس بریں
ارتحالش ''آفتاب کامل'' است	ہم بفرما ''مطلع نور یقین''
۵۷۵ ہجری	۵۷۵ ہجری

(۱۲)

حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری

رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۔عارف کامل، عاشق صادق، درویش باکمال

حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری رحمتہ اللہ علیہ

ولادت: ۲۷ رجب ۵۵۱ ہجری/ ۲۰ ستمبر ۱۱۵۶ء ——————— ریوگر نزد بخارا (ازبکستان)

وصال: ——————————————— ریوگر (نزد بخارا)

☆۔تعارف:

آپ ترکوں کے عظیم اولیاء و مشائخ میں سے ایک ہیں۔آپ رحمتہ اللہ علیہ کا اسم گرامی محمد عارف تھا۔حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ کے چار خلفاء تھے۔

۱۔حضرت خواجہ احمد صدیق رحمتہ اللہ علیہ

۲۔ حضرت خواجہ اولیائے کبیر رحمتہ اللہ علیہ

۳۔ حضرت خواجہ سلیمان کرمینی رحمتہ اللہ علیہ

۴۔حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمتہ اللہ علیہ۔لیکن حضرت خواجہ بہاالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کی نسبت وارادت ان میں سے حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری رحمتہ اللہ علیہ تک پہنچتی ہے۔(رشحات ص ۳۳)

☆۔ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت باسعادت ۲۷ رجب المرجب ۵۵۱ بمطابق ۲۰ ستمبر ۱۱۵۶ء کو موضع " ریوگر" میں ہوئی جو کہ سرزمین اولیاء بخارا شریف سے تقریباً ۲۰ کلومیٹر اور "غجدوان" سے تقریباً ۵ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔

☆۔ فیضانِ نسبت:

آپ کا انتساب اس طریقہ میں حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ آپ خواجہ غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ عظیم ہے۔ آپ کو اپنے شیخ طریقت سے بے پناہ محبت تھی۔ قصبہ ریوگر "غجدوان" سے ۵ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے اس لیے حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ تقریباً تمام عمر اپنے پیر روشن ضمیر حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے اور مکمل طور پر ظاہری و باطنی کمالات ع فیوضات و برکات سے مالا مال ہوئے۔ آپ اپنے شیخ خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد مسندِ ارشاد پر جلوہ فروز ہوئے اور نہایت عی احسن طریق سے طالبانِ حق کی ہدایت فرمائی۔ آپ کا حلقہ عقیدت بہت وسیع تھا اور بڑے بڑے علماء اور امراء آپ کے مرید و ارادت مند تھے۔ جب تک آپ زندہ رہے حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے تمام خلفاء اور مریدین آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع اور موافقت میں کوشش کرتے رہے۔

☆۔ فضائل و کمالات:

ظاہری علوم میں بھی آپ یگانۂ روزگار تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت بردبار تھے اور ہر ایک سے خندہ پیشانی سے پیش آیا کرتے تھے۔ خلاف شرع کاموں سے سخت نفرت تھی اور اتباع سنت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں عالی شان رکھتے تھے۔ علم و حلم، زہد و تقویٰ عبادت و ریاضت اور رشد و ہدایت میں کوئی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ثانی نہ تھا آپ کارخانہ عرفان کے بادشاہ تھے۔

☆ ـ تصنیف:

آپ صاحب تصنیف بزرگ تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا ایک رسالہ "عارف نامہ" آج بھی (خانقاہ موسیٰ زئی" "ڈیرہ اسمٰعیل خان" کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ (سیرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ از سید زوار حسین شاہ قدس سرہ)

☆ ـ وفات حسرت آیات:

آپ نے یکم شوال ۱۱۶ ہجری بمطابق ۱۲۱۹ء کو وصال فرمایا۔ آپ کی تاریخ وفات میں تذکرہ نگاروں کا اختلاف ہے۔ بعض نے آپ کی تاریخ وفات ۵۷۱۵ ہجری بمطابق ۱۳۱۵ تحریر کی ہے (سفینتہ اولیاء۔ رشحات۔ خزینتہ الاصفیاء۔ وفیات الاخیار)

☆ ـ عمر مبارک:

ایک قول کے مطابق آپ کی عمر شریف ۱۶۵ سال تھی۔ جب کہ قول ثانی کے مطابق ۱۶۴ سال تھی۔ حضرت خواجہ عبد الخالق رحمتہ اللہ علیہ (آپ کے پیر و مرشد) کی وفات ۵۷۵ء میں ہوئی۔ گویا کہ آپ اپنے پیر و مرشد خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ۱۴۰ سال زندہ رہے۔ اس لحاظ سے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے بہت طویل عمر پائی اور خلقِ خدا کو فیض پہنچایا۔

جہانِ آرزو میں دلبر تجھ سا نہیں پایا
جہاں تیرا قدم دیکھا وہیں نقشِ جبیں پایا

☆ ـ مرقد انوار:

آپ کا مزار پر انوار "ریوگر" شریف (مضافات بخارا شریف) میں زیارت گاہ خلائق و

ملائک ہے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

مادہ تاریخ رحلت:

"ہادی متقی ولی"	"درویش صادق"	"خواجہ اہل دین"
۶۱۶ ہجری	۶۱۵ ہجری	۶۱۵ ہجری

قطعہ تاریخ وفات:

عارف آں عارف وولی خدا	متصل شد بوصل سبحانی
"خواجہ اہل دین" بگو سالش	نیز "عارف امین ربانی"
۶۱۵ ہجری	۶۱۵ ہجری

خلفاء:

آپ کے مشہور اور نامور خلیفہ خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمتہ اللہ علیہ تھے۔

ارشادات قدسیہ:

۱۔ اگر دوست یہ چاہتے ہیں کہ ان کا بوجھ کوئی اٹھائے تو یہ بہت مشکل ہے۔ اگر دوست یہ چاہتے کہ تم دوسروں کا بوجھ اٹھاؤ تو تمام لوگ تمہارے ہی اٹھانے کے قابل ہیں۔ (یعنی پورے جہان کا بوجھ اٹھانا تمہاری ہی ذمہ داری ہے)

۲۔ جو شخص اپنی تدبیر کے دام میں دھنسا ہوا ہے وہ دوزخ کا مال ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر شاکر ہے وہ جنتی ہے۔

۳۔ ایک دن حاضرین سے سوال کیا کہ "کھانا کھاتے وقت جسم کا ہر عضو اپنے اپنے کام

میں مشغول ہوتا ہے۔دل کس کام میں مشغول ہوتا ہے''؟ حاضرین نے کہا کہ ذکر خدا میں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس موقع پر اللہ اللہ یا لاالہ کا ذکر نہیں کرتے بلکہ اس موقع پر نعمت پا کر نعمت دینے والے کی طرف توجہ دی جاتی ہے اور نعمت سے نعمت دینے والے کو دیکھتے ہیں۔

(۱۴)

حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی

رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۔ عارف اکمل، فاضل بے بدل حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمتہ اللہ علیہ

ولادت: ۱۲۴۷ ہجری/1230ء ـــــــــــــــــــ انجیر فغنہ (بخارا سے 30 کلومیٹر)

وصال: ۱۷ربیع الاول ۱۷۱۷ ہجری/1317ء ـــــــــــــ وابکنہ (نزد بخارا شریف)

☆۔تعارف:

آپ حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری علیہ الرحمتہ کے خلیفہ اعظم، بہترین دوست اور معتمد رفیق تھے۔ آپ اپنے تمام ساتھیوں میں افضل واکمل اور خلافت سے ممتاز تھے۔ آپ کا اسم مبارک محمود تھا (بعض نے آپ کا نام محمود الخیر لکھا ہے) آپ نے رزق حلال کی خاطر نقاشی (گل کاری، بیل بوٹے کا کام) کو زندگی بھر اپنا ذریعہ معاش بنایا تھا۔

☆۔ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت باسعادت ۱۸ شوال ۱۲۴۷ ہجری بمطابق 1230ء کو موضع انجیر فغنہ میں ہوئی جو کہ بخارا شریف میں وابکنہ کا ایک گاؤں ہے۔ اور بخارا شریف سے 30 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

☆۔نسبت باطنی:

آپ کا انتساب اس لطیف طریقہ میں حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری علیہ الرحمتہ سے ہے۔ آپ کافی مدت تک اپنے پیرومرشد خواجہ ریوگری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں رہے۔ اور تصوف و معرفت کی تمام منازل طے فرمائیں۔ حضرت خواجہ ریوگری رحمتہ اللہ علیہ بھی آپ کو علیحدہ نہ کرتے تھے۔ اور آپ نے اپنے آخری وقت میں حضرت خواجہ محمود

رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا خلیفہ نامزد کیا اور ہدایت خلق اللہ کی اجازت عطا فرمائی اور اپنے تمام مریدوں اور دوستوں کو ان کی طرف رجوع کرنے کو کہا۔اس کے بعد حضرت محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ موضع وابکنہ میں قیام پذیر ہوگئے اور مخلوقات کو خدا کی طرف بلانا شروع کردیا۔جلد ہی آپ کا حلقہ بہت وسیع ہوگیا اور دور دور سے لوگ آپ کی زیارت کو آنے لگے۔

☆۔ذکرِ جہر:

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر جہر نہیں کیا تھا۔وفات کے وقت آپ کے شیخ ومرشد نے ذکر جہر کی اجازت بھی عطا فرمادی تھی۔چنانچہ آپ نے اس اجازت کے پیش نظر اور زمانے کے حالات کے مطابق ذکر خفی کے ساتھ ساتھ ذکر جہر بھی شروع کروادیا جس سے مبتدی دوستوں کو بہت فوائد حاصل ہوئے۔آپ اس سلسلے میں پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے ذکر جہر شروع کرلیا۔

ہر ولی اللہ اور بزرگ اپنے زمانے کے حالات کو بہتر جانتا ہے اور جو کاملین طریقت میں اجتہاد کا حق رکھتا ہے اور جس چیز کو بہتر سمجھتا ہے رائج کرتا ہے۔بشرطیکہ وہ شریعت کے خلاف نہ ہو ذکر خفی ہو یا جہر اس سے مراد مخلوقات کے دلوں کو خدا کی طرف راغب کرنا ہے۔

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند وخلیفہ حضرت خواجہ کبیر اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر جہر پر اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے میرے مرشد حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ نے آخری وقت بتایا تھا کہ ذکر جہر جاری رکھو۔

حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ نے آخری وقت فرمایا تھا کہ اب وہ وقت آ گیا ہے جس کی طرف ہمیں اشارہ ہوا تھا کہ طالبوں کو ذکر جہر اختیار کرنا پڑے گا۔

(نوٹ): آپ ذکر جہر کرنے کے باوجود ذکر خفی کو افضل جانتے تھے اور مریدوں کو اسی کی ترغیب دیتے تھے۔

☆۔بشارت حضرت خضر علیہ السلام:

آپ کے خلیفہ اعظم حضرت عزیزاں علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک درویش نے حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت کی اور ان سے پوچھا اس زمانے کے مشائخ میں ایسا کون بزرگ ہے جو استقامت کا درجہ رکھتا ہوتا کہ اس کا دامن پکڑ لیں اور اس کی پیروی کریں۔

حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: ان صفات کے حامل بزرگ خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اصحاب نے کہا کہ وہ درویش خود خواجہ علی رامیتنی قدس سرہ تھے مگر اس وجہ سے اپنا نام نہ بتایا کہ یہ ظاہر نہ ہو کہ آپ نے حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھا ہے۔(رشحات۔از علی بن حسین الواعظ الکاشفی رحمۃ اللہ علیہ ص۔۳۳)

یاد رہے کہ حضرت عزیزاں علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت کسی سے بیعت نہ کی تھی چنانچہ حضرت خضر علیہ السلام کے اشارے کے مطابق آپ نے حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی تھی۔اس واقعہ سے آپ کا درجہ اور مقام ظاہر ہوتا ہے۔

☆۔کرامات بابرکات:

آپ صاحب کرامات بزرگ تھے۔ہم بطور تبرک ایک کرامت بدیہ قارئین کرتے ہیں

تا کہ آپ کی عظمت وسطوت کا اندازہ ہو سکے۔ (بعد از وفات مریدوں کی تربیت) ایک روز خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ کے تمام اصحاب کے ساتھ قریہ رامیتن میں سب ذکر خدا میں مشغول تھے اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بہت بڑا سفید پرندہ اڑتا ہوا ان سب کے سر پر سے گزر رہا ہے جونہی وہ پرندہ آپ کے سر پر سے گزرا تو فصیح اور بلند آواز سے بول اٹھا۔ اے علی رحمۃ اللہ علیہ مردانہ رہ (مرد انہ باش) یہ الفاظ ان کر سب دوستوں پر رقت طاری ہوگئی اور بے ہوش ہو گئے۔ جب ان کو افاقہ ہوا تو خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ سے اس بارے استفسار کیا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ کی روح پر فتوح تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ طاقت بخشی ہے کہ وہ جس مخلوق کے قالب میں چاہیں متشکل ہو جائیں۔ اور وہ ہمیشہ اس مقام پر پرواز کرتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کئی ہزار کلمات فرمائے۔

مجھے کشف ہوا ہے کہ اس وقت آپ خواجہ اولیاء کبیر رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اول حضرت دہقان قلتی رحمۃ اللہ علیہ (بروایت دیگر دہقان قلبی رحمۃ اللہ علیہ) کے حجرہ سے تشریف لارہے ہیں جنہوں نے وقت آخر میں آپ کو یاد کیا تھا اور زندگی بھر یہ دعا کرتے رہے کہ الٰہی آخری وقت میں میری مدد کو اپنا کوئی دوست بھیج دینا تا کہ کہیں شیطان کے پھندے میں نہ آجاؤں۔ اور میں اپنا ایمان سلامت لے جاؤں چنانچہ بہ اشارہ ربانی حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک دہقان قلتی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچی تھی۔ اس لیے ان کا خاتمہ بالخیر ہو گیا۔

آپ چونکہ زندگی بھر مجھ پر بڑی کرم نوازی فرماتے تھے اس لیے واپسی پر گزرتے ہوئے

مجھ کو بھی اس دنیا میں مجاہد کی طرح زندگی گزارنے کی تلقین فرما گئے۔(رشحات۔ص۴۴)

☆۔وفات حسرت آیات:

آپ کی وفات ۱۷ ربیع الاول ۱۷ ہجری/1317ءکو ہوئی۔آپ کا مزار اقدس وابکنہ نزد بخارا شریف میں ہے اور زیارت گاہ خواص و عام ہے

☆۔مادہ تاریخ رحلت:

"یوسف ثانی" "شاہ عرفانی"

۱۷ہجری ۱۷ہجری

☆۔ارشادات قدسیہ:

۱۔ذکر جہر اس مبتدی شخص کو بہت فائدہ دے گا جس کی زبان جھوٹ اور غیبت سے پاک ہو اور روزی حلال کھاتا ہو اور اس کا دل ریا سے پاک ہو۔

۲۔ذکر جہر سے مبتدی کا دل پاک وصاف ہو جاتا ہے۔

(۱۴)

حضرت خواجہ علی رامیتنی

رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۔قطب زماں، عارف دراں

حضرت خواجہ علی رامیتنی ملقب بہ عزیزاں علی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: ۵۸۵ ہجری/1189ء ــــــــــ رامیتن (بخارا سے 10 کلومیٹر)

وصال: ۷۲۱ ہجری/1321ء ــــــــــ خوارزم (ایران)

☆۔تعارف:

آپ کا اسم گرامی علی تھا۔ آپ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم تھے آپ کا لقب عزیزاں ہے اور حضرت عزیزاں علی کے نام سے مشہور و معروف ہیں۔ صنعت باندگی میں مشغول و معروف رہا کرتے تھے۔ (صنعت باندگی آپ کا ذریعہ معاش تھا)

☆۔نسبت باطنی:

آپ کی نسبت باطنی خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ جب حضرت خواجہ محمود رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے خلافت کا کام آپ خواجہ علی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے کر دیا اور اپنے تمام اصحاب و مریدین کو آپ کے سپرد کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت خضر علیہ السلام کے صحبت دار تھے اور انہی کے اشارہ سے ہی حضرت خواجہ محمود فغنوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے تھے۔ حضرت خواجہ محمود رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی وفات کے وقت فرمایا اے علی! جو کچھ میرے سینے میں تھا میں نے تجھے دے دیا۔

☆۔حضرت عزیزاں رحمۃ اللہ علیہ:

اہل خوارزم آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خواجہ علی باوردی اور اہل بخارا آپ رحمۃ اللہ علیہ کو شیخ علی

رامیتنی اور صوفیاء آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت عزیزاں کہتے ہیں کیونکہ اثنائے گفتگو آپ اپنے نفس مبارک کو عزیزاں کہا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے آپ کو عزیزاں کہتے ہیں۔

(رشحات۔ص۳۵۔ حضرات القدس ص۱۴۲)

☆۔ولادت باسعادت:

آپ کی پیدائش موضع رامیتن (بخارا سے تقریباً 10 کلومیٹر دور) ۵۷۵ ہجری/1189ء میں ہوئی۔ (بعض نے آپ کی تاریخ پیدائش ۵۹۱ ہجری/1195ء بھی تحریر کی ہے) اتفاقات زمانہ کی وجہ سے آپ قصبہ رامیتن سے شہر باورد تشریف لائے اور ایک مدت تک یہاں مقیم رہے اور مخلوقات خدا کو خدا تعالیٰ کی طرف بلاتے رہے اور ان کی رشد وہدایت کا کام جاری رکھا۔ اللہ تعالیٰ سے اشارہ پا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ باورد شہر سے خوارزم تشریف لائے آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر وقت یہاں ریاضت ومجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔ آپ یہاں بھی حسب معمول ہدایت خلق میں معروف ہو گئے۔ لاتعداد آدمی آپ کے مرید بن گئے جس سے آپ کے سلسلہ کو بہت فروغ حاصل ہوا۔

☆۔فضائل ومناقب:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مقامات عالیہ وکرامات عجیبہ بہت ہیں۔ آپ مالک درجات و کمالات تھے۔ آپ کو لوگ قطب دوراں، قطب زماں کہہ کر پکارتے تھے۔ اور آپ سے والہانہ عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔ آپ مذہب حنفیہ کے پابند اخلاق پسندیدہ اور اوصاف حمیدہ سے پوری طرح متصف تھے۔ راہ سلوک میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام بہت اعلیٰ ارفع ہے۔ جو شخص ایک روز آپ کی صحبت میں بیٹھ جاتا وہ حقیقت اور معرفت الٰہی تک پہنچ

جاتا تھا۔حضرت مولانا عبدالرحمان جامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب نفحات الانس میں لکھا ہے کہ میں نے بعض اکابر سے سنا ہے کہ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ ذیل شعر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کی طرف اشارہ ہے۔

گر نہ علم حال فوق قال بودے کے شدے　　　　بندہ اعیان بخارا خواجہ نساج را

علم حال اگر قال سے بہتر نہ ہوتا تو سرداران بخارا خواجہ نساج (باشندہ) کے غلام کب بنتے۔یعنی خواجہ نساج کی کس طرح غلامی اختیار کرتے۔

☆۔تصنیف:

آپ کا ایک رسالہ بنام "رسالہ عزیزاں" ترجمہ ہوکر "رسائل نقشبندیہ" میں طبع ہو چکا ہے۔

☆۔حضرت علاؤالدولہ سمنانی علیہ الرحمۃ کے تین سوال:

حضرت شیخ سمنانی علیہ الرحمۃ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر تھے۔انہوں نے ایک درویش کے ذریعے تین سوالوں کا جواب چاہا۔ایک یہ کہ میں اپنے مریدوں کو آپ سے زیادہ پر تکلف اور عمدہ کھانے کھلاتا ہوں مگر سب آپ کی تعریف کرتے ہیں۔اور ہماری شکایت کرتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت عزیزاں رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ احسان جتا کر خدمت کرنے والے بہت ہیں اور احسان مند ہوکر خدمت کرنے والے تھوڑے ہیں۔کوشش کرو کہ تم دوسری قسم کے لوگوں سے ہوتا کہ کوئی تمہاری شکایت نہ کرے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی روحانی تربیت حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے کی ہے۔اس کا کیا سبب ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو لوگ اللہ تعالیٰ

کے عاشق ہوتے ہیں حضرت خضر علیہ السلام ان لوگوں کے عاشق ہو جاتے ہیں اور ان کی تربیت کرتے اور ان کو راستہ دکھاتے ہیں۔ تیسرا سوال یہ ہے کہ آپ ذکر جہر کیوں کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں نے سنا ہے کہ آپ ذکر خفی کرتے ہیں پس آپ کا بھی ذکر جہر ہو گیا۔ کیونکہ اس کی اطلاع ہم تک پہنچ گئی اور ذکر جہر وہی ہے جسے دوسرا جان لے۔ (نفحات الانس۔ ص ۴۴۱)

☆۔ فقیر محتاج نہیں:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند جانشین خواجہ ابراہیم قدس سرہ نے آپ سے پوچھا کہ اس کلمہ کے کیا معنی ہیں کہ فقیر خدا کا محتاج نہیں ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: فقیر اپنی حاجت کے لیے اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کرتا کیونکہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب جب اس کی حاجت کو جانتا ہے تو پھر اس کو سوال کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ تو سب کی حاجتیں جانتا اور پوری کرتا ہے۔

☆۔ کرامات بابرکات:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دو بیٹے تھے ایک خواجہ محمد جو خواجہ خورد رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور تھے کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو (حضرت عزیزاں علی رحمۃ اللہ علیہ) خواجہ بزرگ کہا کرتے تھے۔ اور خواجہ محمد کو خواجہ خورد۔ دوسرے خواجہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ تھے جو خواجہ محمد رحمۃ اللہ علیہ سے چھوٹے تھے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ وفات قریب آیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت و اجازت عطا فرمائی۔ بعض مریدوں کے دل میں خیال آیا کہ بڑے صاحبزادے کی

موجودگی میں جو عالم و عارف ہیں چھوٹے کو کیوں خلیفہ بنایا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے خطرے پر آگاہ ہو کر فرمایا کہ خواجہ خورد رحمۃ اللہ علیہ ہمارے بعد زیادہ دیر زندہ نہیں رہیں گے بلکہ جلدی ہمارے پاس پہنچ جائیں گے چنانچہ ایسا ہی وقوع وظہور ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے انیس دن بعد خواجہ خورد رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی جبکہ خواجہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے ۷۹۳ ہجری میں انتقال فرمایا۔ (رشحات ص ۱۱، حضرات القدس ص ۱۵۰)

روایت ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند حضرت خواجہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ نے حالت وجد میں "انا الحق" کہا تو ان کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے "لیس فی جبتی سوی اللہ" کہا تو انہیں کچھ نہ کہا گیا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دونوں کے قول میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ منصور رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے انا کہہ کر اپنی ہستی پیش کی اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے لیس کہا اور اپنی عاجزی و نیستی کا اقرار کیا۔ اس لیے منصور رحمۃ اللہ علیہ کو پھانسی دے دی گئی اور بایزید رحمۃ اللہ علیہ بچ گئے۔ نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر حضرت عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء و مریدوں میں سے اس وقت کوئی ہوتا تو منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کو ہرگز پھانسی نہ لگنے دیتا اور انہیں مقام وحدت سے نکال کر آئندہ منازل کی سیر کراتا (رشحات۔ ص ۔۴۷۔ حضرات القدس اردو ص ۔۱۴۶)

☆۔وفات:

آپ کا وصال بروز منگل ۱۸ ذیقعد ۷۲۱ ہجری بمطابق 1321ء کو خوارزم (ایران) میں ہوا۔ اور وہیں آپ کی آخری آرام گاہ بنی اس علاقے میں آپ کی قبر مبارک نہایت ہی

متبرک بھی جاتی ہے اور آپ کے مزار شریف پر ہر وقت لوگوں کا بڑا ہجوم رہتا ہے۔ آپ کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے۔ بعض نے ۱۵ کے ہجری/1315ء بھی تحریر کی ہے۔(وفیات الاخیار حضرات القدس)

☆۔قطعہ تاریخ رحلت:

قدر اعلیٰ و عز عالی یافت	چوں علی شد بجنت العالی
کو علی بود ز اب رحلت او	نیز عاشق ولی عزیز علی
۲۱ کے ہجری	۲۱ کے ہجری

☆۔خلفاء:

حضرت خواجہ عزیزاں علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور و کامل خلفاء کے نام یہ ہیں:

۱۔ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ حضرت خواجہ محمد یار رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ خواجہ خورد قدس سرہ (بڑے فرزند ارجمند)

۴۔ خواجہ ابراہیم قدس سرہ (چھوٹے فرزند ارجمند)

۵۔ حضرت خواجہ محمد باوردی رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ حضرت خواجہ محمد صلاح بلخی رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ حضرت خواجہ محمد کلاہ رحمۃ اللہ علیہ

☆۔ارشادات قدسیہ:

ا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہم نشین رہو۔اگر اللہ تعالیٰ کی ہم نشینی

نہیں کر سکتے تو اس کے ہم نشین رہو جو خدا کی ہم نشینی رکھتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہم نشین کا ہم نشین اللہ تعالیٰ کا ہم نشین ہے۔

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا گو نشیند در حضور اولیاء

۲۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر تو نیکوں کے پاس بیٹھے گا تو نیک بن جائے گا اور اگر بدوں (بدوں) کے پاس بیٹھے گا تو بد ہو جائے گا۔ اگر تو ایسے شخص کے ساتھ بیٹھے جو خدا کی یاد کو تجھ سے بھلا دے تو تو جان لے کہ وہ انسانی شکل میں شیطان ہے۔ اور ابلیس انسان ابلیس جن سے بدتر ہے کیونکہ وہ پوشیدہ وسوسہ ڈالتا ہے اور یہ ظاہر ہو کر۔

با ہر کہ نشستی و نشد جمع دلت   وز تو نرمید زحمت آب و گلت

زنہار ز صحبتش گریزاں مے باش   ورنہ نکند روح عزیزاں بحلت

ترجمہ: جس شخص کے پاس آپ بیٹھیں اور اس کی صحبت سے آپ میں دلجمعی نہ پیدا ہو۔ اور آب و گل کی کدورتیں دور نہ ہوں اس شخص کی صحبت سے دور بھاگو ورنہ علی عزیزاں کی روح آپ کی اس غلطی کو معاف نہ کرے گی۔ (حضرات القدس اردو ص ۱۴۴)

۳۔ آپ فرماتے ہیں کہ نیک دوست کی صحبت نیک کام کی صحبت سے بہتر ہے کیونکہ نیک کام تم کو تکبر اور پندار سے نہیں بچاتا۔ اور نیک دوست تم کو اصلاح و ثواب کا راستہ بتائے گا۔ (حضرات القدس ۱۴۴)

۴۔ بندہ خدا نہیں ہو سکتا۔ مگر خدا کی صفات سے تجلیاتی طور پر متصف ہو جاتا ہے۔

(۱۵)

حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۔عارف باکمال پیر بے مثال

حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمتہ اللہ علیہ

ولادت: ۵۹۱ ہجری/1195ء۔۔۔۔۔۔۔۔سماس (نزد بخارا)

وصال: ۷۵۵ ہجری/1354ء۔۔۔۔۔۔۔۔سماس (نزد بخارا)

☆۔تعارف:

آپ خواجہ علی رامیتنی حضرت عزیزاں رحمتہ اللہ علیہ کے اجل و اعظم خلفاء میں سے ہیں۔ آپ کا اسم گرامی محمد بابا رحمتہ اللہ علیہ تھا۔آپ موضع سماس کے رہنے والے تھے اسی نسبت سے آپ کو محمد بابا سماسی کہتے تھے۔حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے قول کے مطابق سماس مضافات طوس (مشہد) سے ہے(انتباہ سلاسل اولیاء)

☆۔ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت باسعادت ۲۵ رجب المرجب ۵۹۱ ہجری بمطابق 1195ء کو قصبہ سماس علاقہ رامیتن (بخارا) میں ہوئی۔

☆۔انتساب باطنی:

طریقت میں آپ کا انتساب خواجہ علی رامیتنی رحمتہ اللہ علیہ حضرت عزیزاں قدس سرہ سے ہے۔آپ عرصہ دراز تک اپنے پیر روشن ضمیر حضرت عزیزاں رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت کیمیا خاصیت میں رہے اور ظاہری و باطنی فیوض و برکات سے وافر حصہ حاصل کیا۔آپ اپنے شیخ و مرشد کے نہایت ہی منظور نظر تھے۔حضرت عزیزاں رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی وفات سے پہلے آپ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا اور تمام اصحاب کو آپ کی متابعت کا حکم دیا۔(رشحات ص ۴۱)

☆ استغراق ومحویت:

آپ کے اوپر عموماً محویت واستغراق کا عالم طاری رہتا تھا۔ آپ کی محویت اور استغراق کی یہ حالت تھی کہ آپ اپنے چھوٹے سے باغ میں جو اس میں واقع تھا تشریف لے جاتے تھے اور وہاں انگوروں کی شاخوں کو اپنے دست مبارک سے تراشتے۔ جب ایک شاخ کو کاٹتے تو غلبہ حال واستغراق کی وجہ سے آری آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ سے گر جاتی اور آپ بے خود ہو جاتے یہ بے خودی اور غیبت دیر تک رہتی جب ہوش میں آتے تو پھر شاخ کو کاٹنا شروع کر دیتے اور پھر بے ہوش ہو جاتے۔ اس طرح اس کام میں بہت دیر ہو جاتی (رشحات ص ۳۴)

☆ پیشن گوئی ولادت حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ:

آپ رحمۃ اللہ علیہ اولیائے عظام اور مشائخ کبار سے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سر سلسلہ نقشبندیہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت با سعادت کی خوشخبری دی تھی۔ حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سے پہلے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کوشک ہندواں سے گزرتے تو فرماتے:

ازیں خاک بوئے مردے مے آید   زود باشد کہ کوشک ہندواں قصر عارفاں شود

اس زمین میں سے ایک مرد خدا کی خوشبو آتی ہے جلد ہی ایسا ہوگا کہ "کوشک ہندواں" قصر عارفاں بن جائے گا۔ ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے خلیفہ اعظم حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کے مکان سے قصر عارفاں کی طرف متوجہ ہوئے اور پھر وہاں پہنچ کر فرمایا کہ وہ خوشبو اب زیادہ ہو گئی ہے اور بے شک وہ مرد سعادت پیدا ہو گیا ہے۔ اس

وقت حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت کو تین روز ہو چکے تھے۔چنانچہ آپ کے جد امجد آپ (حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) کو لے کر حضرت خواجہ بابا محمد سماسی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا و توجہ کے لیے التماس کی حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ ہمارا فرزند ہے اور ہم نے اس کو اپنی فرزندی میں قبول کیا۔اور پھر اصحاب سے فرمایا کہ یہ وہی مرد خدا ہے جس کی خوشبو ہم نے سونگھی تھی۔یہ لڑکا عنقریب اپنے وقت کا مقتدی ہوگا۔(یعنی قطب پیشوا ہوگا)۔بعد ازاں آپ نے اپنے خلیفہ اجل حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: تم میرے فرزند بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں شفقت و تربیت سے ہرگز دریغ اور کوتاہی نہ کرنا۔اگر تم اس میں کوتاہی کرو گے تو میں تمہیں معاف نہیں کروں گا۔ حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ نے کھڑے ہو کر ادب و احترام سے سینے پر ہاتھ رکھ کر عرض کیا کہ اگر کوتاہی کروں تو میں مرد نہیں۔(نفحات الانس ص۳۴۲ رشحات ص۱۴)

☆۔کشف و کرامات:

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میری شادی کا زمانہ قریب آیا تو میرے جد بزرگوار نے مجھ کو حضرت بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا تاکہ آپ کی قدم بوسی کی برکت سے یہ کام انجام کو پہنچ جائے جب میں آپ کی زیارت کو گیا اور آپ کی مسجد میں دو رکعت نماز پڑھی اور سر سجدہ میں رکھا اس وقت میری زبان سے یہ نکلا اے اللہ! اپنی بلاؤں کو اٹھانے کی طاقت مجھ کو عطا فرما اور اپنی محبت برداشت کرنے کی طاقت عطا فرما جب میں صبح کو حضرت بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اے فرزند یہ دعا کرنی چاہیے کہ اے

خدا! جو کچھ تیری مرضی ہو اس پر قائم رہنے کی اس بندہ ضعیف کو اپنے فضل وکرم سے توفیق عطا فرما اور خدائے بزرگ و برتر کی مرضی بھی یہی ہے کہ بندہ بلاؤں میں مبتلا نہ ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے اپنے کسی دوست پر کوئی بلا نازل کرتا ہے تو اس کو برداشت کی طاقت بھی عطا فرماتا ہے اور اسکی مصلحت وحکمت کو بھی نازل کرتا ہے اپنی خواہش سے بلا کو طلب کرنا مشکل ہے اس لیے گستاخی نہیں کرنی چاہیے۔ (نفحات الانس ص ۳۴۲) یہ ہے مومن کی بصیرت وفراست۔

☆۔ اہم نکتہ:

ہر طالب کو چاہیے کہ اپنے شیخ ومرشد کے ہر حکم کو بجالانے میں تامل نہ کرے۔ کیونکہ ان کی ہر بات میں ایک راز پنہاں ہوتا ہے ہمارے جیسے ناکارہ کم فہم اور کم علم اسے سمجھیں یا نہ سمجھیں اس کے لیے ضروری ہے کہ پہلے اپنے پیر ومرشد کا مقام ومرتبہ سمجھیں۔ بقول پیر رومی رحمۃ اللہ علیہ:

پیر کامل صورت ظل الٰہ   یعنی دید پیر • دید کبریا

☆۔ وفات حسرت آیات:

آپ کی رحلت ۱۰ جمادی الآخر ۵۵ ہجری بمطابق 1354ء کو ہوئی اور مرقد انور موضع سماس (نزد بخارا ازبکستان) میں مرجع خاص وعام ہے۔

☆۔ مادہ تاریخ وفات:

"باب الطریقت"   "محبوب خدا"   رہبر پاک بابا محمد سماسی رحمۃ اللہ علیہ

۵۵ ہجری   ۵۵ ہجری   ۵۵ ہجری

☆۔ قطع تاریخ وفات:

درخُلد چو از دیار دنیا　　　مطلوب خدا احمد آمد

تاریخ وصال او زسرور　　　محبوب خدا احمد آمد

☆۔ ارشادات قدسیہ:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا دعا یوں کرنی چاہیے۔ خدایا اس بندہ ضعیف کو اپنے فضل وکرم سے اسی پر قائم رکھ جس میں تیری رضا ہے۔

☆۔ خُلفاء:

۱۔ فرزند ارجمند خواجہ محمود سماسی رحمۃ اللہ علیہ (بروایت دیگر محمود کی جگہ محمد ہے)

۲۔ خواجہ دانش مند رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ خواجہ صوفی محمد سوخاری رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ حضرت خواجہ سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ (حالات آئندہ آئیں گے)

(۱۶)

خواجہ شمس الدین

حضرت سیّد امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۔مقبول ذوالجلال محبوب لایزال

حضرت خواجہ شمس الدین سیّد امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: ۶۷۶ہجری/1278ء ـــــــــــ سوخار (نزد بخارا)

وصال: ۷۷۲ہجری/1371ء ـــــــــــ سوخار (نزد بخارا)

☆۔تعارف:

آپ کا اسمِ گرامی شمس الدین امیر ہے۔آپ صحیح النسب سیّد اور نہایت شریف اور نجیب خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کوزہ گری کا شغل رکھتے تھے۔فارسی زبان (بخارا کی زبان) میں کوزہ گر کو کلال کہتے ہیں لہذا آپ سیّد امیر کلال کے نام سے آسمانِ طریقت پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔آپ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کے اعظم و اکمل خلیفہ اور اپنے زمانے کے مقتدا اور پیشوا تھے۔

☆۔ولادت باسعادت:

آپ موضع سوخار میں ۶۷۶ ہجری/1278ء میں پیدا ہوئے قصبہ سوخار قصبہ سماس سے 25 کلومیٹر اور بخارا شریف سے 6 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔

☆۔اکتساب و حالات بیعت:

حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ ابتدائے جوانی میں فن کشتی (ریسلنگ۔Wrestling) میں مشغول رہتے تھے۔ایک روز حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے اکھاڑے (کشتی لڑنے کی جگہ Arena) کے پاس سے گزرے تو ایک دیوار کے سایہ میں ٹھہر گئے اور اپنی پوری توجہ ان (سید امیر کلال رحمۃ اللہ

علیہ) کی طرف مبذول فرمائی۔ اسی اثناء میں حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کی نظر محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ پر پڑی اسی وقت حضرت محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی قوت جاذبہ سے سید امیر رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی طرف کھینچ لیا اور وہ بے اختیار حضرت بابا رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے آپ کے دربار میں پہنچے آپ نے ان کو طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی تلقین فرمائی اور اپنی فرزندی میں قبول فرمایا۔ اس واقعہ کے بعد حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے کشتی لڑتے نہ دیکھا اور نہ ہی بازار چلتے دیکھا حتیٰ کی آپ امام الصادقین اور سید العارفین ہو گئے۔ آپ بیس سال (بروایت تیس سال) تک حضرت بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کیمیا خاصیت میں رہے اور ظاہری اور باطنی فیوض وبرکات سے مالا مال ہوئے۔ حضرت بابا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ کی وصیت کے مطابق حضرت بہاؤ الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم وتربیت بھی فرمائی اور آپ کی نگرانی میں درجہ کمال کو پہنچے آپ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل واعظم خلفاء میں سے تھے اور آپ فنافی الشیخ کی سچی تصویر تھے۔

☆۔زہد وتقویٰ:

ایک دفعہ امیر تیمور نے سمرقند سے ایک قاصد سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا کہ اس ولایت کو قدم مبارک سے مشرف کریں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے صاحبزادے کو عذر خواہی کے لیے بھیج دیا اور فرمایا امیر تیمور تم کو جاگیر یا انعام دے گا تو ہرگز قبول نہ کرنا۔ اگر تم قبول کرو گے تو اپنے جد بزرگوار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے خلاف کرو گے۔ درویش ہر وقت مومنوں کے لیے دعا میں مشغول رہتے ہیں اور اگر وہ دنیا کی طرف میلان کریں تو ان کی دعا حجاب میں ہو جاتی ہے۔

امیر تیمور نے حضرت امیر عمر رحمۃ اللہ علیہ صاحبزادہ امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کو تمام بخارا عطا کیا سید ممدوح نے قبول نہ کیا امیر تیمور نے عرض کیا اگر سارا نہیں تو کچھ حصہ قبول کر لیجیے ۔آپ نے پھر انکار کیا اور کہا اجازت نہیں ہے ۔

☆ ۔کرامات بابرکات:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حرمین شریفین (مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ) سے صوفیاء کرام کی ایک جماعت تشریف لائی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق دریافت کیا لوگوں نے عرض کیا کہ وہ رحلت فرما گئے ہیں ۔ یہ سن کر وہ بہت رنجیدہ ہوئے انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ ان کی اولاد امجاد سے ملیں گے ۔ چنانچہ وہ سوخار آئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ملے اور حضرت کے کمالات کا ذکر کرنے لگے ۔

لوگوں نے کہا کہ حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی حج نہیں کیا اور کبھی حرمین شریفین نہیں گئے آپ ان کو کیسے جانتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں ہمارے علاوہ حرمین شریفین میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اور بہت سے مرید بھی ہیں ۔ تیس سال سے حضرت صاحب ہر سال حج پر تشریف لایا کرتے تھے ۔ اس سال آپ نہ آئے ہم آپ کی زیارت کے مشتاق تھے اس لیے حاضر ہوئے ہیں افسوس کہ زیارت میسر نہ ہوئی اور فرمایا زیادہ تو افسوس یہ ہے کہ ایسے صاحب کمال کی قدر تم نہیں جانتے ان کی قدر و منزلت عرب شریف میں جا کر دیکھو ۔

جہاں میں اہل ایماں صورت خورشید جیتے ہیں
ادھر ڈوبے اُدھر نکلے ۔ اُدھر ڈوبے ادھر نکلے

☆ ۔ ایک اہم نکتہ:

یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جتنی قدر کسی بزرگ یا درویش کی بیرون شہر یا بیرون ملک ہوتی ہے اس کی اتنی قدر اپنے گھر اور ملک میں نہیں ہوتی ۔ اس بات سے بھی سب متفق ہیں کہ کسی بزرگ کا صحیح مرتبہ اور اس کی شان اس دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد ہی ظاہر ہوتی ہے کیونکہ اس کی زندگی میں لوگ اس کو اپنے جیسا ہی سمجھتے ہیں ۔ اور بہت بڑے حجاب میں رہتے ہیں خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو کسی بزرگ کی ظاہری حیات میں اس کی قدر ومنزلت جان کر خدمت کریں اور ظاہری وباطنی برکات وحسنات سے مالا مال ہوں ۔ اور جو مخدوم بننا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنے شیخ ومرشد کی خدمت میں ذرہ بھر بھی کوتاہی نہ کرے کیونکہ:

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد

ہر کہ خود را دید او محروم شد

☆ ۔ ارشادات قدسیہ:

۱۔ حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے تھے کہ جب تک تم لقمہ اور خرقہ کو پاک نہیں رکھو گے اور نبی کریم ﷺ کی شریعت کا اہتمام نہیں کرو گے اس وقت چاہے تم عبادت کی کثرت کی وجہ سے کبڑے ہو جاؤ اور ریاضت کرتے کرتے تمہارا بدن کمان کی طرح دبلا پتلا اور نحیف ولاغر ہو جائے لیکن تم ہرگز ہرگز منزل مقصود حاصل نہیں کر سکتے ۔ کیونکہ تمام کاموں کی اصل یہی ہے اور فرمایا آیت کریمہ ثیابک فطہر (یعنی اپنے کپڑے پاک رکھو) کا یہی مطلب ہے ۔

۲۔ جب تک تم زندہ ہو طلب علم سے ایک قدم بھی دور نہ رہو کیونکہ طلب علم تمام مسلمانوں پر فرض ہے اول علم ایمان، دوم علم نماز، سوم علم روزہ، چہارم علم زکوۃ، پنجم علم حج (اگر استطاعت ہو) ششم والدین کی خدمت، ہفتم صلہ رحم، ہشتم خرید و فروخت کا علم، نہم حلال وحرام کا علم، کیونکہ بہت سے آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ بے علمی کے سبب تباہی کے بھنور میں پھنس جاتے ہیں۔

۳۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے کیونکہ خدا ترسی سے بہتر کوئی عبادت نہیں اور جب تم اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہو تو کلمہ توحید سے پہلے تمام ماسوائے حق کی نفی کرتے رہا کرو اور غیر مشروع میں باتیں نہ کرو۔ اور کلمہ "الا اللہ" سے تمام مشروعات کا اثبات کرو۔ اور اپنے دل میں ہر وقت یہ سمجھتے رہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی شخص عبادت اور سجدہ کے لائق نہیں ہے۔ جب تم نے یہ جان لیا تو تم ذاکرین میں سے ہو گے اور صحیح ذکر کرنے والے بنو گے۔

۴۔ دوستو دل زبان اور جسم کی پاکیزگی حلال لقمے سے حاصل ہوتی ہے آدمی کے معدے کو پانی کا حوض جانیے حوض سے مختلف سمتوں میں پاک پانی اسی صورت میں نکل سکے گا جب کہ خود حوض میں پانی پاک ہوگا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جو کوئی چالیس دن تک حلال روزی کھائے اللہ تعالیٰ اس کے دل وزبان کو علم و حکمت سے بھر دے گا اور اس کا دل روشن ہونے لگے گا۔ مگر شرط اولین یہ ہے کہ تقویٰ کو ہر حال میں اپنا شعار بنائے رکھے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کے احکام خاکساری سے بجا لاؤ تم جہاں بھی ہو علم و عمل کی طلب کا ثبوت دو علم و عمل حاصل کرنے کی خاطر آب و آتش کے طوفان سے بھی گزرنا سیکھو۔

☆۔صاحبزادگان:

۱۔سیّد امیر برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ آپ کی تربیت حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی۔

۲۔سیّد امیر حمزہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کی تربیت مولانا عارف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی۔

۳۔سیّد امیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کی تربیت مولانا شیخ یادگار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی بہت خدمت گزار تھے۔

۴۔سیّد امیر عمر رحمۃ اللہ علیہ آپ کی تربیت شیخ جمال الدین دہستانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی صاحب کرامات تھے۔

☆۔وفات حسرت آیات:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت ۸ جمادی الاولی ۷۷۲ ہجری بروز جمعرات بوقت صبح صادق سوخار میں ہوئی۔حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت کے مطابق حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جسد مبارک کو سپرد خاک کیا آپ کا مزار پُر انوار قصبہ سوخار (بخارا) میں مرجع خاص وعام ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آخری وقت میں اپنے صحابہ کو حضرت خواجہ بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ کی متابعت کا حکم دیا تھا۔

☆۔مادہ تاریخ رحلت:

صاحب انوار عرفان بود	ابجد اہل خلوص	میر سید پیشوا امجد کلال
۷۷۲ ہجری	۷۷۲ ہجری	۷۷۲ ہجری

☆۔قطعات تاریخ رحلت:

۱۔میر جنت شد چو باعز و وقار	سیّد اکرم شہا سعد کلال
گفت تاریخ وصال او خرد	میر سید پیشوا امجد کلال
	(۷۷۲ہجری)
۲۔کرد رحلت چوں امیر اولیاء	ہر کسے سالش بہ سلک نظم سفت
ہاتف غیبی بتاریخ وصال	صاحب انوار عرفان بود گفت
	(۷۷۲ہجری)

خلفاء عظام:

۱۔ایک روایت کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ کے 414 خلفاء تھے۔ان میں سے ہر ایک صاحب ارشاد تھا۔ان میں سے چار آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چاروں فرزندان ارجمند ان کی تربیت اپنے چار صاحب حال خلفاء کے سپرد کی تھی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور خلفاء میں سرفہرست حضرت خواجہ بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

۲۔مولانا محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ

۳۔شیخ یادگار رحمۃ اللہ علیہ

۴۔شیخ جمال الدین دہستانی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۷)

حضرت سیّد بہاؤ الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۔ خواجہ خواجگان سر سلسلہ نقشبندیہ، امام الطریقہ، شیر شریعت قطب

الاقطاب، شہنشاہ نقشبند حضرت سیّد بہاؤالدین نقشبند بخاری

رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: ۱۸ھ ہجری/1318ء__________قصر عارفاں (بخارا شریف)

وصال: ۹۱ھ ہجری/1389ء__________قصر عارفاں (بخارا شریف)

☆۔تعارف:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی اسم گرامی بہاؤالدین لقب نقشبند عرف مشکل کشا ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کا اسم گرامی محمد البخاری تھا۔آپ مادرزاد ولی اللہ تھے۔بچپن ہی سے آثار ولایت اور انوار کرامت وہدایت آپ کی پیشانی مبارک سے ظاہر وآشکار ہو رہے تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ کے امام طریقت وحقیقت، مقتدائے شریعت اور پیشوا اہل سنت والجماعت تھے۔معرفت الہیٰ میں جو مقامات ومراتب آپ کو حاصل تھے وہ شاید ہی کسی کو حاصل ہوئے ہوں۔

☆۔ولادت باسعادت:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۴محرم الحرام ۱۸ھ ہجری/1318ء میں قصر عارفاں (بخارا شہر سے 5 کلومیٹر) میں ہوئی۔قصر عارفاں کا پہلا نام کوشک ہندواں تھا جو حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے قصر عارفاں بن گیا (رشحات۔ص ۵۴)

☆۔نسبت باطنی:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا انتساب بظاہر حضرت سیّد امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ سے ہے اور ظاہر

تربیت بھی انہی سے ہوئی مگر حقیقتاً آپ رحمۃ اللہ علیہ اویسی ہیں کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی

تربیت باطنی حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت سے ہوئی۔(نفحات الانس۔۳۴۵۔رشحات ص ۵۴) آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اویسی طور پر سلسلہ نقشبندیہ کے دوسرے بزرگوں سے بھی فیوض وبرکات اور کمالات حاصل ہوئے۔

☆۔حسب ونسب:

آپ رحمۃ اللہ علیہ سادات بخارا سے ہیں۔بعض تذکرہ نگار رقمطراز ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد سے ہیں۔بعض تذکرہ نگار آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب پچیس واسطوں سے امیر المومنین سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاتے ہیں۔اور بعض نے لکھا ہے کہ آپ حضرت امام حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں۔

☆۔حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں:

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اوائل احوال تجلیات وجذبات و بے قراری کے زمانہ میں راتوں کو میں اطراف بخارا اولیائے عظام کے مزارات پر حاضری دیا کرتا تھا۔ان بزرگوں سے اشارہ پا کر (خصوصاً حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ سے) میں حضرت امیر اکلال رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔حضرت سید امیر کلال نے مجھے ذکر کی تلقین کی اور بطریق خفیہ نفی اثبات میں مشغول فرمایا۔ایک مدت تک اس سبق پر عزیمت حاصل کی اور ذکر جہر نہ کیا۔چونکہ مجھے اخبار رسول مقبول ﷺ اور آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہ پر عمل کا حکم تھا۔اس لیے علماء کرام کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔اور

احادیث پڑھا کرتا تھا اور ان پر عمل کر کے اپنے باطن میں مشاہدہ کرتا تھا۔(انیس

(الفالبین اردو ص۔۴۰)

ایک عرصہ بعد سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اے بہاؤ الدین حضرت محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ نے تمہارے حق میں جو وصیت فرمائی تھی میں نے اسے پورا کیا جس طرح انہوں نے میری تربیت فرمائی میں نے بھی اسی طرح تمہاری تربیت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اور میں نے تمہارے لیے یہ پستان خشک کیے ہیں تمہاری ہمت کا مرغ بلند پرواز واقع ہوا ہے۔ اب تم کو اجازت ہے کہ جہاں سے خوشبو تمہارے دماغ سے پہنچے ترک و تاجک سے طلب کرو اور اپنی ہمت کے مطابق طلب کرنے میں کوئی کمی اور کوتاہی نہ کرو (رشحات ص ۵۵)

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سات سال تک مولانا عارف دیگ کرانی قدس سرہٗ کی خدمت میں رہے جو حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کی صحبت میں بطور متابعت اور تعظیم کے رہے۔ بعد ازاں حضرت شیخ قثم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دو تین ماہ رہے اور اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت حکیم خلیل اتا قدس سرہ کی خدمت میں بارہ سال رہے۔

☆ ۔وجہ تسمیہ لقب نقشبند:

۱۔ چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی ہی صحبت میں ماسوٰی کا نقش سالک کے دل سے مٹ جاتا ہے اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ نقشبند کے لقب سے مشہور ہوئے ہیں۔

۲۔ اور چونکہ نقشبند صورت بنانے والا اور پیدا کرنے والا کے معنی میں بھی آیا ہے اس لیے جس وقت صفت تکوین آپ کو عنایت ہوئی ممکن ہے خطاب نقشبند بھی بارگاہ اللہ رب

العزت سے آپ کو عطا ہوا ہو (رسالہ انسیہ ص۔۳۹۔ بحوالہ حضرات القدس)

۴۔آپ رحمۃ اللہ علیہ یادِ حق کا نقش دل پر قائم کرتے تھے جو کبھی نہ مٹتا اسی وجہ سے اس سلسلہ کا نام نقشبند معروف ہوا۔یاد رہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے اس سلسلہ طریقت کا نام سلسلہ رسولیہ صدیقیہ رضی اللہ عنہ طیفوریہ رحمۃ اللہ علیہ تھا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد اس سلسلہ کا نام سلسلہ عالیہ نقشبندیہ پڑ گیا۔

☆۔چار نسبتیں اور خواجگان نقشبندیہ:

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے خواجگان قدس اللہ اسرارھم کی تصوف میں چار نسبتیں ہیں۔ایک حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ ان کے علم اور حکمت کو زیادہ کرے دوسرے شیخ جنید سید الطائفہ قدس سرہ۔اللہ تعالیٰ ان کے اسرار کو پاک کرے۔تیسرے سلطان العارفین حضرت شیخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کو ہے۔چوتھے امیر المومنین حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہے اس لیے طریقہ کے درویشوں کو نمک مشائخ کہتے ہیں (حضرات القدس بحوالہ رسالہ انسیہ)

☆۔اتباع سنت رسول مقبول ﷺ:

آپ رحمۃ اللہ علیہ میں اتباع سنت وشریعت بطریق اعلیٰ موجود تھی اور سلوک وتصوف کو قرآن وحدیث کے تابع رکھتے تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بدعات اور قبیح رسوم سے سخت نفرت تھی آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے (ترجمہ) میرا طریقہ ”عروۃ الوثقیٰ“ (مضبوط کڑا) اور میں نے جو کچھ پایا فضل الٰہی سے پایا میرے طریقہ میں تھوڑے عمل کا

اجر زیادہ ہے لیکن متابعت شریعت لازمی ہے“۔

دوم مراقبہ اور ہے اور محاسبہ یہ ہے کہ سالک ہر گھڑی حساب کرتا رہے کہ مجھ پر کیا گزری ہے اگر خود کو شرع کے خلاف پائے تو اس کا جلد تدارک کرے اگر شرع پر استقامت حاصل ہو جائے تو اللہ کا شکر ادا کرے۔ کسی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کس طرح حاصل کروں فرمایا اتباع سنت و شریعت سے۔

☆۔ توجہ عارف:

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "مَنْ عَرَفَ اللّٰہ لاَ یخفی علیہ شی ٔ" "جس نے خدا کو پہچانا اس سے کوئی چیز مخفی نہیں رہ سکتی۔ یعنی عارف جب اشیاء کی طرف توجہ کرتا ہے تو وہ اس پر ظاہر ہو جاتی ہیں (انیس الطالبین ص ۱۲)

فرمایا میرا مرید جس جگہ بھی ہو میں اس کے حالات سے باخبر ہوتا ہوں۔ اور فرماتے ہیں کہ آئینہ ہر یک مشائخ را دو جہت است و آئینہ ما را شش جہت است۔ (ہر ایک شیخ کے آئینہ کی دو جہت ہوتی ہیں اور ہمارے آئینہ کی شش جہت ہیں)

☆۔ ریاضت و مجاہدہ:

حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس قدر ذکر و فکر اور ریاضت آپ بڑھاپے کے عالم میں کرتے تھے ہم سے وہ جوانی میں بھی نہ ہو سکا۔ دراصل آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سارا وقت عبادت الٰہی میں گزرتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بے نفس اور سادہ اس قدر تھے کہ اپنے سر پر مٹی کی ٹوکری اٹھاتے اور زبان فیض ترجمان سے یہ شعر بھی پڑھتے تھے۔

بجان و دل کنم کارے تو چہ دانہ کنم | بسر دو ید کشم بارے تو چہ دانہ کشم

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ، اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے مقامات کی سیر کرائی گئی یہاں تک کہ میں ایک عالیشان بارگاہ میں پہنچا معلوم ہوا کہ یہ بارگاہ محمد ﷺ ہے۔ میں نے بڑی تعظیم سے آستانہ عالیہ پر سر رکھا اور خدا کا شکر بجالایا۔ (حضرات القدس) جب آپ رحمۃ اللہ علیہ حج کے موقع پر مدینہ منورہ پہنچے تو مسجد نبوی ﷺ زادہ اللہ تعظیما میں پندرہ روز سربسجود رہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کناں ہوئے: یا الٰہی امت کے قویٰ ضعیف ہو گئے ہیں۔ اب ان میں سخت مجاہدات کی ہمت نہیں رہی اور نہ ہی سختی جھیلنے کی قوت باقی ہے نبوت اور خیر و برکت کا زمانہ ان سے دور ہوتا جا رہا ہے۔ اپنے فضل سے مجھ کو وہ طریق عنایت فرما جو آسان ہو اور جس سے تجھ تک پہنچنے میں آسانی ہو۔ آخر پندرھویں روز دریائے رحمت موجزن ہو کر الہام ہوا۔ اے بہاؤ الدین نقشبند! ہم تجھے وہ طریق عنایت فرماتے ہیں جو ہمارے حبیب ﷺ ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اور تمام بزرگان دین کا تھا۔ یعنی وقوف قلبی اور اتباع سنت نبوی ﷺ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ جل جلالہ کا شکریہ ادا کیا اور سر سجدہ سے اٹھایا اور اس طریقہ الہامیہ (نقشبندیہ) کو رواج دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وقوف قلبی ہر حال میں چاہیے۔ یعنی کھانے میں بات کرنے میں سننے، چلنے، خرید و فروخت کرنے میں، عبادت میں، نماز میں قرآن مجید کی تلاوت کرنے میں، لکھنے پڑھنے میں غرض کسی لحہ توجہ الی اللہ سے غافل نہ ہوتا کہ مقصود حاصل ہو۔

یک چشم زدن غافل ازاں ماہ نباشی   شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی (حضرات القدس)

(۲۵۶)

(ایک مرتبہ پلک مارنے کی مقدار بھی اس دوست سے غافل نہ ہو مبادا نظر لطف کرے

اور تجھ کو خبر نہ ہو)۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: (ترجمہ) ''یعنی جو کوئی ہمارے سلسلہ میں قدم رکھے گا جب تک مقصد کو نہیں پہنچے گا اس دنیا سے نہیں جائے گا اور جو کوئی ہمارے سلسلہ سے تحقیر و تخفیفاً منہ پھیر لے وہ دنیا سے ایمان کے بغیر ہی جائے گا''۔

سبحان اللہ! اس ارشاد گرامی سے ثابت ہو گیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ سے محبوبیت و معشوقیت کا درجہ عطا کیا ہے اور جو لوگ طریقہ نقشبندیہ سے سرکش اور روگرداں ہیں اور اس طریقہ کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں وہ مرتد اور منافق ابدی ہیں۔

☆۔گزارش:

عاجز رقم الحروف اپنے قارئین کرام اور متوسلین سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے ملتمس ہے کہ وہ بھی اپنے آپ کو قطب الاقطاب حضرت شہنشاہ نقشبند یہ رحمۃ اللہ علیہ کے رنگ میں رنگ کر شریعت و طریقت کے مدارج عالیہ پر فائز ہوں تا کہ دوسروں کو یہ موقع ہی نہ ملے بلکہ معترضین جب نقشبندی حضرات کو دیکھیں تو ان کے منہ سے بے اختیار نکل جائے۔

(لیکن تو چیزے دیگری)

☆۔وفات:

آپ نے ۷۳ سال کی عمر میں بتاریخ ۳ ربیع الاول ۷۹۱ ہجری بمطابق 1389ء بروز پیر وصال فرمایا۔ (رشحات۔۵۱۔۵۷) یہ امیر تیمور کا زمانہ تھا۔

مزار پر انوار قصر عارفاں (نزد بخارا شریف) میں مرجع خاص و عام ہے۔

☆۔مادہ تاریخ وفات:

"قصر عارفاں" "عرفان فقری" "خاک مصلیٰ"

۱۹۷ ہجری ۱۹۷ ہجری ۱۹۷ ہجری

☆۔قطعات تاریخ رحلت:

رفت شاہ نقشبنداں خواجہ دنیا و دیں آنکہ بودے شاہ او دین و دولت را نقش

مسکین و ماوائے او چوں بود قصر عارفاں قصر عارفاں زین سبب آمد حساب

☆۔وصیت:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ میرے جنازے کے آگے کلمہ شہادت اور قرآن کریم نہ پڑھیں کیونکہ یہ بے ادبی ہے بلکہ یہ رباعی پڑھیں۔

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو شیئاً للہ از جمال روئے تو

دست بکشا جانب زنبیل ما آفریں بر دست و بر بازوئے تو

☆۔کرامات بابرکات:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بے شمار کرامات زبان زد خلائق ہیں لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لاکھوں مردہ قلوب کو ذکر حق سے زندہ کر دیا قلوب مومنین پر ایسا نقش باندھا کہ وہ پھر نہ مٹا اور قبر میں ساتھ گیا۔

قارئین محترم! اولیائے کرام کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ کسی مردہ کو زندہ کرنے سے مردہ دل کو زندہ کرنا بڑی کرامت ہے۔ اولیائے کرام نے یہ بھی فرمایا ہے: کن طالب

الاستقامۃ لا طالب الکرامۃ فان ربک یطلب منک الاستقامۃ و نفسک

یطلب منک علیہ السلام الکرامۃ۔ استقامت کا طلب گار بن کرامت نہ مانگ۔ کیونکہ

تیرا رب تجھے استقامت کا حکم دیتا ہے اور تیرا نفس تجھ سے کرامت چاہتا ہے۔

شہنشاہ نقشبند حضرت خواجہ بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں کہ خوارق اور کرامت کے ظاہر ہونے پر کوئی اعتماد نہیں ہونا چاہیے۔ معاملہ استقامت پر ہے۔ اس لیے ہم نے ہر باب میں تبرک کے طور پر کرامات کا ذکر کیا ہے کیونکہ قبل ازیں اس موضوع پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔

☆۔ آٹے میں برکت:

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ ایک درویش کے گھر تشریف لے گئے اسوقت اس کے گھر میں ایک بوری آٹا لایا گیا حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس آٹے سے خرچ کرتے رہو مگر اس میں کمی بیشی کا ذکر کسی سے نہ کرنا حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ مع اپنے دوستوں کے دو ماہ اس گھر میں رہے اور اس آٹے سے کھانا پکتا رہا لیکن بوری میں آٹا بدستور اسی طرح تھا کوئی کمی نہ ہوئی۔ حالانکہ ہر روز کافی دوست حضرت خواجہ کی زیارت کو آتے تھے۔ وہ مدتوں بعد بھی پکتا رہا بعد ازاں خلاف ارشاد خواجہ رحمۃ اللہ علیہ یہ قصہ صاحب خانہ نے اپنی بیوی سے کہہ دیا اسی وقت برکت ختم ہوگئی۔ (انیس الطالبین۔ ۱۴۰)

☆۔ ارشادات قدسیہ:

۱۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ توکل کرنے والے کو چاہیے کہ خود توکل کرنے والوں میں شمار نہ کرے اور اپنے توکل کو اسباب کے استعمال میں پوشیدہ کر دے۔ (انیس الطالبین ۵۲)

۲۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عزیزاں علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد

فرمایا کہ اس گروہ (اولیائے نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) کی نظر میں روئے زمین مثل دسترخوان کے ہے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ نہیں بصورت ناخن ہے لہذا کوئی شئے زمین کی ان کی نظروں سے غائب نہیں ہے اس ارشاد کے وقت حضرت عزیزاں قدس سرہ دسترخوان پر تھے (انیس الطالبین ص ۶۴)

(۱۸)

حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۔عارف باکمال، محبوب ذوالجلال، گنجینہ اسرار ولایت، مقتدائے وقت حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: ——————— چغانیاں (بخارا شریف)

وصال: ۸۰۲ ہجری/1400ء ——————— چغانیاں (بخارا شریف)

☆۔تعارف:

آپ کا نام نامی اسم گرامی محمد بن محمد البخاری رحمۃ اللہ علیہ ہے اور علاؤ الدین عطار کے لقب سے مشہور ہوئے تھے۔آپ کا وطن بخارا شریف ہے (بعض تذکرہ نگاروں نے آپ کو خوارزم سے لکھا ہے)۔آپ رحمۃ اللہ علیہ خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے تھے، داماد، خلیفہ اعظم اور نائب مطلق تھے۔

☆۔بچپن اور تحصیل علوم:

بچپن ہی سے آپ کی طبیعت فقر اور درویشی کی طرف مائل تھا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ بخارا شہر میں مدرسہ علوم اسلامیہ میں داخل ہوگئے اور بڑی جانفشانی سے علوم کی تکمیل کی۔پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں منازل تصوف طے کرنے کا شوق غالب ہوا اور آپ قطب زماں حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کیمیا خاصیت میں حاضر ہوئے اور شرف بیعت حاصل کیا۔

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی نظر پاک آپ پر بچپن سے ہی تھی۔ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ آپ کو اپنے قریب بٹھاتے اور اپنی خاص توجہ سے نوازتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میں علاؤ الدین کو اس لیے بٹھاتا ہوں تاکہ بھیڑیا نفس

اس کو شکار نہ کر سکے۔ کیونکہ وہ گھات میں ہے۔ اس لیے میں ہر لحظہ ان کا حال دریافت کرتا رہتا ہوں حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "انشاء اللہ یہ (علاؤ الدین) حق سبحانہ وتعالیٰ کا ایک مظہر ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توجہات عالیہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت جلد درجہ کمال پر پہنچ گئے۔ (رشحات ص۔ ۸۰)

☆۔ انتساب باطنی:

آپ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے بزرگ اصحاب میں سے تھے اور اپنی زندگی میں ہی خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے طالبین کی تربیت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر دی تھی اور فرمایا کرتے تھے۔ علاؤ الدین نے ہمارا بوجھ ہلکا کر دیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت انوار و آثار ولایت بدرجہ اتم و اکمل ظہور میں آئے (رشحات ص ۸۱)

☆۔ مقام و مرتبہ:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حسن تربیت اور صحبت کی برکت سے بہت سے طالبان خدا دوری اور نقصان کے درجہ سے قرب و کمال کی پیشگاہ پر پہنچ گئے اور مرتبہ کمال و تکمیل پر فائز ہوئے۔ اسی لیے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد آپ کے تمام اصحاب نے محض رفعت شان کی وجہ سے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی یہاں تک کہ خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا۔ جو مجھے دیکھنا چاہے وہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھے۔ (رشحات)

قدوۃ العلماء رئیس المحققین سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ (۸۱۸ ہجری/1485ء) فرمایا کرتے تھے۔ جب تک خواجہ عطار رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے پیوستہ نہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانا۔

☆۔صحو:

خواجہ محمد پارسا قدس سرہ کو واقعہ میں سُکر اور بے خودی ہو جاتی تھی (واقعہ سے مراد توجہ اور مراقبہ ہے) لیکن علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کو صحو اور ہوش تھا اور شعور رہتا تھا اور شعور و صحو کو سکر اور غیبت سے اتم و اکمل کہا جاتا ہے۔(رشحات ص ۸۱)

☆۔شرف دامادی:

ایک وقت آیا کہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نکاح ہوا اور داماد ہونے کا شرف پایا۔

☆۔طریقہ علائیہ:

آپ رحمۃ اللہ علیہ طریقہ خاص کے مالک تھے۔جس کو طریقہ علائیہ کہتے ہیں۔امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (ترجمہ): ''حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ ولایت،شہادت اور صدیقیت کی نسبت رکھنے کے باوجود خدا سے ذاتی قرب کی وجہ سے فنافی اللہ ہوئے اور نقطہ نہایت میں واصل ہوئے اور وہاں بقا پیدا کی اور قطبیت ارشاد اور قطبیت مدار اسی مقام سے حاصل ہوتی ہے اور جب تک کوئی اس مقام میں فنا و بقا حاصل نہ کرے وہ قطبیت کے ان دو مقاموں تک نہیں پہنچ سکتا اور خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے اس مطلب کو حاصل کرنے کے لیے ایک خاص طریقہ (علائیہ) وضع کیا ہے کہ تمام طریقوں سے اقرب طریقہ علائیہ ہے۔اس وقت مشائخ خانوادہ علائیہ احراریہ اس دولت عظمیٰ سے بہرہ ور ہیں اور خواجہ احرار قدس سرہ کو یہ دولت حضرت خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء سے ہیں

سے پہنچتی ہے۔ بلاشبہ یہ طریقہ کثیر البرکت ہے اور اس طریقہ کا تھوڑا حصہ بہت سے طریقوں سے زیادہ نافع ہے"۔ (مکتوبات شریف)

حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ حسن عطار رحمۃ اللہ علیہ (فرزند خواجہ علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ) سب خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں اس طریقہ کی سیر حاصل کرتے تھے۔

☆ ۔مزارات مشائخ سے استفاضہ:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مزارات مشائخ سے کسی کو اسی قدر فیض حاصل ہوتا ہے جس قدر اس کے دل میں صاحب مزار کے متعلق اعتقاد ہو۔ اہل قبور کی مثالیہ صورتوں کا مشاہدہ بمقابلہ ان کی صفات کے پہچاننے کے کم معتبر ہے۔ اکابر اولیاء اللہ کے مزارات کی زیارت کے وقت بھی توجہ حق تعالیٰ کی طرف ہونی چاہیے ان کی روح کو فقط وسیلہ سمجھے اور یہی حال مخلوقات کے ساتھ تواضع کرنے کا ہے کہ ہر چند ظاہرہ تواضع خلق کی جانب ہو لیکن درحقیقت اللہ کے واسطے ہو (حضرات القدس)

☆ ۔ذکر جہر:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مجلس میں فرمایا کہ ہمارے بزرگوں سے ذکر جہر کی بابت پوچھا جاتا تھا تو فرماتے تھے کہ بالاتفاق علماء آخری سانس میں بلند آواز سے کلمہ پڑھنا اور ذکر جہر کرنا جائز ہے۔ اور درویش کا ہر سانس آخری سانس ہے اس لیے ذکر جہر سے گریز نہیں کرنا چاہیے۔

☆ ۔کرامات بابرکات:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید نے کسی عورت پر نظر بد ڈالی تو جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا تو اور باتیں کرنے میں مشغول ہو گیا مگر اس بات کا ذکر نہ کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے غصے سے دیکھ کر فرمایا کہ وہ بات کہو ورنہ خود بتا دوں گا۔ یہ سن کر وہ بہت شرمندہ ہوا اور اس عورت کا ذکر بھی کر دیا (رشحات۔۸۸)

☆۔وفات حسرت آیات:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کلمۂ توحید بلند آواز سے پڑھتے ہوئے بعد از نماز عشا بدھ کی رات ۴ رجب المرجب ۸۰۲ بمطابق 1400ء میں وصال فرمایا۔ آپ کا مزار پر انوار چغانیاں (بخارا شریف) میں واقع ہے۔

☆۔مادہ تاریخ وفات:

"مقرب درگاہ باری بودہ"	"ولی اللہ مخدوم"
۸۰۲ ہجری	۸۰۲ ہجری

☆۔قطعہ تاریخ رحلت:

علاؤالدین چو از دنیائے فانی	بجنت یافت از درگاہ حق بار
عجب تاریخ وصلش جلوہ گر شد	ز نور دین علاؤالدین عطار

(۸۰۲ھ)

☆۔ارشادات قدسیہ:

ا۔ریاضت سے مقصود جسمانی تعلقات کی پوری نفی اور عالم ارواح و عالم حقیقت کی طرف مکمل توجہ ہے۔

۲۔اہل اللہ کی صحبت کا دوام عقل معاد کی زیادتی کا باعث ہے۔

۳۔اہل اللہ کی صحبت سنت موکدہ ہے۔اس سنت پر خصوصاً وعموماً ہمیشگی کرو۔اور صحبت کو ہرگز ترک نہ کرو۔

۴۔اللہ تعالیٰ کا مجاور ہونا مخلوق کی مجاورت سے اعلیٰ واولیٰ ہے۔

۵۔جب ملک وملکوت طالب سے پوشیدہ اور فراموش ہو جائے اور وہ سب کو بھول جائے تو یہ مرتبہ فنا کا ہے اور جب سالک کی ہستی بھی سالک سے پوشیدہ ہو جائے تو یہ مرتبہ فنا ءِ فنا کا ہے۔

(۱۹)

حضرت مولانا محمد یعقوب چرخی

رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۔خواجہ خواجگان حضرت مولانا محمد یعقوب بن عثمان چرخی

رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: ۲۶۷ھ ہجری/1361ء ــــــــــــــــــــ چرخ لواح غزنی (افغانستان)

وصال: ۵ ربیع الاول ۸۵۱ ہجری/1448ء ــــــــــــــ ہلفتو (تاجکستان، روس)

☆۔تعارف:

آپ کا نام نامی اسم گرامی محمد یعقوب اور آپ کے والد ماجد کا نام عثمان بن محمد الغزنوی تھا ۔غزنی کے مضافات میں چرخ نامی گاؤں میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی اسی نسبت سے آپ چرخی کہلائے۔آپ نے قرآن و حدیث کی تعلیم جامعہ ہرات سے حاصل کی اس کے بعد اعلیٰ درجہ کی تعلیم ظاہری کے لیے مصر بھی تشریف لے گئے۔مختلف علماء کرام کی خدمت میں زانوے تلمذ تہ کر کے فراغت حاصل کی اور بخارا شریف کے اکابر علماء سے اجازت فتویٰ حاصل کی (رشحات ص۵۵۔۵۶)

☆۔حسب ونسب:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا پورا نام ونسب یوں ہے:

''خواجہ یعقوب بن عثمان بن محمود بن محمد محمود الغزنوی ثم الجرخوی ثم السرزی المعروف بہ حضرت یعقوب چرخی'' ۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں کئی جگہوں پر اپنے والد گرامی کا ذکر فرمایا ہے۔جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ارباب علم و مطالعہ میں سے تھے۔پارسا اور صوفی تھے ان کی پرہیز گاری کا یہ حال تھا کہ ایک دن پڑوسی کے گھر سے پانی لائے چونکہ پانی یتیم کے پیالہ میں تھا اس لیے پانی پینا گوارا نہ کیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت بچپن ہی سے اولیاء اللہ کی طرف راغب تھی۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ تحصیل علوم سے فارغ ہوئے تو اس وقت خواجہ خواجگان حضرت بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا واقعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود بیان کیا ہے۔

☆۔ حالات بیعت خواجہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ:

علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد جب میں حضرت خواجہ نقشبند کی خدمت میں حاضر ہونے کو آرہا تھا کہ راستے

میں ایک مجذوب ملا اس نے مجھے مخاطب کر کے کہا "اے یعقوب جلد جلد قدم اٹھا کہ وقت آ گیا ہے کہ تو مقبولوں سے ہو۔ اور اس نے چند خطوط (لکیریں) زمین پر کھینچے میں نے اتفاقاً دل میں خیال کیا کہ اگر یہ خطوط طاق تعداد میں ہوں گے تو میرا مطلب ومقصد حل ہو جائے گا۔ کیونکہ (ترجمہ) "اللہ ایک ہے اور ایک کو پسند کرتا ہے"۔ چنانچہ جب میں نے شمار کیے تو وہ طاق ہی تھے۔ مجھے یقین ہو گیا کہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کامل واکمل ولی ہیں۔ لہذا یہ غیبی شارات ہیں میں نے ان واقعات کے بعد قرآن مجید سے فال دیکھی تو اول سطر یہ نکلی: اولئک الذین ھدی اللہ فبھدھم اقتدہ (سورۃ الانعام۔ آیت ۹۱) ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی ہے پس تم ان کی ہدایت کی پیروی کرو"۔ میں شام کے وقت حضرت خواجہ شیخ سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مقدس کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھا تھا کہ مجھ میں بے قراری پیدا ہوئی اسی وقت حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ منتظر تھے نماز مغرب کے بعد صحبت کا شرف بخشا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہیبت مجھ پر اس قدر غالب ہوئی کہ دیکھنے کی مجال نہ رہی۔ شرف بیعت حاصل کرنے کے بعد ایک مدت

تک میں حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں رہا یہاں تک حضرت نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فقیر کو بخارا سے رخصت ہونے کی اجازت فرمائی اور ارشاد ہوا "ہم سے جو کچھ تمہیں ملا ہے اس کو بندگان خدا ئے بزرگ و برتر تک پہنچاؤ تا کہ سعادت کا موجب بنے"۔ رخصت کے وقت تین بار حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تجھ کو ہم خدا کے سپرد کرتے ہیں اور اشارتاً حضرت خواجہ علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ کی متابعت کے لیے فرمایا:

☆۔صحبت حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ:

میں بخارا شریف سے روانہ ہو کر "کش" پہنچا۔(نواح اصفہان میں ایک قصبہ ہے) کچھ مدت بعد مجھے وہاں حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی اطلاع ملی۔دل بہت رنجیدہ ہوا۔آخر میں "کش" سے بدخشاں چلا گیا اور وہیں مجھے حضرت خواجہ عطار رحمۃ اللہ علیہ کا چغانیاں سے خط موصول ہوا اور اشارہ متابعت یاد کر لیا۔چنانچہ میں نے چغانیاں میں حاضر ہو کر حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی تعمیل کی اور حضرت خواجہ علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ کی نظر التفات فقیر کے حال پر سب سے زیادہ تھی۔جب حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے ۸۰۲ ہجری میں رحلت فرمائی تو میں چغانیاں سے واپس حصار آ گیا اور خواجہ خواجگان کے ارشاد کی تعمیل کرنا چاہی جو کچھ ہم سے تمہیں پہنچا ہے اسے بندگان خدا تک پہنچا دینا) اور مناسب حال حاضرین کو بطریق خطاب اور غائبین کو بذریعہ خط و کتابت تبلیغ کرنا ہر چند اپنے آپ کو اس کا اہل نہ سمجھتے ہوئے فرمان شیخ کے ارشاد کی تعمیل میں تبلیغ کا سلسلہ شروع کر دیا۔

☆۔فضائل ومناقب:

اگرچہ آپ کی ظاہری بیعت حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے تھی مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تکمیل حضرت خواجہ علاؤالدین عطار قدس سرہ سے ہوئی۔اس طرح آپ کو دو مقدس ہستیوں سے فیض پہنچا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ علوم ظاہری وباطنی میں یگانہ روزگار تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ درجہ کے محقق اور بے مثال مفسر بھی تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کے آخری دو پاروں کی تفسیر بھی تصنیف فرمائی ہے جو کہ تصوف کے رنگ میں رنگی ہوئی ہے۔اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں اسرار ومعارف کے دریا بہا دیئے ہیں۔

☆۔تصانیف:

آپ رحمۃ اللہ علیہ صاحب تصنیف بزرگ تھے آپکی جن تصنیفات کے نام کی تفصیل معلوم ہوسکی وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ تفسیر یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ۔یہ تفسیر فارسی زبان میں ہے۔یہ تسمیہ۔تعوذ۔ سورۃ فاتحہ اور آخری دو پاروں پر مشتمل ہے۔یہ بڑی عمدہ تفسیر ہے۔یہ ۸۵۱ ہجری میں مکمل ہوئی اور کئی بار چھپ چکی ہے اس کے مطالعہ سے بہت ذوق پیدا ہوتا ہے۔

۲۔ رسالہ انسیہ۔یہ رسالہ بھی کئی بار چھپ چکا ہے اور اس کا اردو ترجمہ بھی رسائل نقشبندیہ کے نام سے چھپ چکا ہے۔

۳۔ ابدالیہ۔اس کا موضوع اثبات وجود اولیاء اور ان کے مراتب ہے اس کا اردو ترجمہ بھی چھپ چکا ہے۔

۴۔ شرح رباعی ابوسعید ابی الخیر رحمۃ اللہ علیہ (مطبوعہ کے متعلق علم نہیں ہوسکا)

۵۔ شرح اسماء اللہ۔

۶۔ رسالہ نائیہ۔ اس کا موضوع شرح دیباچہ مثنوی (مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ) ہے۔

۷۔ قرآن شریف کا تاجک زبان میں ترجمہ۔ یہ ترجمہ تاجک زبان میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پانچ سو سال قبل کیا تھا۔ یہ تاجک زبان میں قرآن مجید کا پہلا ترجمہ ہے۔ 1982 میں سوویت تاجکستان کے دارالخلافہ دوشنبہ کے نواح میں واقع ایک مسجد کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام دیا گیا ہے۔

۸۔ رسالہ دربارۂ اصحاب وعلامات قیامت۔ آپ کبھی کبھی شعر بھی کہتے تھے۔

☆۔ وفات:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۵۔ صفر ۸۵۱ ہجری بمطابق 1448ء کو ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پر انوار بلغتو نزد حصار میں ہے آجکل بلغتو کا نام گلستان ہے (بلغتو کے وقوع میں اختلاف ہے)۔

☆۔ مادہ تاریخ وفات:

''شمس الہدایت'' ''ابر رحمت'' (۸۵۱ ہجری ۔۸۵۱ ہجری)

☆۔ کرامات بابرکات:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بہت سی کرامات ہیں۔ گو یہ ضروری نہیں کہ ہر ولی اللہ سے خوارق ظاہر ہوں۔ جیسا کہ شیخ الشیوخ قدس سرہ نے ''عوارف المعارف'' میں لکھا ہے کہ بعض اوقات کم رتبہ افراد سے کثیر خوارق کا ظہور ہو جاتا ہے جبکہ ان افراد سے بلند مرتبہ والوں

سے اس کثرت سے ظہور نہیں ہوتا۔ تاہم تبرک کے طور پر ایک کرامت ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں "ہرات" میں تھا تو مجھے حضرت یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا شوق غالب ہوا۔ میں پیدل سفر طے کر کے اور مصائب و آلام برداشت کرتا ہوا چغانیاں پہنچا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی تو چہرہ انور پر برص کے داغ دیکھ کر میرے دل میں کچھ کراہت پیدا ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ خطرہ معلوم ہو گیا چنانچہ رات کو آپ خواب میں نظر آئے آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت ہی ناراض معلوم ہوتے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے ہڑ اڑا اٹا اور فرمایا کہ اولیاء اللہ کے باطن کو دیکھنا چاہیے ظاہر کو نہیں۔ اس لیے میں بہت ہی نادم ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے معافی کا خواستگار رہا۔ صبح جب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھے ایک ایسی نورانی شکل میں نظر آئے کہ میں بے اختیار ہو گیا۔ چنانچہ میرا دل آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کھنچ گیا اور میں شرف بیعت سے مشرف ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میرے حال پر ایسی مہربانی فرمائی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ شفیق میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا تھا کہ تیرا ہاتھ میرا ہاتھ ہے۔ اور جس نے تیرا ہاتھ پکڑا (بیعت کی) اس نے بے شک خواجہ بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑا (وہ میرا ہی مرید ہوگا)

(حضرات القدس ص۔۲۱۴)

☆۔ ارشادات قدسیہ:

ا۔ رزق حلال سالک کے لیے بنیاد ہے۔ سالک جب حرام میں مبتلا ہو جاتا ہے تو وہ راہ

مستقیم سے منحرف ہو جاتا ہے۔

۲۔اس سے رشتہ جوڑ جو تجھ سے قطع تعلق کرے اور علیحدہ ہو جائے۔

۳۔درویش کے لیے سوائے لقائے مولیٰ کوئی چیز مطلوب نہیں ہونی چاہیےتا کہ رب تعالیٰ کے انوار تجلیات کا کماحقہ مشاہدہ کر سکے۔

۴۔بندہ کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہر نام سے اپنا خاص حصہ حاصل کرے اور اس پر عمل کرتا کہ اس اسم الٰہی کا مظہر بن جائے۔

۵۔صادق اور عاشق لوگوں کی صحبت اختیار کرو تا کہ تم بھی ویسے ہی ہو جاؤ۔

☆۔قطعہ تاریخ رحلت:

شد بر اوج چوں منزل گزیں	حضرت یعقوب مجذوب خدا
رحلتش "شمس الہدایت" گفتہ اند	نیز حق آمد مطلوب خدا
۸۵۱ھ	۸۵۱ھ

(۲۰)

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ

۴۰۔عارف باکمال، محبوب ذوالجلال

حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: ۸۰۶ ہجری/1404ء ــــــــــــــ باغستان (تاشقند)

وصال: ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ ہجری/1490ء ــــــــــ شہر سمر قند (روس)

☆۔تعارف:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی اسم گرامی عبید اللہ اور لقب "ناصر الدین" ہے۔کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دین اسلام کو نصرت و مدد ملی۔احرار بھی آپ کا لقب ہے جو اصل میں خواجہ احرار ہے۔اور آپ رحمۃ اللہ علیہ خواجہ احرار کے نام سے ہی زیادہ مشہور ہیں۔اس لقب میں ہی آپ کی بڑی منقبت ہے کیونکہ اہل اللہ کے نزدیک حر (احرار کا واحد) اسے کہتے ہیں جو عبودیت کی حدود کو بدرجہ کمال قائم کرے اور اغیار کی غلامی سے نکل جائے حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف میں فرمایا:

"امانت دار اویعقوب چرخی"

☆۔حسب ونسب:

آپ کے والد ماجد کا اسم مبارک خواجہ محمود بن حضرت مولانا شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ تھا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت عبد الباقی (بعض روایات کے مطابق محمد باقی) بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد سے ہیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ محمود شاشی رحمۃ اللہ علیہ کی دختر نیک اختر ہیں جو شیخ عمر یاغستانی قدس سرہ کی اولاد میں سے ہیں۔جن کا سلسلہ نسب سولہ واسطوں سے حضرت عبد اللہ بن عمر الخطاب رضی اللہ عنہ سے ملتا

ہے۔آپ جد امجد مادرزاد ولی اللہ اور قطب وقت مشہور تھے۔

☆۔ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت باسعادت ماہ رمضان المبارک ۸۰۶ بمطابق 1404ء کو باغستان مضافات تاشقند میں ہوئی (بعض تذکروں میں "باغستان" درج ہے۔)

مادہ تاریخ ولادت:

"تاج عارفاں" ہے (۸۰۶ھ)

☆۔ایام طفولیت وابتدائی حالات:

ولادت مبارکہ کے چالیس دن تک (جو کہ ایام نفاس ہیں) آپ نے اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ نہیں پیا جب تک انہوں نے غسل طہارت نہ فرمایا۔بچپن ہی سے رشد وہدایات کے آثار آپ کے چہرہ مبارک سے ہویدا تھے۔انوار قبول وعنایت الٰہی آپ کی پیشانی سے ظاہر تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جد امجد خواجہ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ جو کہ صاحب کشف و کرامات اور قطب وقت مشہور تھے اپنے آخری وقت میں اپنے دونوں صاحبزادوں حضرت خواجہ محمد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ محمود رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ اپنے لڑکوں کو میرے سامنے لاؤ تاکہ ان کے لیے دعائے خیر کروں۔حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ اس وقت بہت کم سن تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جد امجد نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو گود میں لے کر پیار کیا اور فرمایا کہ اس فرزند کے بارے میں مجھے حضور اکرم ﷺ کی طرف سے بشارت ہوئی ہے کہ یہ پیر عالم گیر ہوگا اور شریعت وطریقت کو اس سے فروغ

ہوگا۔

شاہان وقت اس کے مطیع رہیں گے آپ کی عمر ابھی چار سال کی تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ کی نسبت آگاہی حاصل ہوگئی اور مکتب میں آمدورفت ہوگئی۔ بچپن میں مزارات مشائخ پر حاضری دیتے تھے۔ جب سن بلوغ کو پہنچے تو تاشقند کے مزارات کی زیارت کر آتے۔ بائیس برس کی عمر سے انتیس برس کی عمر تک آپ رحمۃ اللہ علیہ سفر ہی میں رہے اور اس عرصہ میں آپ کو بہت سے مشائخ زمانہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقعہ ملا۔

☆۔ نسبت باطنی:

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ہرات میں تھا کہ ایک سوداگر سے حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کی بہت تعریف سنی۔ چنانچہ دل میں ان کی زیارت کا شوق غالب ہوا میں پیدل چل کر چغانیاں پہنچا اور پھر ہلفتو میں حضرت مولانا حضرت یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا آپ کمال مہربانی سے پیش آئے اور میری طرف ہاتھ بڑھا کر فرمایا: بیعت کرو۔ چونکہ آپ کی پیشانی مبارک پر برص کے داغ تھے اس لیے طبیعت میں کچھ کراہت پیدا ہوئی آپ نے میری کراہت سمجھ کر فوراً ہاتھ پیچھے کھینچ لیے اور فی الفور اپنی صورت تبدیل کر کے ایسی صورت میں ظاہر ہوئے کہ میں بے اختیار ہوگیا۔ آپ نے پھر دست مبارک بڑھایا اور فرمایا: مجھے خواجہ بزرگ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ تمہارا ہاتھ میرا ہاتھ ہے۔ جس نے تمہارا ہاتھ پکڑ لیا اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ لو تو میں نے بلا توقف حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور آپ نے مجھے بیعت فرمایا اور حسب طریقہ حضرات خواجگان شغل نفی اثبات جس کو وقوف عددی کہتے ہیں سکھلایا اور فرمایا کہ جو کچھ ہم کو خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ

علیہ سے پہنچا ہے یکی ہے۔اگر تم بطریق جذبہ طالبوں کی تربیت کرو تو تمہیں اختیار ہے۔ مولانا کے بعض مریدوں کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد پر حسد ہوا۔مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خواجہ عبید اللہ میں قوت تصرف جیسی کہ ویسی موجود تھی صرف اجازت کی ضرورت تھی۔(حضرات القدس ص ۲۲۷)

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی طالب کسی بزرگ کی خدمت میں جائے تو عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرح جانا چاہیے۔چراغ، تیل اور فتیلا (بتی) سب تیار ہو صرف آگ کا محتاج ہو۔(نفحات الانس ص ۴۵۹ از عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ)

اس کے بعد حضرت خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے حضرات خواجگان کے تمام طریقے بیان فرما دیئے اور جب طریق رابطہ کی نوبت پہنچی تو فرمایا کہ اس طریقہ کی تعلیم میں دہشت نہ کھانا اور اس کی استعداد رکھنے والوں کو بتا دینا(رشحات ص ۔۲۴۳)

آپ تین ماہ تک چلہ کشی کی حالت میں اپنے شیخ و مرشد کی صحبت بابرکت میں رہے اور سلوک کی تمام منازل طے کیں۔اس کے بعد آپ کو خرقہ خلافت عطا ہوا اور انتیس سال کی عمر میں وطن مالوف کی طرف مراجعت فرمائی۔(ایک سال ہرات میں رہے)

☆۔عبادت وریاضت:

آپ رحمۃ اللہ علیہ مجاہدہ نفس وریاضت میں یگانہ روزگار تھے۔ہر وقت باوضو رہتے اور فرماتے تھے کہ باوضو رہنے سے رزق میں برکت ہوتی ہے اور لطافت بڑھتی ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر دو زانو بیٹھ جاتے اور تہجد تک اسی طرح بیٹھے رہتے اور ذکر وفکر میں مشغول رہتے تھے۔تہجد کے بعد صبح تک مراقبہ فرماتے اور پھر

عشاء کے وضو سے ہی صبح کی نماز ادا کرتے تھے۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ ترویج شریعت، تجدید ملت اور سلاطین وقت کے ساتھ اختلاط پیدا کرنے پر مامور تھے۔

☆۔وفات حسرت آیات:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہفتہ کی شب ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ ہجری بمطابق 1490ء کو ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پر انوار شہر سمرقند محلہ خواجہ کفشیر محوطہ ملایاں میں زیارت گاہ خلائق وملائک ہے۔

☆۔مادہ تاریخ وفات:

''مرشد عارف''	''جود شاد تصوف''
۸۹۵ ہجری	۸۹۵ ہجری

☆۔کرامات برکات:

ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کہیں جا رہے تھے منزل دور اور راستہ خطرناک تھا راستے میں شام کا وقت قریب ہو گیا۔ دوست بہت پریشان ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کچھ فکر نہ کرو انشاء اللہ ہم سورج غروب ہونے سے پہلے منزل مقصود تک پہنچ جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جب تک آپ شہر کے قریب نہ پہنچ گئے سورج اپنی جگہ قائم رہا گویا کسی نے اس کو میخ دوز کر دیا تھا۔ اور جوں ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ شہر کی دیوار کے قریب پہنچے تو سورج ایک دم غائب ہو گیا اور اس قدر دیر ہو گئی تھی کہ بیاض شفق بھی نظر نہ آئی تھی۔ ایک دوست نے عرض کیا کہ حضور! اس میں کیا راز ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ طریقت کا کاموں میں سے ایک ادنیٰ کام ہے۔ (حضرات القدس اردو ترجمہ ص ۳۲۵)

☆ ارشاداتِ قدسیہ:

ا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی طالب اولیاء اللہ کی صحبت میں آئے تو اس کو چاہیے کہ اپنے آپ کو نہایت مفلس و محتاج ظاہر کرے تاکہ مرشد کو اس پر رحم آ جائے۔لیکن مرشد کا ادب ہر حال میں ضروری ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی درویش کی تصویر کسی دیوار پر کھینچ دی جائے تو اس دیوار کے پاس بھی ادب کے ساتھ گزرے۔(رشحات ص ۲۵۱)

۲۔فرمایا: شریعت، طریقت اور حقیقت کی مثال اس طرح ہے کہ جھوٹ منع ہے اگر کوئی اس طرح کوشش کرے کہ اس کی زبان پر جھوٹ جاری نہ ہو تو یہ شریعت ہے۔اور اگر دل سے جھوٹ جاتا رہے تو یہ طریقت ہے اور اگر با اختیار یا بے اختیار زبان و دل سے یہ بات جاتی رہے تو یہ حقیقت ہے۔

۳۔آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بعض اکابر اولیاء اللہ کی صحبت اختیار کی اور انہوں نے دو چیزیں عطا کیں۔اول یہ ہے کہ جو کچھ لکھوں نئی بات ہو پرانی نہ ہو دوسرے یہ کہ جو کچھ میں کہوں وہ مقبول ہو مردود نہ ہو۔(حضرات القدس اردو ص ۲۳۰)

۴۔آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جمادات کی تاثیر لوگوں کے اخلاق اور اعمال میں ارباب تحقیق کے نزدیک ثابت ہے فرمایا: بعض اخلاق کا اثر عبادت پر بھی پڑتا ہے چنانچہ اگر کوئی شخص ایسی جگہ نماز ادا کرے جہاں اخلاق و اعمال ناپسندیدہ ہوتے ہوں تو نماز ایسی پر اثر نہ ہو گی جیسی کہ اگر ایسی جگہ ادا کی گئی ہو جہاں ارباب جمعیت کا اثر پہنچا ہو۔یہی وجہ ہے کہ حرم کعبہ میں نماز باقی تمام جگہوں کی ایک لاکھ رکعت کے برابر ہے۔(رشحات ص ۲۵۲)

۵۔فرمایا: ہر زمانہ میں رجال الغیب ایسے شخص کی صحبت میں آتے ہیں جو رخصت سے اجتناب کرتا ہو اور عزیمت پر عمل کرتا ہو یعنی ہر وقت ذکر الٰہی سے زبان تر رکھتا ہو اور کسی خاص وقت رخصت یعنی غافل نہ ہو۔ یہ رجال الغیب رخصت والوں سے بھاگتے ہیں کیونکہ رخصت پر عمل ضعیفوں کا کام ہے۔ حضرات خواجگان کا طریقہ عمل عزیمت پر ہے۔

(رشحات ص ۲۷۶)

(۲۱)

حضرت خواجہ محمد زاہد وخشی

رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۔عالم ربانی، عارف حقانی حضرت مولانا محمد زاہد وخشی رحمتہ اللہ علیہ

ولادت: ۸۵۲ھ/1448ء ـــــــــ وخش نزد حصار (بخارا)

وصال: ۹۳۶ھ/1529ء ـــــــــ وخش (بخارا شریف)

تعارف:

آپ کا نام نامی اسم گرامی محمد زاہد ہے۔آپ خواجہ مولانا محمد یعقوب چرخی رحمتہ اللہ علیہ کے قریبی رشتہ داروں میں سے ہیں ۔ بلکہ بقول شیخ شرف الدین محمد کشمیری مجددی صاحب "روضہ السلام" آپ خواجہ مولانا یعقوب چرخی رحمتہ اللہ علیہ کے نواسے تھے۔بچپن میں ان کے خلفاء کی مجالس مبارک میں حاضر ہوا کرتے تھے اور وہیں سے ذکر وفکر کا شوق پیدا ہوگیا۔جوانی کے ایام میں آپ ریاضت ومجاہدے کی طرف مشغول ہوئے۔آپ لوگوں سے بہت کم ملتے جلتے تھے اور گوشہ نشینی اختیار کر رکھی تھی۔آپ نے ابھی تک ظاہری بیعت کسی سے نہ کی تھی۔آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم شیخ اور اپنے عہد کے بہت بڑے عالم تھے۔آپ حضرت خواجہ احرار رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم تھے۔

ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت باسعادت موضع "وخش" نزد حصار علاقہ بخارا شریف میں بتاریخ شوال ۸۵۲ھ بمطابق 11دسمبر 1448ءکو ہوئی۔

انتساب باطنی:

آپ نے ذکر کی تلقین حضرت مولانا محمد یعقوب چرخی رحمتہ اللہ علیہ کے کسی خلیفہ سے حاصل کی تھی۔لیکن آپ کا انتساب باطنی حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ سے

ہے۔ آپ کو جو خواجہ احرار رحمتہ اللہ علیہ کے ارشاد کا شہرہ سنا تو آپ حصار سے سمرقند پہنچ کر محلہ ''وفسر'' میں قیام فرمایا۔ یہ محلہ (وفسر) بڑا خوشگوار اور سرسبز مقام ہے۔ یہاں سے حضرت خواجہ احرار رضی اللہ عنہ کی قیام گاہ محلہ ''کنسر'' تقریباً ۱۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر تھی۔ آپ نے خواجہ احرار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے نئے کپڑے پہنے۔ حضرت خواجہ احرار رحمتہ اللہ علیہ کو بذریعہ کشف معلوم ہو گیا کہ مولانا خواجہ زاہد ہماری ملاقات کے لیے آ رہے ہیں تو تین دوپہر کے وقت آپ اپنے اونٹ پر سوار ہو کر بمعہ مریدین چل پڑے۔ کسی کو منزل معلوم نہ تھی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اونٹ کو اس کے حال پر چھوڑ دیا کہ جہاں چاہے چلا جائے۔ تو حضرت مولانا زاہد علیہ الرحمتہ کی قیام گاہ پر پہنچ کر اونٹ خود بخود رک گیا۔ حضرت خواجہ احرار رحمتہ اللہ علیہ اونٹ سے اتر پڑے۔ جب حضرت مولانا زاہد علیہ الرحمتہ کو خواجہ احرار رحمتہ اللہ علیہ کی تشریف آوری کی خبر ہوئی تو بے اختیار دوڑے ہوئے آئے اور حضرت خواجہ احرار رحمتہ اللہ علیہ کا استقبال کیا اور ان کے پاؤں کو بوسہ دیا۔ پھر خلوت میں مجلس ہوئی اور مولانا زاہد قدس سرہ' نے اپنے واردات و معاملات اور مقامات حضرت خواجہ احرار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیے اور بیعت کی خواہش کی۔ حضرت خواجہ احرار رحمتہ اللہ علیہ نے اسی مجلس میں آپ کو بیعت کر کے طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی نعمت حضرت مولانا زاہد علیہ الرحمتہ کو عطا فرمائی اور اپنی کامل توجہ اور تصرف سے اسی مجلس میں مولانا کو کمال و تکمیل تک پہنچا دیا۔ اور خلافت عطا فرما کر رخصت کر دیا۔ اس پر بعض اصحاب جو اس وقت موجود تھے آتش حسد میں جلنے لگے کہ ہم عرصہ سے خدمت میں حاضر ہیں مگر ہم پر عنایت نہیں فرمائی اور مولانا زاہد علیہ الرحمتہ کو پہلی ہی صحبت میں خلافت عطا فرما دی۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ

نے فرمایا: ''مولانا زاہد رحمتہ اللہ علیہ چراغ اور فتیلہ (بتی) بمعہ تیل تیار کر کے ہمارے پاس آئے تھے ہم نے صرف اس (چراغ) کو روشن کر کے رخصت کر دیا۔''

یہ واقعہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ کے تصرف عظیم اور آپ (حضرت مولانا محمد زاہد رحمتہ اللہ علیہ) کی کمال استعداد اور قابلیت پر دلالت کرتا ہے۔

مقام ومرتبہ:

آپ علوم ظاہری اور باطنی میں خوب وافر حصہ رکھتے تھے۔ فقر وتجرید' تفرید وورع' تجرد تفرد' تقویٰ وزہد اور اتباع سنت میں آپ کا مقام ومرتبہ بہت بلند تھا۔ آپ نہایت عالی بلند ہمت اور اعلیٰ استعداد کے مالک تھے۔ حضرت خواجہ احرار کے خلیفۂ اعظم' محرم وہمراز' واثق جانباز اور مقبول ومحبوب تھے۔

وفات حسرت آیات:

آپ کی وفات یکم ربیع الاول ۹۳۶ بمطابق 1529 کو ''وخش'' میں ہوئی۔ اور مزار پر انوار بھی ''وخش'' میں زیارت گاہ خاص وعام ہے۔

مادہ تاریخ رحلت:

''سعادت نشان''	''پیر خواجہ محمد زاہد''	''ولی فیض''	''فیض الٰہی''
۹۳۶ھ	۹۳۶ھ	۹۳۶ھ	۹۳۶ھ

قطعہ تاریخ وفات:

محمد زاہد آں شیخ معلیٰ — چو باحق شد ازیں دنیا وصالش
''ولی فیض'' وہم ''فیض الٰہی'' — رقم کن ''شیخ زہدی'' ارتحالش

ارشاداتِ قدسیہ:

۱۔ خاندان نقشبند کا خانوادہ بڑا صاحب تصرف ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے دلی ارادہ کے مطابق کام کر دیتا ہے اور یہ خانوادہ کسی اور کا مطیع نہیں ہے۔

۲۔ جب آپ رحمتہ اللہ علیہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ کے آستانہ کی طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا:

زاہد بہ ہشت خلوت و دامن زپا کشید

چون از بہار دامن صحراء بہشت شد

ترجمہ: "جیسے ہی دامنِ صحراء موسم بہار کے باعث جنت نظیر ہوا۔ زاہد نے گوشہ نشینی کے آٹھ پردوں سے قدم باہر نکالا"۔

اہم واقعہ:

آپ رحمتہ اللہ علیہ کو خبر پہنچی کہ سلطان محمود مرزا حاکم بدخشاں نے اپنے بھائی سلطان احمد مرزا سے جنگ کرنے کی غرض سے سمرقند کے محاصرہ کا ارادہ کیا ہے تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے مرزا سلطان محمود کو پیغام دیا کہ آپ نے جو سمرقند کو فتح کرنے کا ارادہ کیا ہے اس کو ترک کر دو۔ اور بھائی سے بھائی کا لڑنا بہت بڑا جرم ہے۔ پہلے بھی یہ فقیر آپ کو اس بات سے منع کر چکا ہے۔ سمرقند میں بہت سے بزرگانِ دین اور فقراء و مساکین ہیں انہیں اور زیادہ تنگ کرنا مناسب نہیں ہے۔ دونوں بھائی آپس میں اتفاق کر کے ایک دوسرے کی مدد کریں تاکہ اللہ تعالیٰ راضی رہے۔ سلطان محمود نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کا حکم نہ مانا اور

بہت بڑی شکست سے دو چار ہوا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے ولی سے دشمنی کی میں اس کو اپنی طرف سے جنگ کا الٹی میٹم دیتا ہوں۔ (بخاری از ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ) کسی نے کیا خوب کہا ہے

مردانِ خدا خدا نباشد
لیکن از خدا جدا نباشد

(مردانِ خدا، خدا تو نہیں ہوتے لیکن خدا سے جدا بھی نہیں ہوتے)

(۲۲)

حضرت خواجہ مولانا درویش محمد

رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۔عالم اجل، فاضل بے بدل، زہد لاثانی حضرت خواجہ درویش محمد رحمتہ اللہ علیہ

ولادت: ۱۶شوال ۸۴۶ھ / 6 فروری 1444ء ____________

وصال: ۹محرم الحرام ۹۷۰ھ / 63-1562ء ______ استقرار: شعل شہر سبز (ماوراءالنہر)

تعارف:

آپ حضرت مولانا زاہد رحمتہ اللہ علیہ کے بھانجے تھے۔ بچپن ہی سے طبیعت فقر کی طرف مائل تھی۔ بیعت سے پندرہ برس قبل زہد و ریاضت میں مشغول رہتے تھے اور تجریدی حالت میں ویرانوں میں رہا کرتے، بڑے متقی اور پرہیز گار تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۶شوال ۸۴۶ھ بمطابق 6 فروری 1444 کو ہوئی۔

ریاضت و مجاہدہ:

آپ پندرہ سال تک جنگلوں اور ویرانوں میں رہ کر سخت مجاہدات کرتے رہے۔ ایک دن جنگل میں بھوک سے لاچار ہو کر آسمان کی طرف منہ اٹھایا تو اسی وقت حضرت خضر رحمتہ اللہ علیہ تشریف لائے اور فرمایا: ''اے درویش محمد! آپ نے کافی حد تک ریاضت و مجاہدہ کیا ہے اب اگر صبر و قناعت مطلوب ہے تو اپنے ماموں خواجہ محمد زاہد رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں جا کر قدم بوسی کیجئے۔ وہ تم کو صبر و قناعت سکھا دیں گے۔ اور وہاں سے آپ کی تکمیل ہو گی۔''

بیعت:

حضرت خضر رحمتہ اللہ علیہ کے فرمان عالی شان کے بعد آپ اپنے ماموں حضرت خواجہ

زاہد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور داخل طریقہ ہو کر درجہ کمال کو پہنچے۔آپ کو اجازت وخلافت سے بھی نوازا گیا۔اور اپنے ماموں جان کے انتقال کے بعد ان کے نائب مطلق کی حیثیت سے مسند ارشاد پر جلوہ فروز ہوئے۔آپ ایک مدت تک اپنے شیخ و مرشد کی خدمت میں رہے۔آپ کو اپنے شیخ سے والہانہ محبت وعقیدت تھی۔اور حضرت مولانا محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ پر بڑی شفقت فرمایا کرتے تھے۔

حلقہ درس:

آپ قرآن وحدیث کے عالم اجل اور فاضل بے بدل تھے۔ظاہری تعلیم اپنے شیخ محترم اور علاقے کے دیگر نامور علمائے کرام سے حاصل کی۔آپ روزانہ قرآن مجید کا درس دیا کرتے تھے۔مریدوں کی تعلیم وتربیت اور رشد وہدایت میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ اور بہت ہی تھوڑے عرصہ میں ایک ادنیٰ مرید کو اعلیٰ درجات پر پہنچا دیتے تھے۔

انکساری وگمنامی:

آپ گمنامی بہت زیادہ پسند کرتے تھے اور اپنے حالات کو چھپانے کے لئے بچوں کو درس قرآن دیا کرتے تھے تا کہ کسی کو آپ کے احوال وکمالات سے آگہی نہ ہونے پائے۔ ایک دن کسی ترک درویش کا گزر آپ کے شہر سے ہوا۔انہوں نے فرمایا: ''یہاں مجھے ایک مرد خدا کی خوشبو آتی ہے۔اور ساتھ ہی مولانا درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کیا۔ (تصوف و معرفت کے راستے کی خوشبو ہی ایسی ہے کہ چھپائے نہیں چھپتی۔)(کنگی) اور لوگوں کو بتایا کہ یہ بزرگ عالم و فاضل ہونے کے ساتھ ساتھ طریقت میں بڑا بلند مقام رکھتے ہیں۔ان سے استفادہ کرنا چاہیے۔تب وہاں کے لوگوں

کو آپ کا علم ہوا۔

شہرت کا سبب:

آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ مولانا املنگی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ”میرے والد ماجد اپنے باطنی احوال کو بہت پوشیدہ رکھا کرتے تھے۔ ایک دن کسی نے شیخ نورالدین خوافی رحمۃ اللہ علیہ کے محاسن بیان کیے۔ ایک دن جب وہ تشریف لائے تو آپ کچھ تحائف لے کر ان کی ملاقات کو گئے۔ شیخ نورالدین خوافی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا بڑی گرم جوشی سے استقبال کیا۔ اور معانقہ کر کے اپنے پاس بٹھایا۔ پھر کافی دیر تک دونوں مراقب بیٹھے رہے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے رخصت ہوئے تو بڑی عزت وتکریم سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو الوداع کیا۔ اور کافی دور تک پیدل چل کر آئے۔ خواجہ نورالدین خوافی رحمۃ اللہ علیہ نے واپس آ کر وہاں کے لوگوں اور اپنے مریدوں سے پوچھا کہ آپ حضرت خواجہ درویش محمد کی صحبت بابرکت سے خوب استفادہ کرتے ہوں گے۔ وہ بڑے صاحب دل ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا حضور! وہ شیخ نہیں بلکہ عالم ہیں۔ شیخ نورالدین خوافی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”سبحان اللہ! یہاں کے لوگ بھی عجیب نابینا اور مردہ ہیں اور ایسے کامل واکمل شخص سے استفادہ واستفاضہ نہیں کرتے۔

اس واقعہ کے بعد ہر طرف سے طالبان طریقت اور مخلوق خدا آپ کی صحبت کیمیا خاصیت میں حاضر ہونے لگی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا چرچا عام ہو گیا۔ مگر آپ ہمیشہ گمنامی و گوشہ نشینی کی لذت کو یاد کیا کرتے تھے۔

کرامت و تصرف:

حضرت شیخ حسین خوارزمی کردی قدس سرہ العزیز (ف۔ ۹۵۶ ھ) سلسلہ کبرویہ کے بہت بڑے بزرگ تھے۔ اور ان کو یہ عادت ہوگئی تھی کہ جس صاحب نسبت سے ان کی ملاقات ہوتی اس کی نسبت سلب کرلیا کرتے تھے۔ وہ ایک دفعہ مولانا درویش علیہ الرحمتہ کے علاقے میں آئے جب آپ کو معلوم ہوا کہ شیخ خوارزمی رحمتہ اللہ علیہ ہر ایک کی نسبت سلب کر لیتے ہیں تو آپ کو یہ بات بیت ناگوار گزری۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ان کو سبق سکھانے کے لئے ان کی نسبت سلب کرلی۔ جس سے حسین خوارزمی رحمتہ اللہ علیہ نہایت حیران وپریشان ہوئے۔ اس کے بعد حضرت مولانا ان کی ملاقات کو روانہ ہوئے اور جس طرف سے خوشبو آرہی تھی اس طرف بڑھنا شروع کیا۔ حتیٰ کہ جب دونوں حضرات کی ملاقات ہوئی تو خوشبو ختم ہوگئی۔ اور وہ سمجھ گئے کہ انہوں نے میری نسبت سلب کی ہے۔ حضرت شیخ خوارزمی رحمتہ اللہ علیہ نے نہایت عاجزی سے کہا کہ مجھے پتہ نہیں تھا کہ یہ آپ کا علاقہ ہے۔ میری نسبت واپس کیجئے اور میں آئندہ کسی شیخ کی نسبت سلب نہیں کروں گا۔ حضرت مولانا درویش محمد رحمتہ اللہ علیہ کو شیخ خوارزمی رحمتہ اللہ علیہ کی عاجزی اور انکساری پر رحم آگیا اور ان کی نسبت ان کو واپس کر دی۔ شیخ خوارزمی رحمتہ اللہ علیہ نے وہیں سے اجازت لی اور اپنے وطن واپس چلے گئے۔

وفات حسرت آیات:

آپ کی وفات بروز جمعرات ۱۹ محرم الحرام ۹۷۰ھ بمطابق 63-1562ء میں ہوئی۔ آپ کا مزار پر انوار موضع "استقرار" میں واقع ہے اور زیارت گاہ خاص وعام ہے۔

مادہ تاریخ رحلت:

"مست عشق" ۹۷۰ھ

"شیخ اولیاء بود" ۹۷۰ھ

ارشادات قدسیہ:

ا۔ گمنامی اور گوشہ نشینی میں جو لذت ہے اس کا کوئی بدل نہیں ہے۔

۲۔ طریق گمنامی اور حالات کے چھپانے کا التزام بڑی چیز ہے۔

قطعہ تاریخ وفات:

زدنیا شد چو در خلد معلی

جناب سرور اکبر محمد

زسرور "مست عشق" آمد صائش

دوبارہ "عاشق رہبر محمد"

۹۷۰ھ

۹۷۰ھ

(۲۳)

حضرت مولانا محمد مقتدیٰ املکی

رحمۃ اللہ علیہ

۴۳۔ عارف حقانی، محبوب ربانی حضرت خواجہ مولانا محمد مقتدیٰ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: ۹۱۸ھ /13-1512ء ____________ امکنہ (نزد بخارا)

وصال: ۲۲ شعبان ۱۰۰۸ھ / 1600ء ________ امکنہ (نزد بخارا شریف)

تعارف:

آپ کا اسم مبارک محمد مقتدیٰ ہے۔ علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا اسم مبارک خواجگی امکنگی تحریر کیا ہے۔ آپ کو "امکنگی" اس لیے کہتے ہیں کہ جس موضع میں آپ کی ولادت ہوئی اس کا نام "امکنہ" ہے۔ آپ خواجہ درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے اور خلیفہ اعظم تھے۔ طریقت میں آپ کا مسلک خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ کے قدم بقدم تھے۔

ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت ۹۱۸ھ 13-1512ء کو موضع "امکنہ" (نزد بخارا) میں ہوئی۔

بیعت وخلافت:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہری وباطنی علوم اپنے والد محترم حضرت خواجہ درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیے اور انہی سے بیعت ہو کر مقام تکمیل وارشاد تک پہنچے۔ آپ تیس ۳۰ سال تک مسند ارشاد وہدایت پر جلوہ فرو زرہے۔ آپ حضرت خواجہ بہاء الدین کے اصل طریقہ نقشبندیہ کے سختی سے پابند تھے۔ طریقہ نقشبندیہ کے خلاف ذرا سی بات بھی گوارا نہ فرماتے تھے۔

علوم ظاہری و باطنی:

آپ بڑے عابد و زاہد اور ظاہری و باطنی علوم میں یگانۂ روزگار تھے۔ اپنے وقت میں طالبان طریقت کے مرجع تھے۔ تصرف باطنی کا یہ حال تھا کہ زمانے کے بڑے بڑے علماء وفقہاء فضلاء اور امراء وفقراء مستفید و مستفیض ہونے کے لیے آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ اپنے دوستوں کی پرورش و تربیت نہایت ہی احسن طریق سے فرماتے تھے، آپ اپنے حالات کے اخفاء میں بہت کوشش فرماتے تھے۔ اس کے باوجود بھی ملوک و سلاطین وقت آپ کے آستانہ عالیہ کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بناتے تھے اور فخر محسوس کرتے تھے۔ سلطان عبداللہ خان والی توران آپ کا مرید اور بڑا معتقد تھا۔ آپ شریعت مطہرہ کے تحت پابند تھے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عشق رکھتے تھے۔ بقول کاوش

عطا ہو کاوش عاصی کو اے خدا! وہ دل
جسے بنایا ہو بس حب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے

آپ کا حلقہ احباب اور لنگر بہت وسیع تھا۔ آپ مہمان نوازی میں بہت مشہور تھے۔ دوستوں کو خود اپنے ہاتھ سے کھانا تقسیم فرماتے تھے۔ آپ کو دوستوں کی تکلیف گوارا نہ تھی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت و مقام:

سلطان والی توران نے خواب میں دیکھا کہ ایک عظیم الشان خیمہ لگا ہوا ہے۔ جس میں تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور ایک بزرگ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ

وسلم کے دروازے پر عصا لیے ہوئے کھڑے ہیں اور لوگوں کی درخواستیں سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں اور ان کا جواب دے رہے ہیں۔ اسی اثنا میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تلوار اس بزرگ کو عطا کی اور انہوں نے وہ تلوار لے کر سلطان عبداللہ خان کی کمر میں باندھ دی۔ صبح بیدار ہونے پر سلطان نے اپنا خواب درباریوں سے بیان کیا اور اس بزرگ کا حلیہ بتایا۔ حاضرین میں سے ایک نے کہا کہ یہ حلیہ تو خواجگی امکنگی رحمتہ اللہ علیہ کا ہے۔ سلطان یہ سن کر بہت خوش ہوا چنانچہ وہ بڑے شوق سے بہت سے تحائف لے کر آپ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کا حلیہ بعینہ جیسا کہ خواب میں دیکھا تھا پا کر نہایت خوش ہوا۔ سلطان آپ کا مرید ہو گیا اور ہر روز صبح کے وقت آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ (حضرات القدس۔ ص 260)

کراماتِ بابرکات:

آپ صاحب کرامات وخوارق اور صاحب کشف القلوب بزرگ تھے۔ آپ کی کرامات اور کشف سورج سے زیادہ روشن ہیں۔ تاہم بطور تبرک ایک کرامت ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔

حضرت مولانا خواجگی امکنگی علیہ الرحمتہ کے بڑے بڑے مریدوں سے سنا گیا ہے کہ تین طالب علم جیسے کہ ان کی عادت ہوتی ہے۔ مختلف ارادوں کے ساتھ حضرت مولانا رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے۔ ایک نے نیت کی کہ اگر فلاں کھانا کھلائیں گے تو بے شک آپ صاحب کرامت ہیں۔ دوسرے نے کہا کہ اگر فلاں میوہ عطا کریں گے تو آپ صاحب عظمت ہیں۔ تیسرے نے کہا کہ اگر فلاں حسین لڑکے کو مجلس میں حاضر کریں تو

صاحب کرامت ہیں۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے دونوں طالب علموں کو ان کے خیال کے مطابق کھانا اور میوہ عطا کیا اور تیسرے سے فرمایا کہ درویشوں سے کوئی خلاف شریعت کام صادر نہیں ہو سکتا۔ اور تم اپنی نیت ٹھیک کرو۔ اور پھر تینوں طالب علموں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ درویشوں کے پاس محض اللہ کے لیے آنا چاہیے تا کہ ان سے فیض باطنی کا کچھ حصہ مل سکے۔ (حضرات القدس ص۔262)

تیری نگاہ سے پتھر کے دل پگھل جائیں　　　جو آنکھ اٹھائے تو شام وسحر بدل جائیں

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کشف:

ایک درویش بیان کرتے ہیں جو کہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تھا کہ ایک رات حضرت کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ میں بھی دیگر خدام کے ہمراہ ہمرکاب تھا۔ میرے پاؤں ننگے تھے۔ اتفاقاً ایک کانٹا میرے پاؤں میں لگ گیا۔ جس سے میں بے قرار ہو گیا۔ مجھے خیال آیا کہ اگر حضرت مجھ کو جوتا عنایت فرماتے تو کیا اچھا ہوتا۔ آپ نے اس خیال سے آگاہ ہو کر فرمایا: "اے برادر! جب تک یہ کانٹا نہ لگے پھول بھی ہاتھ نہیں آتا"۔

(سالک کو راہ طریقت میں بڑی بڑی مشکلات پیش آتی ہیں اور اس کو بڑی کٹھن منزلیں عبور کرنا پڑتی ہیں تب جا کر وہ کہیں منزل مقصود حاصل کرتا ہے۔ اس راہ کے چلنے والوں کو تمام مشکلات کا خندہ پیشانی اور صبر واستقامت سے سامنا کرنا چاہیے۔

وصال:

حضرت مولانا خواجگی امکنگی قدس سرہٗ نے اپنے وصال سے چند روز پہلے اپنے خلیفہ اعظم

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ کو ایک خط لکھا۔ جس میں آپ رحمتہ اللہ علیہ نے بعد اظہار اشتیاق و اشتیاق یہ دو اشعار لکھے تھے۔

زماں تا زماں مرگ یاد آیدم　　ندانم کنوں تا چہ پیش آیدم

جدائی مباد امرا از خدا!　　دگر ہر چہ پیش آیدم شایدم

مجھے ہر گھڑی موت یاد آتی ہے نہیں معلوم کہ اب کیا بات پیش آئے۔ مجھے ہر دم وصلِ خدا رہے اور جو کچھ پیش آتا ہے پیش آئے۔

اس خط کے پہنچنے کے بعد ہی حضرت مولانا خواجگی امکنگی رحمتہ اللہ علیہ کی وفات کی خبر حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہ' کو پہنچی۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ۲۲۔ شعبان المعظم ۱۰۰۸ھ بمطابق 1600ء کو نوے ۹۰ سال کی عمر شریف میں وصال فرمایا۔ آپ کا مزار پر انوار ''امکنہ شریف'' میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ اور اس سے فیض حاصل کیا جاتا ہے۔

مادہ تاریخ رحلت:

''شیخ زمان''　　''شیخ محمود''

۱۰۰۸ھ　　۱۰۰۸ھ

قطعہ تاریخ وفات:

چون شہ خواجگی باوج بہشت　　جلوہ گر گشت چوں سپہر انور

ہست ''شیخ زماں'' وصال او　　ہم بخواں ''خواجہ یقین اکبر''

۱۰۰۸ ہجری　　۱۰۰۸ ہجری

پاک و ہند پر احسان:

آپ نے اپنے خلیفہ اعظم حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کو برصغیر پاک و ہند کی سرزمین میں بھیجا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ خود فرمایا کرتے تھے۔

"الحمد للہ پاک راسمرقند و بخارا آوردیم در زمین برکت آگیں ہند کشتیم۔"

اس لیے سرزمین پاک و ہند حضرت مولانا محمد مقتدر علی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کی ہمیشہ احسان مند رہے گی۔ جنہوں نے یہاں روحانیت کی شمع فروزاں کی اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے فیوض و برکات سے لوگوں کو مستفید و مستفیض فرمایا۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ حضرت خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے وسیلہ جلیلہ سے ہم جیسے ناکارہ و بے مایہ کو بھی یہ دولت نصیب ہو۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

ارشادات قدسیہ:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

۱۔ جب تک کانٹا نہیں لگتا پھول ہاتھ نہیں آتا۔

۲۔ فقر کی حلاوت و شیرینی نامرادی اور قناعت میں ہے۔

۳۔ درویشوں نے جو کمالات حاصل کیے ہیں وہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے کیے ہیں لہذا ان سے کوئی کام خلاف شریعت صادر نہیں ہوتا۔

۴۔ ریاضت اتنی کرنی چاہیے کہ رخسار چمکے نہ یہ کہ چہرہ کملا ہو جائے اور چہرہ کا رنگ

دیکھتے ہی ریاضت وعبادت کرنے کا راز افشا ہو جائے۔

۵۔ جو چیز جوانی کے زمانہ میں حاصل کرنے کی ہے اگر وہ کسی نے بڑھاپے کے زمانے میں حاصل کی تو اس نے جوانی کا پاس کیا اور وہ پہلوان ہے۔

۶۔ فقراء کے ہاں کرامتوں کا کوئی اعتبار نہیں' ان کے پاس خالصتاً لوجہ اللہ آنا چاہیے تا کہ فیض باطنی کا کچھ حصہ مل سکے۔

۷۔ سچی قسم کھانا شریعت مطہرہ میں جائز ہے لہذا شرعی کام میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ

قدس سرہٗ

۴۴۔سراج الملت' خواجہ خواجگان' قطب الاقطاب'

حضرت خواجہ مؤید الدین محمد عبدالباقی عرف باقی باللہ علیہ الرحمتہ

ولادت:۵۔ذی الحجہ۹۷۱ھ/1564ء ـــــــــــــ کابل(افغانستان)

وصال:۲۵جمادی الثانی۱۰۱۲ھ/1603ء ـــــــــ دہلی(ہندوستان)

تعارف:

آپ کا نام نامی اسم گرامی خواجہ محمد عبدالباقی تھا۔اور باقی باللہ کے نام (عرف) سے مشہور تھے۔والد مکرم کا اسم گرامی قاضی عبدالسلام خلجی سمرقندی قریشی تھا۔جو صاحب وجد وحال عالم باعمل' صاحب فضل وسخا اور صاحب کشف وکرامت تھے۔اور کابل میں سکونت پذیر تھے۔حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمتہ اپنی والدہ ماجدہ کی طرف سے حضرت شیخ عمر باغستانی علیہ الرحمتہ تک پہنچتے ہیں۔جو خواجہ احرار علیہ الرحمتہ کے نانا تھے۔حضرت خواجہ کی نانی صاحبہ خاندان سادات سے تھیں اور رابعۂ وقت تھیں۔(بعض تذکرہ نگاروں نے آپ کا نام سید رضی الدین احمد الملقب حضرت خواجہ باقی باللہ لکھا ہے۔)

ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت باسعادت ۵۔ذی الحجہ۹۷۱ھ بمطابق 15 جولائی 1564ء کو کابل (افغانستان) میں ہوئی۔بچپن ہی سے آپ پر تجرید وتفرید اور شوق خلوت وگوشہ نشینی کے آثار غالب تھے۔

بالائے سرش زہوش مندی   می تافت ستارۂ بلندی

تحصیل علم:

سن بلوغ تک پہنچنے سے قبل ہی حضور خواجہ رحمتہ اللہ علیہ نے کتب درسیہ کی تکمیل حضرت مولانا محمد صادق حلوائی رحمتہ اللہ علیہ سے کی لیکن آتش علم سرد نہ پڑی۔ اس لیے مولانا موصوف کی رفاقت میں ماوراء النہر چلے گئے اور اپنے ہم عصروں میں ایک امتیازی مقام حاصل کرلیا۔(انوار العارفین۔ص 367)

روحانیت کی جو آگ اندر لگ چکی تھی۔ حضور خواجہ علیہ الرحمتہ نے اس کو بجھانے کیلئے مختلف اوقات میں سفر کیے اور بار بار کیے۔ طویل عرصہ تک اولیاء اللہ کی تلاش میں حیران و سرگرداں رہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے جو کہ بذات خود رابعہ وقت تھیں' اپنے بیٹے کے لئے دعا فرمائی: "یا اللہ میرے بچے کے مقصد میں کامیابی عطا فرما اور اس کی مراد کو پورا کر دے۔ جس نے تیری طلب میں سب سے اپنا تعلق منقطع کرلیا ہے۔ یا مجھے موت دے دے کہ اس کی یہ بے قراری مجھ سے دیکھی نہیں جاتی۔" آخر نتیجہ یہ ہوا کہ والدہ محترمہ کی دعا سے راستے کے تمام کانٹے ہٹ گئے' حجاب کے پردے اٹھ گئے' تجلی ذات کا ظہور ہوا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ: "میری تمام کشائش میری والدہ محترمہ کی دعا سے ہوئی۔ اور یہ مراتب مجھے نصیب ہوئے۔" آخر کار اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت خواجہ بزرگ بہاء الدین نقشبند بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور خواب میں ہی توبہ کی توفیق میسر آئی۔ حضور خواجہ عبید اللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ نے بشارت دی کہ "میاں صاحبزادے تمہارا حصہ اور فیض خواجہ امکنگی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس ہے۔ اس کے چند دن بعد ہی پھر دوسرا خواب دکھائی دیا۔ نقشبندیہ سلسلے کے قطب حضرت مولانا خواجہ امکنگی بذات خود فرمارہے ہیں کہ: "میاں صاحبزادے کب

تک تم ادھر ادھر پھرتے رہو گے۔ میں تمہارے انتظار میں ہوں۔ میرے پاس آؤ۔ پے در پے ان دو بشارتوں سے حضور خواجہ رحمتہ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے اور یہ شعر بے اختیار آپ کی زبان مبارک پر جاری ہو گیا۔

من گزشتم زغم آسودہ کنا گارہ زکمین عالم آشوب نگاہ ہے مرا ہم بگرفت

(میں غم کی انتہا کو پہنچ گیا تھا کہ محبوب نے چھپ کر مجھ پر نظر کی اور میں راہ میں بیٹھ گیا)

بیعت وخلافت:

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ خوشی خوشی حضرت خواجہ امکنگی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تین دن اور تین راتیں آپ کے ساتھ خلوت میں رہ کر معرفت وایقان کی وہ لازوال دولت حاصل کی جو برسوں کی محنت شاقہ کے باوجود نصیب نہیں ہوتی۔ اس سے آپ کی بیقراری کو قرار آیا۔ اور والدہ محترمہ کی دعاؤں کا یہ لونی کرشمہ تھا۔ سینہ علم کی روشنی سے منور ہو گیا۔ اور جب تمام منزلیں طے ہو گئیں تو حضرت کے پیرو مرشد حضرت خواجہ امکنگی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: "اب تمہارے لیے تمام راستے کھل گئے ہیں۔ ہندوستان کو تمہاری ضرورت ہے کہ اس سرزمین پر کفر وظلمت کے اندھیرے کو دور کرنے کا کام تمہارے ذمے ہے۔ نقشبندی تعلیم سے اس سرزمین کو مالا مال کرنا ہے۔ خدا کی مصلحت ہے کہ تم ہندوستان جاؤ"۔

ہندوستان میں ورود مسعود:

اپنے پیرو مرشد کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سنتے ہی نقشبندیہ سلسلے کے امام غیر منقسم ہندوستان اور موجودہ پاک وہند میں سلسلہ نقشبندیہ کے بانی بالکل اسی طرح تشریف

لائے جس طرح حضرت خواجہ غریب نواز ہندوپاک میں چشتیہ سلسلہ کے امام اور بانی ہیں بالکل وہی مرتبہ نقشبندیہ سلسلہ میں حضور باقی باللہ علیہ الرحمتہ کا بھی ہندوستان میں ہے۔ چنانچہ اپنے پیرو مرشد کے حکم کی تعمیل میں کمر ہمت باندھی اور خواجگان نقشبندیہ کے تصرف سے سفر کی تمام مشکلات دور ہو گئیں۔ چنانچہ آپ پشاور تشریف لائے۔ اور اللہ کی مخلوق نے آپ کی آواز پر لبیک کہا اور نقشبندیہ سلسلہ میں داخل ہونا شروع ہو گئے۔ پھر آپ لاہور تشریف لائے۔ یہاں بھی لاکھوں بندگان خدا کو فیض پہنچایا۔ یہاں بھی پشاور کی طرح آپ کے علم و فضل اور کرامتوں کی شہرت بام عروج پر تھی۔ تبلیغ کی راہیں کھل چکی تھیں۔ آپ نے حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے آستانے پر چلہ کشی فرمائی اور اسی دوران خواب میں حضرت خواجہ املنگی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اب تم دہلی روانہ ہو جاؤ۔'' چنانچہ آپ دہلی تشریف لے آئے آپ کی تشریف آوری سے پہلے ہی آپ کی شہرت دہلی پہنچ چکی تھی۔ چنانچہ لاکھوں بندگان خدا نے حضور باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ کا استقبال کیا اور آنکھیں فرش راہ کر دیں۔ دہلی آ کر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے سب سے پہلے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کے آستانہ مبارک پر چلہ کشی کی۔ اس چلہ میں تو غیبی کرامات کا بکثرت ظہور ہوا۔ اس کے بعد آپ نے فیروز شاہ کے قلعہ میں قیام فرمایا اور اس کے بعد اس ویرانے کو پسند کیا۔ جہاں آج کل آپ کا آستانہ شریف ہے۔ اس زمانے میں یہ جگہ ویران تھی۔ آپ کی تشریف آوری پر ایسی گلزار بنی کہ آپ کے وصال کو صدیاں گزر گئیں لیکن وہ فیض آج بھی جاری ہے۔ چشمہ ابل رہا ہے اور بکثرت اللہ کی مخلوق آتی ہے اور دور دور سے آتی ہے اور دامن مراد بھر کر لے جاتی ہے۔

علمی ذوق:

آپ نے ایک رسالہ بھی تحریر فرمایا۔ یہ رسالہ آیت کریمہ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ اور أَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ۔ کی تفسیر ہے۔(حضرات القدس ص 231) آپ کے مکتوبات شریف بھی آپ کے علمی ذوق کا آئینہ دار ہیں۔ آپ کو شعر وشاعری کا بھی ذوق تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے دونوں لڑکوں کی پیدائش پر قصیدے لکھے ہیں۔

حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی تشریف آوری:

شروع شروع میں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ نماز میں امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت سیدنا امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی روح پر فتوح تشریف لائی اور فرمایا کہ اے باقی باللہ ! ہمارے حنفی مذہب میں بڑے بڑے اولیاء، حکماء، صلحاء، مفسرین اور محدثین داخل ہیں۔ انہوں نے بالا اتفاق امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا ترک کردیا ہے۔ اس لیے آپ بھی امام کے پیچھے قرات ترک کردیں۔ اس خواب کے بعد آپ نے سورہ فاتحہ کا امام کے پیچھے پڑھنا ترک کردیا۔(زبدہ المقامات۔ ص 26)

کرامات بابرکات:

ایک دفعہ آپ کے ہاں چند مہمان آگئے۔ اتفاق سے کھانے کو کچھ نہ تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے ایک نانبائی مرید نے موقع کی نزاکت کو دیکھا اور مہمانوں کے واسطے کھانا لے آیا۔ آپ کو اس کا یہ عمل بہت پسند آیا۔ آپ جذب میں آگئے اور فرمایا کہ مانگ کیا مانگتا ہے ؟ اس نے کہا مجھ پر خاص مہربانی فرمایئے اور اپنے جیسا بنا دیجیے۔ چنانچہ آپ اس حجرہ

میں لے گئے اور اپنی خاص برقی توجہ کے اثر سے اس کی مراد پوری کر دی۔ لوگ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت پیر و مرشد باہر تشریف لائے تو یہ پہچاننا مشکل تھا کہ حضرت خواجہ باقی باللہ کون ہیں اور نانبائی کون ہے؟ البتہ یہ فرق ضرور رہا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ صاحب ہوش ہیں اور نانبائی بے ہوش اور بے خبر تھا۔ آخر کار وہ تین روز بعد اسی حالت سکر و بے ہوشی میں انتقال کر گیا۔ (تفسیر عزیزی۔ پارہ ۳۰ سورۃ اقراء۔ از شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ)

کشف:

''وفات سے کچھ دن پہلے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بعض خوابوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نقشبندی سلسلے کا کوئی بڑا شخص عنقریب فوت ہونے والا ہے'' (حیات باقیہ۔ ص 22

باقی باللہ کے معنی:

کسی نے آپ رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا کہ باقی باللہ کا کیا مطلب ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا بتلائیں گے۔ جب آپ رحمتہ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا وہ سوال کرنے والا شخص حاضر جنازہ تھا اور حیران تھا کہ آپ نے میرے سوال کا جواب ارشاد نہیں فرمایا۔ ابھی تمام اصحاب امامت جنازہ کے لیے سوچ رہے تھے کہ یکایک ایک برقعہ پوش آیا اور امام بن کر نماز جنازہ پڑھانے لگا۔ پھر فارغ ہو کر ایک سمت کو روانہ ہو گیا۔ وہ سوال پوچھنے والا شخص برقعہ پوش کے پیچھے بھاگا کہ شاید وہ اس سوال کا جواب دے سکیں۔ اس نے دیکھا تو وہ خود حضرت باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ اور شاید یہی اس کے سوال کا جواب تھا۔

جہاں میں اہل ایماں صورت خورشید جیتے ہیں

ادھر ڈوبے ادھر نکلے ' ادھر ڈوبے ادھر نکلے

(کیا یہی ایک کرامت حضرت خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ کی عظمت ثابت کرنے کیلئے کافی نہیں ؟)

وصال:

۲۵۔ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ/1603ء کو آپ پر مرض نے بہت ہی شدید حملہ کیا۔ یہ ہفتے کا دن تھا۔ عصر کے وقت اسم ذات (اللہ جل جلالہ) کا ذکر کرتے ہوئے اس دارفانی سے کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مادہ تاریخ رحلت:

"نقشبند یہ وقت"	"فخر اسلام"	"بحر معرفت بود"	"ذاکر کامل"	"صاحب افضل"
۱۰۱۲ھ	۱۰۱۲ھ	۱۰۱۲ھ	۱۰۱۲ھ	۱۰۱۲ھ

آپ کا مزار پر انوار بیرون شہر دہلی بجانب اجمیری دروازہ واقع ہے۔ اور زیارت گاہ خاص وعام ہے۔

ارشادات قدسیہ:

۱۔ توکل یہ نہیں کہ اسباب چھوڑ کر بیٹھ جائیں بلکہ توکل کا مطلب یہ ہے کہ اسباب مشروع کو اختیار کریں اور سبب کی طرف نظر نہ کریں۔ (حضرات القدس۔ ص 296)

۲۔ ہمارے طریقہ ذکر سے جذبہ پیدا ہوتا ہے اور جذبہ کی مدد سے جمیع مقامات بسہولت واستقامت حاصل ہو جاتے ہیں۔ (حضرات القدس۔ ص 283)

۳۔ صبر نفس کی لذتوں کو ترک کرنے اور اپنی پیاری محبوب اشیاء سے باز رہنے کو کہتے ہیں۔

۴۔ دوام مراقبہ بڑی دولت ہے۔ اس سے دلوں میں قبولیت پیدا ہوتی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی قبولیت کی نشانی ہے۔

(۲۵)

حضرت مجدد الف ثانی

شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

۲۵۔ قیوم اول، امام ربانی، حبیب یزدانی، مجدد الف ثانی

حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: ۱۴ شوال ۹۷۱ ہجری/1564ء ______________ (سرہند شریف) ہندوستان

وصال: ______________________ (سرہند شریف) ہندوستان

☆۔ تعارف:

آپ کا اسم گرامی "احمد" کنیت ابو البرکات لقب بدر الدین اور خطابات "قیوم زماں امام ربانی" اور "مجدد الف ثانی" ہیں۔ والد گرامی قدر کا اسم مبارک شیخ عبد الاحد رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ جو چشتیہ صابریہ سلسلہ میں حضرت عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ حضرت شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ممتاز خلیفہ اور بڑے صاحب علم بزرگ تھے۔ آپ کئی صوفیانہ کتب مثلاً "کنوز الحقائق" اور "رسالہ تشہد" کے مصنف تھے۔ علوم ظاہری اور باطنی کے منبع تھے اور ہزاروں لوگ ان سے استفادہ کرتے تھے۔

☆۔ سلسلہ نسب:

آپ کا سلسلہ نسب پانچ واسطوں کے بعد حضرت بابا فرید الدین گنج شکر قدس سرہٗ سے اور اٹھائیس واسطوں کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

☆۔ اولیائے سلف کی بشارتیں:

حضرت غوث الاعظم میراں محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ جام رحمۃ اللہ علیہ، حضرت داؤد قیصری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خلیل اللہ بدخشی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت نظام الدین نارنولی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ عبد اللہ

سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی ولادت باسعادت کی خبر لوگوں کی دی تھی۔

☆۔ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت باسعادت شب جمعۃ المبارک ۱۴۔شوال ۹۷۱ ہجری بمطابق 26 جون 1564ء کو بلدہ معظمہ "سرہند" (سرہند شریف) میں ہوئی۔ اور آپ نے اپنے جمال جہاں آراء سے اس عالم کو روشن و منور فرمایا۔

☆۔مادہ تاریخ ولادت:

"اشرف فقیر" "خاشع"

۹۷۱ ہجری ۹۷۱ ہجری

☆۔ابتدائی حالات:

آپ نے پانچ سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کرلیا اور ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔علم دین کے حصول کے لیے سرہند شریف سے سیالکوٹ شریف لائے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ وہاں معقولات اور علم حدیث کی کتب پڑھیں۔آپ کی عمر مبارک ابھی 20 سال ہی تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے درس وتدریس کا آغاز کردیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغ میں حکمت و معرفت کے موتی بھرے ہوئے تھے۔بڑے بڑے علماء و فضلاء آپ رحمۃ اللہ علیہ کے درس سے استفادہ کرتے تھے۔آگرہ شہر آپ ہی کی بدولت علم و فضل کا شہر مشہور ہوا۔

☆۔حضرت محبوب سبحانی شہباز لامکانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ مراقبہ کے بعد فرمایا کہ عالم واقعہ میں ایک نور مشاہدے میں آیا جس کا ظہور کم وبیش پانچ

صد برس بعد ہوگا اور وہ دین محمدی کی تجدید کرے گا۔ حضرت اقدس خود اپنی ولادت کے متعلق فرماتے ہیں: میں سمجھتا ہوں کہ میری پیدائش سے مقصود یہ ہے کہ ولایت محمدی ﷺ ولایت ابراہیمی علیہ السلام کے رنگ میں رنگی جائے۔

☆۔ اکتساب کمالات باطنی:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد ماجد کی صحبت سے کمالات باطنیہ اور سلسلہ قادریہ و چشتیہ کے انوار سے اکتساب کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا اور اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ "مبدا و معاد" میں لکھتے ہیں کہ اس فقیر کو نسبت فردیت کا سرمایہ اپنے والد ماجد سے حاصل ہوا اور ان کو ایسے بزرگ سے حاصل ہوا جو جذبہ قوی رکھتے تھے اور اپنے خوارق میں مشہور تھے۔ (یعنی حضرت شاہ کمال کیتھلی قادری رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوا تھا۔)

☆۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۰۰۸ ہجری میں بیت اللہ کا قصد کیا اسی ارادے سے آپ رحمۃ اللہ علیہ دہلی پہنچے تو وہاں پر سرتاج اولیاء شیخ المشائخ قطب الاقطاب حضرت خواجہ باقی المعروف باقی باللہ سے ملاقات ہوئی حضرت خواجہ علوم ولایت کے چشمہ صافی اور رموز اسرار شریعت محمدیہ ﷺ کے آفتاب تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے ہی حضرت مجدد نے ارادہ سفر ترک کر دیا اور ان کے اخلاق و کرامات سے متاثر ہو کر ان کا دامن تھام لیا۔

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں:

(ترجمہ) "شیخ احمد آفتاب کی مانند ہیں اور ہم جیسے ہزاروں ستارے اس میں گم ہیں"۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سے نقشبندیہ سلسلہ میں خلافت پائی آپ رحمۃ اللہ علیہ تقریباً تین ماہ مقیم رہے اور اس قلیل عرصہ میں وہ کچھ پا لیا جو بہت سے طالبوں نے برسوں میں بھی نہ پایا ہوگا۔ حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشہور انگریزی خطبات کے آخری خطبہ میں فرمایا ہے کہ (حضرت مجدد علیہ الرحمۃ) نے جن تجربات ومشاہدات کا ذکر فرمایا ہے جدید علم النفس اس ترقی وکمال کے باوجود اس کی گرد تک نہیں پہنچ سکتا۔ بلکہ ان کیفیات روحانیہ اور واردات قلبیہ کا فارسی سے انگریزی زبان میں ترجمہ بھی مشکل ہے۔ کیونکہ اس کا دامن مصطلحات سے خالی ہے۔ اللہ اللہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے کیسا بلند مقام پایا کہ جس کی تعبیر وتشریح کے لیے دورحاضر کے ماہرین علم النفس بھی عاجز وقاصر ہیں۔

تلاش کرتی ہے چشم فلک اسے اب تک
وہ ایک ذرہ خاکی جوہر وماہ بھی تھا

اتباع سنت، بدعت سے پرہیز اور عزیمت پر عمل آپ رحمۃ اللہ علیہ کے طریقے کی بنیاد ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی علم شریعت اور علم احسان دونوں کی جامع تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجددیت بھی دونوں شعبوں پر حاوی ہے۔ ادھر قدرت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پرورش کر رہی تھی اور ادھر دین الٰہی شب وروز ارتقائی منازل طے کر رہا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایسے تاریک دور میں کب تک خاموش رہتے سرہند سے آگرہ پہنچے اور اکبر کے مقربین کو واشگاف الفاظ میں متنبہ کیا کہ بادشاہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا نافرمان ہو گیا ہے۔ اسے میرا پیغام دو کہ وہ اپنے ملحدانہ عقائد وافعال سے توبہ کر کے شریعت محمدی ﷺ پر کاربند ہو جائے۔ بصورت دیگر ہلاکت کے لیے تیار ہو جائے مغل

اعظم میں نعرہ حق سننے کی تاب کہاں تھی اس نے اپنے درباری علماء اور وزراء سے مشورہ کیا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے سلطانی جاہ جلال اور شان وشوکت سے مرعوب کرنے کے لیے شاہی دربار میں طلب کرنے کا فیصلہ کیا۔

☆ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی دربار اکبری میں آمد:

اکبر نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی آمد سے پہلے پورے برصغیر سے اپنے گورنروں اور روساء وعمائدین سلطنت کو اپنے دربار میں طلب کیا کہ میں آج تمہیں ایک نیا دین دینے والا ہوں دین الٰہی یا دین اکبری۔ کیونکہ دین محمدی کی مدت ختم ہوگئی ہے (نعوذباللہ) اسی خوشی میں اس نے ایک عظیم الشان جلسہ عام کیا اور ایک خوبصورت محل تیار کروایا۔ جس میں تمام انواع کے کھانے چن دیئے گئے دوسری طرف ایک اور محل بھی بنایا جس میں کوڑا کرکٹ کے ڈھیر لگے ہوئے تھے اور جلے ہوئے کھانے اس میں لگوائے اور کہا کہ دین الٰہی کی مثال اس محل کی سی ہے جس میں ہم بیٹھے ہیں جبکہ دین محمدی ﷺ کی مثال اس سامنے والے محل کی سی ہے جس کی طرف دیکھنے کو بھی جی نہیں چاہتا دوسری طرف حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی حسب عادت اپنے چند درویشوں کے ساتھ اکبر کے دربار میں پہنچ گئے صورتحال دیکھنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس محل میں جانے کی بجائے محمدی ﷺ محل کی صفائی کروائی اور وہیں اپنی چادر بچھا کر بیٹھ گئے حکومت کے کارندوں کی طرف سے نئے دین کے نفاذ کا اعلان ہو رہا تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مراقبہ فرمایا اور اپنے ایک مرید کے ہاتھ تھوڑی مٹی دے کر بھیجی کہ جاؤ یہ اکبری محل میں پھینک دو۔ بس مٹی کا پھینکنا تھا کہ ایک طوفان بپا ہوا سب خیمے اکھڑ گئے درباری ڈر کی وجہ سے بھاگ کھڑے ہوئے اکبر کو خیمے کی چوب ماتھے پر لگی اور اسی سے مردار ہو گیا۔

اکبر تو مر گیا لیکن اس کی خباثت دین اکبری کی صورت میں مکمل طور پر ختم نہ ہو سکی اکبر کی موت کے بعد جہانگیر تخت نشین ہوا تو وہ بھی اپنے باپ کے نقش قدم پر چل نکلا۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ الحاد و بدعت کے لیے شمشیر قاطع تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے احیائے کتاب وسنت کے لیے جہاد بالقلم کیا اپنے مکتوبات میں عقائد باطلہ اور شریعت اسلامیہ کی خلاف ورزی کرنے والوں کا رد کیا۔ جب دربار میں سجدہ کرنے والوں کے خلاف فتویٰ دیا تو ملا عبداللہ مخدوم الملک اور دیگر عقائدین سلطنت تلملا اٹھے۔ انہوں نے جہانگیر کے کان بھرنے شروع کر دیے ادھر حضرت امام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اعلائے کلمۃ الحق اور جرات بے باکانہ سے عقائد روافض کے رد کے باعث نور جہاں کو بڑا فروختہ کر رکھا تھا۔

حالات سازگار ہوتے گئے حضرت کے خلاف عوام وخواص میں ایک طوفان بپا ہو گیا۔ نور جہاں اور آصف جاہ کے اثر ورسوخ کے تحت جہانگیر نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دربار میں بلایا اور درباری رسوم کے مطابق بادشاہ کو سجدہ کرنے کے لیے کہا گیا۔ لیکن حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بر ملا انکار کر دیا کہ سوائے اللہ کے سجدہ کسی کو جائز نہیں اس بات پر جہانگیر نے آپ رحمۃ اللہ علیہ قلعہ گوالیار میں بند کرنے کا حکم صادر کر دیا۔ یہ وہ مشہور واقعہ ہے جس کی طرف حکیم الامت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے۔

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمی احرار

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا جہاد باللسان اور جہاد بالقلب جاری رکھا قید

خانے کے اندر بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت وتبلیغ نے اپنا اثر دکھایا جس کی بدولت کئی ہزار غیر مسلم قیدی مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ اور سینکڑوں قیدیوں کو ارادت سے سرفراز فرما کر درجہ ولایت پر پہنچا دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس کارنامے کے بارے میں ڈاکٹر آرنلڈ اپنی کتاب (Preaching of Islam) میں لکھتا ہے: شہنشاہ جہانگیر 1605 تا 1628 کے عہد میں شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک سنی عالم شیعی عقائد کی تردید میں خاص مشہور تھے شیعوں کو اس وقت دربار میں رسوخ تھا ان لوگوں نے انہیں کسی بہانہ سے قید کروا دیا۔ دو برس وہ قید رہے اور اس مدت میں انہوں نے اپنے رفقائے زادوں میں سے سینکڑوں بت پرستوں کو حلقہ بگوش اسلام بنا لیا۔ (صفحہ 412 طبع ثالث)۔

بادشاہ جہانگیر نے خواب میں تاجدار مدینہ ﷺ کے فرمانے پر شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی قلعہ سے رہا کیا ان کے حق پرست پر توبہ کی دین اسلام کے احکام کو بحال کیا سجدہ تعظیمی ختم کر دیا گیا۔ خلاف شریعت قوانین منسوخ ہوئے جہانگیر آپ کے حلقہ عقیدت میں شامل ہو گیا اور آپ کے اشارہ ابرو پر عمل کرتا نظر آنے لگا اور شاہی دستر خوان چھوڑ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لنگر کا کھانا کھانے کو اپنے لیے فخر سمجھتا۔ چنانچہ حضرت مجدد کا اثر آئندہ مغل دور حکومت میں بہت واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔

اورنگ زیب عالمگیر جیسا عادل اور متقی حکمران جس کے دور میں خلافت راشدہ کی یادیں تازہ ہو گئی تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی اثرات اور خانوادے کی تبلیغ کا ہی نتیجہ تھا۔ جہانگیر نے پورے ہندوستان کے جید علماء پر مشتمل کمیٹی تشکیل دی۔ جس نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے معظم مریدوں سے فقہ حنفی کے اصولوں پر مبنی ''فتاوی

عالمگیری'' مرتب کرلیا۔ اور ہندوستان کا سرکاری قانون بنایا اور عدالتی فیصلے فتاوی عالمگیری کے مطابق کیے جانے لگے۔ یہ سب حضرت مجدد کی جیتی جاگتی کرامت تھی۔ جہانگیر تزک جہانگیری میں رقم طراز ہے کہ دلان زندگی میں کوئی ایسا عمل نہیں جس کی وجہ سے بخشش کی امید کی جا سکے۔ ہاں ایک نیکی شاید کام آجائے اور وہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ سے میری عقیدت کا تعلق ہے۔ ایک مرتبہ حضرت شیخ احمد سرہندی نے فرمایا تھا کہ درویش کو جب اللہ تعالی جنت میں داخل ہونے کا حکم دیں گے تو تمہیں بھی ساتھ لے جائے گا۔

☆۔ دو قومی نظریہ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ برصغیر پاک و ہند میں دو قومی نظریے کے بانی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھرپور طریقے سے دو قومی نظریہ کا پرچار کیا کہ ہندو اور مسلم دو الگ قومیں ہیں۔ ہندوؤں کا رام اور ہے اور مسلمانوں کا خدا وحدہ لاشریک ہے مندر اور مسجد میں فرق ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغ روشنی وہدایت سے بھرپور تھی۔ اسی نظریے کی بنیاد پر مسلمانان ہند نے قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں عملی جامہ پہنایا اور اقبال رحمۃ اللہ علیہ جیسے مفکرین نے اسکی تائید کرکے علیحدہ وطن کی ضرورت محسوس کی۔ یہی وہ کارنامہ ہے جس کی بناء پر آپ رحمۃ اللہ علیہ تاریخ عالم میں مجدد الف ثانی کے نام متبرک سے ہمیشہ زندہ رہیں گے۔

اے مجدد رحمۃ اللہ علیہ! لاج رکھ لی تھی ہماری آپ نے

کر کے تجدید وفا کی تاجداری آپ رحمۃ اللہ علیہ نے

حقیقت یہ ہے کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی متبرک تحریک کے ہی اثرات تھے جو

1857ء کی جنگ آزادی 1930ء میں مطالبہ پاکستان اور 1947 میں مملکت خداداد پاکستان کے قیام کی صورت میں نمودار ہوئے اور نہ صرف مسلمانان ہند کو ایک باوقار قوم کی حیثیت دے گئے بلکہ خود مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے حیات جاودانی کا سبب بنے۔

سر جھکایا نہ کبھی تو نے جفا کے آگے — سرخرو ہو کے رہا اپنے خدا کے آگے

☆۔کرامات بابرکات:

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات احاطہ شمار سے باہر ہیں بعض حضرات نے لکھا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے سات سو کرامات کا ظہور ہوا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سیاسی، معاشرتی مذہبی اور روحانی میدانوں میں جو انقلاب آفریں اثرات مرتب کیے ان کو دیکھتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات کے حوالے سے کرامت ایک چھوٹا لفظ معلوم ہوتا ہے۔کرامات سے کسی نہ کسی ولی اللہ کی شان بڑھتی ہے اور نہ کرامات کی عدم موجودگی سے شان کم ہوتی ہے۔کیونکہ کرامت شرط ولایت نہیں۔تاہم چونکہ اہل اللہ سے خوارق و تصرفات کا ظہور ہوتا ہے اس لیے ہم نے تبرکاً ایک کرامت کا ذکر کیا ہے۔

☆۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو ولایت ابراہیمی کی بشارت دی۔اس شخص کے دل میں خیال آیا کہ کاش مجھے خود معلوم ہو جاتا۔رات کو خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو بھی وہاں پایا۔آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں میں ڈال دیا وہ شخص صبح آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ابھی کچھ کہنے نہیں پایا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی فرمایا کہ جو کچھ کہہ دیا ہے اس میں تردد مت کرو۔(تاریخ مشائخ نقشبندیہ ص۔۲۷۹)

☆ ـ وفات حسرت آیات:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی وفات کا ایک سال قبل پتہ چل گیا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے میری عمر 63 برس معلوم ہوتی ہے کیونکہ آفتاب نبوت ﷺ بھی 63 برس دنیا میں درخشاں رہے۔ پھر ان کے دین کی خدمت کرنے والا کس طرح اس عمر سے تجاوز کر سکتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات بھی ایک کرامت ہے بلکہ اتباع سنت کی کھلی دلیل ہے۔ وصال کے دن یعنی ۲۸ صفر المظفر ۱۰۳۴ ہجری کی شب خادموں سے فرمایا: "آپ نے بہت تکلیف اٹھائی ہے بس آج کی رات تکلیف اور ہے۔ (اس کے بعد تمہیں آرام مل جائے گا) بالآخر آپ رحمۃ اللہ علیہ تریسٹھ سال کی عمر میں منگل کے دن ۲۸ صفر المظفر ۱۰۳۴ ہجری بمطابق 10 دسمبر 1624ء کو بوقت اشراق اللہ اللہ کرتے عرفان وسلوک کا یہ درخشندہ آفتاب دنیا کی نظروں سے اوجھل ہو گیا آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پرانوار سرہند شریف (ہندوستان) میں جی ٹی روڈ پر واقع ہے اور مرجع خاص وعام ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک کی تقریبات ہر سال ماہ صفر کے آخری عشرے میں تین دن تک منعقد کی جاتی ہیں۔

☆ ـ قطعات وصال حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ:

۱۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت مولانا محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ نے 63 مادے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وفات نکالے ہیں۔ ان میں سے ایک آیت شریف یہ ہے۔ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم۔

۲۔ حضرت مولانا محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ (حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ) نے یہ مادۂ تاریخ نکالا ہے:

الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب　　الولی لا یموت بل ینتقل الی المنزل الابدی

۱۰۳۴ھ　　۱۰۳۴ھ

مشہور مادہ تاریخ وفات:

"احمد صراط مستقیم"

۱۰۳۴ھ

☆ ارشادات قدسیہ:

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات عالیہ بے شمار ہیں ان کے مکتوبات شریف میں علم و عرفان کا سمندر موجیں مار رہا ہے۔ حصول برکت کے لیے آپ کی مختلف تصانیف سے بعض نادر اقوال وارشادات پیش خدمت ہیں۔

۱۔ آخرت کے کام آج ہی کر لو اور دنیا کے کام کل پر چھوڑ دو۔

۲۔ مومن ہو یا کافر کسی کی دل آزاری نہ کرو، اس لیے کہ کفر کے بعد یہی سب سے بڑا گناہ ہے۔

۳۔ گناہ کے بعد شرمندگی بھی توبہ ہی کی ایک شاخ ہے۔

۴۔ فرصت، صحت اور فراغت کو غنیمت جاننا چاہیے اور ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہنا چاہیے۔

۵۔ یاد رکھو! فقراء کے ہاں جھاڑو دینا امیروں کو ملنے یا ان کے صوفوں پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔

۶۔ اہل کرم کا طریقہ ایثار یعنی غیر کی حاجت کو اپنی حاجت پر مقدم رکھنا ہے۔

۷۔ یہ کس قدر بڑی نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جوانی میں توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اس پر استقامت بخشے۔

۸۔ جو صبح و شام توبہ نہ کرے وہ ظالم شخص ہے۔

☆۔ سرورِ کائنات ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ گرامی پر صادق آتا ہے کہ "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل"

(۲۶)

حضرت خواجہ محمد معصوم

قدس سرہٗ

۲۶۔ قیوم ثانی' قطب ربانی' معصوم زمانی' عروۃ الوثقیٰ

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: ۱۰ شوال ۱۰۰۷ھ /1599ء ________ سرہند شریف (ہندوستان)

وصال: ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ 1668ء ________ سرہند شریف (ہندوستان)

☆۔ ولادت با سعادت:

آپ کی ولادت با سعادت بروز پیر ۱۰ شوال ۱۰۰۷ھ /1599ء کو ہوئی۔ آپ کے والد ماجد حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق آپ کا نام محمد معصوم' کنیت ابو الخیرات اور لقب مجد الدین رکھا۔

آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب آپ پیدا ہوئے تو مجھ پر بے خودی طاری ہو گئی اور میں نے دیکھا کہ مشرق سے مغرب تک تمام جہان روشن ہو گیا ہے۔ اور ہزار ہا فرشتے اور انبیا کرام ہمارے گھر میں جمع ہوئے ہیں اور مبارکباد دیتے ہیں کہ یہ تمام جہان تیرے فرزند کے نور سے روشن ہو گیا ہے اور یہ نور اس کے خلفاء و فرزندوں کے ذریعے سے قیامت تک قائم رہے گا۔

حضرت مجدد آپ کے بچپن ہی سے آپ کی عالی استعداد کی تعریف کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ لڑکا "محمدی المشرب" ہے۔ اس نے تین سال کی عمر میں کلمہ توحید (جو تجلی ذات اور وسعت استعداد رکھتا ہے) سے متعلق بات شروع کی اور در و دیوار اور گل و گلزار میں سے ہر چیز پر جب اس کی نظر پڑتی تھی تو یوں کہنے لگتا تھا کہ: "یہ میں ہوں اور وہ میں ہوں۔ میں آسمان ہوں' میں زمین ہوں۔ یہ دیوار حق ہے۔" حضرت مجدد رحمۃ اللہ

علیہ نے اس وقت فرمایا کہ "اس طریق پر چھوٹا بڑا، پیر و جوان، عورتیں اور بچے سب برابر ہیں۔ اور انوار فیوض کے وصول میں مساوی ہیں۔"

☆۔ بچپن شریف:

بچپن میں آپ عام بچوں کی طرح رویا نہ کرتے تھے۔ ماہِ رمضان میں دن کے وقت کبھی دودھ نہ پیتے تھے۔ بلکہ نمازِ مغرب کے بعد ہی دودھ نوش فرماتے۔ ایک دفعہ ماہِ رمضان میں لوگوں کو شبہ ہوا کہ شاید چاند نکلا ہے یا نہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ دریافت کرو کہ آج محمد معصوم نے دودھ پیا ہے یا نہیں۔ معلوم ہوا کہ نہیں پیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا آج سے ماہِ رمضان شروع ہے۔ آپ کی عمر ابھی تین سال کی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اولیائے امت کے تمام کمالات آپ کو عنایت فرمائے۔ اس طرح قیومیت کے آثار اور محبوبیت کے اطوار لڑکپن ہی سے ظاہر ہونے لگے۔

☆۔ تکمیل علوم ظاہر و باطن:

آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن مجید مع قرأت و تجوید حفظ کر لیا۔ گیارہ سال کی عمر میں آپ نے طریقہ نقشبندیہ کی بھی تحصیل شروع کر دی۔ آپ نے اکثر علوم اپنے والد بزرگوار سے اور کچھ اپنے برادر بزرگ خواجہ محمد صادق اور شیخ محمد طاہر بندگی لاہوری سے حاصل کر کے کمال کے مرتبہ پر فائز ہوئے اور حضرت مجدد قدس سرہ کی توجہ سے آپ صرف سولہ سال کی عمر میں علوم ظاہری سے فارغ التحصیل ہو گئے اور پھر باطنی علوم کی طرف متوجہ ہوئے اور عنایت الٰہی سے اپنے والد بزرگوار کے احوال و اسرار خاصہ سے حظ

وافر حاصل کیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو "قطب الاقطاب" کی خوشخبری سنائی اور ۱۰۳۲ھ میں آپ کو اپنا قائم مقام بنا کر اپنے سامنے مسند ارشاد پر بٹھایا اور خلعت قیومیت پہنائی۔ آپ نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے حضور میں ایک سال تین ماہ اور سات روز قیومیت کی۔ اور آپ کی وفات کے تیسرے دن آنجناب کے تمام مریدوں اور خلفاء نے حضرت قیوم ثانی سے تجدید بیعت کی اور مسند قیومیت و ارشاد پر بوقت اشراق بروز جمعرات بتاریخ کیم ربیع الاول ۱۰۳۴ھ کو جلوہ افروز ہوئے۔

☆۔فضائل ومناقب:

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات شریف میں فرماتے ہیں۔ "کل صبح نماز کے بعد خاموشی کی مجلس رکھتا تھا کہ ظاہر ہوا کہ وہ لباس جو میں پہنے ہوئے تھا وہ مجھ سے الگ ہو گیا ہے اور ایک دوسرا لباس میری طرف متوجہ ہے جو کہ اس لباس کی جگہ بیٹھ گیا ہے میرے دل میں خیال آیا کہ یہ اترنے والا معلوم نہیں کس کو دیں یا نہ دیں؟ اور آرزو ہوئی کہ وہ لباس میرے فرزند محمد معصوم کو دے دیں۔ ایک لحہ کے بعد دیکھا کہ وہ میرے لڑکے کو دے دیا گیا ہے۔ وہ پوری خلعت اس کو پہنا دی گئی ہے اور یہ اتاری جانے والی خلعت معاملہ قیومیت سے کنایہ ہے" (مکتوبات شریف اردو ترجمہ جلد سوم مکتوب 104۔ زبدۃ المقامات از محمد ہاشم کشمی ص 317-318)

حق تعالیٰ نے آپ کو "عروۃ الوثقیٰ" کا خطاب دیا۔ اس نعمت عظمیٰ کا شکر بجالاؤ۔ اسی اثنا میں کیا دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے تمام مقرب فرشتوں اور انبیاء و اولیاء نے آ کر میرے گرد حلقہ بنایا اور کہتے ہیں "السلام علیکم یا محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ" پھر ہر ایک نے مجھ سے

مصافحہ کیا۔ میں نے سنہری خط سے عرش مجید کے گرد "محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ" لکھا ہوا دیکھا ہے۔ (روضۃ القیومیہ)

☆۔زیارت حرمین شریفین:

آپ اپنی قیومیت کے چونتیسویں ۳۴ سال حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ سفر حج میں آپ کے ساتھ تین ہزار علماء مشائخ اور تین ہزار روساء وسوداگر تھے۔ جب آپ مکہ معظمہ پہنچے اور طواف خانہ کعبہ سے فارغ ہوئے تو فرشتہ نے مختص ادائے ارکان حج کی قبولیت اور احمد کا مہر شدہ کاغذ ہمیں عنایت کیا۔ ایک روز بعد نماز فجر حلقہ میں دیکھا کہ مجھ کو ایک خلعت عالی عطا ہوا ہے۔ پھر ہمیں معلوم ہوا کہ یہ خلعت عبودیت ہے، ایک روز حلقہ ذکر میں مشغول تھے کہ اس مجلس میں مجھے قلم دوات عنایت ہوئی۔ گویا مجھے تمام مخلوقات پر وزیر اعظم چن لیا گیا ہے۔

مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تشریف فرما ہوئے تو روضۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر آداب زیارت بجالائے۔ روضہ مطہرہ سے کمال عنایات ظاہر ہوئیں اور خلعت ارشاد ہوا اور انوار و فیوضات و عنایات حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ظاہر ہوئے اور ان سے مالا مال ہوا۔ فرمایا: جس وقت مدینہ منورہ سے رخصت ہونے لگا' جدائی کے غم والم کی وجہ سے بے اختیار ہو کر رونے لگا کہ اسی اثنا میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روضہ مطہرہ سے ظاہر ہو کر خلعت تاج سلاطین بکمال علو و رفعت و عظمت احقر کو پہنایا۔ اس کے بعد آپ باجازت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وطن واپس تشریف لائے۔

سعادتیں ہیں بہت غیب کے حجابوں میں
ذرا تو دیکھو تو کہ حاصل وہ کس کو ہوتی ہیں!

☆۔کرامات بابرکات:

آپ کے زمانہ میں ایک جوگی جادو کے زور سے آگ باندھ دیتا تھا اور اس طرح آگ نقصان نہ پہنچاتی تھی۔اس شعبدہ بازی کو دیکھ کر لوگ جوگی کے پرستار ہو گئے تھے۔آپ کو پتہ چلا تو لوگوں کو آگ سلگانے کا حکم دیا۔جب شعلے بھڑکنے لگے تو آپ نے آیت کریمہ پڑھ کر آگ پر دم کیا۔اور ایک شخص کو کہا کہ آگ پر بیٹھ کر اللہ اللہ کرو۔وہ خاصی دیر تک آگ میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرتا رہا۔آگ نے اس کو کوئی ضرر نہ پہنچایا۔(انوار اصفیاء۔ص 483 مطبوعہ لاہور)

☆۔وصال پرملال:

آپ نے ۹۔ربیع الاول بروز ہفتہ ۱۰۷۹ھ بمطابق 1668ء کو وصال فرمایا۔اودھر ہند شریف میں آپ کا روضہ اقدس ہے جو مرجع خاص وعام ہے۔

☆۔مادہ تاریخ رحلت:

"رفتہ زجہاں امام معصوم" ۱۰۷۹ھ

"عالم تاریک باشد" ۱۰۷۹ھ

☆۔ارشادات قدسیہ:

۱۔ ہمارے طریقہ میں درجہ کمال تک پہنچنے کا مدار شیخ مقتداء کے ساتھ رابطہ محبت پر موقوف ہے۔طالب صادق اس محبت کے ذریعے جو شیخ سے رکھتا ہے۔اس کے باطن سے فیوض وبرکات حاصل کرتا ہے اور باطنی مناسبت سے ساعت بساعت اس کے رنگ میں ظاہر ہوتا ہے۔مشائخ نے فرمایا ہے کہ "فنافی الشیخ" فنائے حقیقی کا پیش خیمہ ہے۔

۲۔اس دار فانی میں سب سے بڑا مطلب و مقصد اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنا ہے۔ اور معرفت دو قسم کی ہے۔ اول علماء کی معرفت' دوم صوفیاء کی معرفت' قسم اول نظر و استدلال سے وابستہ ہے اور قسم دوم دائرہ حال میں داخل ہے۔ قسم اول عارف کے وجود کو فانی کرنے والی نہیں اور قسم دوم سالک کے وجود کو فانی کرنے والی ہے کیونکہ اس طریق میں معرفت سے مراد معروف میں فناء ہے۔

۳۔ فرمایا: کامل طور پر اعمال کی قبولیت کمال ایمان کے اندازہ کے موافق ہے اور اعمال کی نورانیت کمال اخلاص سے ہے۔ ایمان و اخلاص جس قدر زیادہ ہوں گے اعمال کی نورانیت و قبولیت اور کمال زیادہ ہوں گے۔

☆۔مکتوبات حضرت خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ:

مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی طرح مکتوبات حضرت خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ کی بھی تین جلدیں ہیں۔ یہ مکتوبات حقائق صوفیاء کے خواص اور ان کے مبادیات ہیں اور علماء عرفاء کے دقائق اور ان کے مقدمات ہیں اور ان کا ہر فقرہ اسرار فقر کی انگوٹھی کا نگینہ ہے اور ان کی ہر فصل' اسرار وصل کے جواہر کا خزینہ ہے۔

جلد اول: اس جلد کو آپ کے فرزند سوم خواجہ محمد عبید اللہ ''مروج الشریعت'' نے جمع کیا۔

جلد دوم: اس جلد کو شرف الدین حسین حسنی ہروی رحمتہ اللہ علیہ نے حسب اشارہ حضرت خواجہ سیف الدین رحمتہ اللہ علیہ جمع کیا۔

جلد سوم: اس جلد کو حاجی محمد عاشور بخاری حسنی رحمتہ اللہ علیہ نے حسب اشارہ حضرت خواجہ محمد نقشبند رحمتہ اللہ علیہ (قیوم ثالث) جمع کیا۔ کہتے ہیں خلفاء اور فرزندوں کی وساطت کے بغیر براہ راست نو لاکھ آدمی حضرت خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ (قیوم ثانی)

کے مرید ہوئے۔ جبکہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے خلفاء کی تعداد سات ہزار تھی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی کثرت ارشاد و مشیخت بیان سے باہر ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد کسی ولی اللہ کو اس قدر ارشاد و مشیخت نصیب نہیں ہوئی۔

والله اعلم

چراغ ہفت محفل خواجہ معصوم رحمتہ اللہ علیہ

منور از فروغش ہند تا روم

(۲۷)

حضرت خواجہ محمد نقشبند

قدس سرہٗ

۲۷۔نقشبند ثانی، امام السالکین، زبدۃ العارفین، قیوم ثالث

حجتہ اللہ حضرت خواجہ محمد نقشبند قدس سرہ

ولادت: ۷۔رمضان المبارک ۱۰۳۴ھ / 1625ء ـــــ سرہند شریف (ہندوستان)

وصال: ۲۹۔محرم الحرام ۱۱۱۴ھ / 1702ء ـــــــــ سرہند شریف

☆۔تعارف:

آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند ثانی اور خلیفہ مجاز ہیں۔آپ رحمتہ اللہ علیہ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد پیدا ہوئے۔آپ ابھی شکم مادر میں ہی تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کے متعلق حضرت خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ کو بشارت دی تھی کہ تمہارا یہ لڑکا (جو پیدا ہونے والا ہے) حامل معارف واسرار باطنی ہوگا اور قرب الٰہی کے کمالات میں برابر ہوگا اور کثیر التعداد خلقت خدا اس سے فیض یاب ہوگی۔آپ کے والد ماجد فرماتے ہیں کہ جس دن میرے فرزند محمد نقشبند پیدا ہوئے تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔اور اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہی اور بعد ازاں فرمایا کہ یہ فرزند ارجمند بھی اپنے باپ دادا کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل ہوگا اور اس کو بھی "منصب قیومیت" نصیب ہوگا۔میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اپنے اس فرزند کا نام محمد نقشبند، کنیت ابو القاسم اور لقب شرف الدین رکھا اور بہت سا کھانا پکا کر حضور سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پرفتوح کے نام پر تقسیم کیا۔بچپن ہی سے آثار ولایت و انوار قیومیت پیشانی مبارک سے ہویدا تھے۔

☆ ـ ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت باسعادت ۷ـ رمضان المبارک ۱۰۳۴ھ بمطابق 1625ء بروز جمعۃ المبارک سرہندشریف (ہندوستان) میں ہوئی۔

☆ ـ تحصیل علوم وبیعت وخلافت:

آپ نے تھوڑی ہی مدت میں کلام پاک حفظ کرلیا۔ اور بالغ ہونے سے پہلے اپنے والد بزرگوار سے علم ظاہری کی تحصیل کی اور پایۂ اجتہاد کو پہنچے اور آپ علم تفسیر کے امام مانے جاتے ہیں۔ چنانچہ ہر روز قرآن شریف کی تلاوت کے وقت ہر آیت کی سات طرح تفسیر فرماتے تھے۔ علم قال کے ساتھ ساتھ آپ علم حال بھی والد بزرگوار سے حاصل کرتے رہے۔ اور اپنے باطن کو نورالٰہی سے روشن کرتے رہے۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی قیومیت کے اکتالیسویں سال ۱۰۷۴ھ میں آپ کو خلوت میں بلا کر "قطب الاقطاب" اور قیومیت کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ اور یہ بھی فرمایا کہ مدینہ منورہ سے رخصت ہوتے وقت جناب سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تاج مجھے پہنایا تھا۔ وہی آپ کو عنایت ہوا ہے۔ اسی لیے آپ کو "قیوم ثالث" کہتے ہیں۔

☆ ـ جلوس برمسند ارشاد:

حضرت حجۃ اللہ قیوم ثالث رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۔ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ بمطابق 1628ء کو اشراق کے وقت مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے۔ آپ کی کثرت ارشاد کا یہ عالم تھا کہ آپ کی قیومیت کے پچیسویں سال ہر روز چار یا پانچ سو آدمی بلکہ اس سے بھی زیادہ حاضر

خدمت ہو کر مرید ہوئے۔ بڑے بڑے مشائخ اور علماء اپنی مشیخت اور درس وتدریس چھوڑ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے۔

☆۔خطاب حجۃ اللہ:

آپ نے فرمایا کہ میں تہجد کی نماز کے بعد بیٹھا ہوا تھا کہ مجھے الہام ہوا۔ "انت محبوب رب العالمین و حجۃ اللہ فی العالمین"۔ اسی اثنا میں ایک آدمی نے ندا کی کہ پروردگار نے خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو جہان میں اپنی حجت بنایا ہے اور انہیں ان کے باپ دادا کی طرح اولیائے امت سے افضل بنایا ہے۔ مخلوقات تم ان کی اطاعت کرو تا کہ قیامت کے دن نجات پاؤ۔ بعد ازاں میں نے دیکھا کہ فرشتے اور تمام اولیائے امت کی روحیں میرے اردگرد تشریف فرما ہیں اور کہتے ہیں "السلام علیکم یا حجۃ اللہ!" اور میرے سر اور منہ کو چومتے ہیں۔ یہ فضل الٰہی ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے۔

☆۔سفر حج مبارک:

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے اشارہ غیبی پا کر آپ نے سفر حج کا اعلان فرمایا۔ آپ کے ساتھ چار سو بڑے علماء اور مشائخ کے علاوہ ہزاروں آدمی تھے۔ اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ بادشاہ نے آپ کی تشریف آوری کی خبر سنی تو دہلی سے تیرہ میل باہر آ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا استقبال کیا اور تجدید بیعت کی۔ پھر آپ دہلی سے ہوتے ہوئے حجاز مقدس روانہ ہوئے۔ "مناقب نقشبندیہ" میں لکھا ہے کہ جب آپ مکہ معظمہ پہنچے تو کعبہ معظمہ آپ کے استقبال کو آیا اور گلے ملا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عرفات

میں مجھ پر اس قدر عنایات ربی ہوئیں کہ جنہیں میں بیان نہیں کر سکتا۔ بعد ازاں الہام ہوا کہ عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو ایسی نعمت عظیم عطا فرمائے گا کہ تمام جہان قیامت تک اس سے فیض حاصل کرتا رہے گا۔ اس نعمت سے مراد حضرت قیوم چہارم رحمتہ اللہ علیہ کی پیدائش ہے۔ جب آپ مدینہ منورہ پہنچے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی بہت تعریف فرمائی اور فرمایا: "انت فخر امتی" (تم میری امت کے فخر ہو)

☆۔ کرامت بابرکت:

مولانا محمد عابد علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ شروع شروع میں میرے دل میں خیال آیا کہ مرشد کو اس قدر کشف ضرور ہونا چاہیے کہ سالک کے بعض خطرات سے واقف ہو کر ان کا دفعیہ کر سکے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اسی وقت مجھے مخاطب فرمایا: محمد عابد سنو! اولیاء کرام اللہ کے بندے ہوتے ہیں' انہیں علم غیب کا ہونا اور ان سے کرامات کا صدور واجب نہیں اور ان باتوں کے نہ ہونے سے ان کے کمال میں نقص لازم نہیں آتا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو افضل البشر بعد از انبیاء کرام ہیں' میں اس قدر کرامات نہ تھیں جتنی ایک ولی اللہ میں ہوتی ہیں۔ (مناقب نقشبندیہ از حضرت ابو الحق علیہ الرحمتہ)

آپ کا ہر عمل' ہر فعل اور ہر قدم سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تھا۔ رخصت کو اعمال میں بالکل دخل نہ دیتے تھے۔ آپ نہایت متواضع تھے۔ مریض کی بیمار پرسی کے لیے ضرور جاتے تھے۔ غرباء اور مساکین کی دلجوئی کرتے' اعلیٰ و ادنیٰ آپ کی نظروں میں سب برابر تھے۔ کوئی تفریق نہ کرتے تھے۔

☆۔ آخری نصیحت:

آپ رحمتہ اللہ علیہ مدت سے مریض رہتے تھے اور خاص کر پاؤں کا درد غالب ہو گیا تھا۔ ایک روز آپ رحمتہ اللہ علیہ نے نماز جمعہ کے بعد فرمایا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ تیری عمر اسی ۸۰ سال سے اوپر ہو گئی ہے اور یہ اس امت کی اوسط عمر ہے اگر اور عمر چاہتے ہو تو دنیا میں رہو ورنہ ہمارے پاس آ جاؤ۔ میں نے لقائے پروردگار اختیار کیا ہے۔ وصال سے پہلے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: "تم سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے رہنا اور حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے طریقہ پر پوری طرح سے پابند رہنا"۔

☆۔ وفات حسرت آیات:

۲۸ محرم الحرام بروز جمعرات کو آپ رحمتہ اللہ علیہ پر مرض حد سے زیادہ غالب آ گیا۔ سانس میں تیزی آ گئی مگر بڑے وقار سے وظائف واوراد پڑھتے رہے۔ رات کو تہجد کی نماز ادا کر کے دیر تک فاتحہ پڑھتے رہے۔ پھر لیٹ گئے اور تین دفعہ کلمہ شریف پڑھ کر جمعہ کی رات ۲۹ محرم الحرام ۱۱۱۴ھ بمطابق 1702ء کو پینتیس ۳۵ سال مسند قیومیت و ارشاد پر فائز رہ کر سرہند شریف میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار پر انوار سرہند شریف میں زیارت گاہ خلائق وملائک ہے۔

☆۔ مادہ تاریخ رحلت:

"شرف رحیم وکریم"

۱۱۱۴ ہجری

آپ رحمتہ اللہ علیہ کے خلفاء کی تعداد ہزاروں کو پہنچتی ہے۔

(۲۸)

حضرت خواجہ محمد زبیر سرہندی

قدس سرہٗ

۲۸۔خواجہ خواجگان' سلطان الاولیاء' قیوم چہارم

حضرت خواجہ محمد زبیر سرہندی رحمتہ اللہ علیہ

ولادت: ۵ ذیقعد ۱۰۹۳ھ /1682ء ________ سرہند شریف (ہندوستان)

وصال: ۴ ذیقعد ۱۱۵۲ھ /1740ء ________ سرہند شریف (ہندوستان)

☆۔تعارف:

آپ کا نام نامی اسم گرامی محمد زبیر' کنیت گرامی ابوالبرکات اور لقب سامی "شمس الدین" ہے۔آپ قیوم ثالث حضرت خواجہ محمد نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کے پوتے اور خلیفہ' اعظم تھے۔ آپ کے والد ماجد کا نام حضرت شیخ ابوالعلی رحمتہ اللہ علیہ تھا۔آپ خاندانی ولی اللہ ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ قطب دوراں اور قیوم زماں تھے۔آپ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد پاک سے ہیں۔اور چار واسطوں سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔

☆۔ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت باسعادت بروز پیر ۵۔ذیقعد ۱۰۹۳ھ بمطابق 1682ء سرہند شریف (ہندوستان) میں ہوئی۔آپ ابھی تیرہ برس کے ہی تھے کہ والد بزرگوار کا انتقال ہو گیا اور آپ کی بقیہ پرورش آپ کے جد بزرگوار حضرت خواجہ نقشبند ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمائی۔کم سنی میں ہی آپ پر استغراق غالب ہوجایا کرتا تھا۔

☆۔علوم ظاہری وفیض باطنی:

بچپن ہی سے آپ کا رخ فقر کی طرف تھا اور انوار ولایت وآثار ہدایت پیشانی مبارک

سے ظاہر تھے۔ آپ ظاہری تعلیم میں بھی کامل و مکمل تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے بچپن میں ہی قرآن مجید حفظ کرلیا تھا۔ اسی عمر آپ پر اس قدر استغراق کی حالت غالب تھی کہ سبق پڑھتے پڑھتے غیبت ہوجایا کرتی تھی۔

آپ کی بیعت بھی اپنے دادا حضرت نقشبند ثانی رحمتہ اللہ علیہ سے تھی۔ اور خرقۂ خلافت بھی انہیں سے حاصل کیا۔ انہیں کی وجہ سے سلوک باطنی میں کمال حاصل کیا۔

☆۔بشارت قیومیت:

حضرت خواجہ نقشبند ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو قیومیت کی بشارت دی۔ چنانچہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ محمد زبیر رحمتہ اللہ علیہ بروز ہفتہ یکم صفر ۱۱۱۴ھ بمطابق 1702ء کو مسند قیومیت پر ارشاد و متمکن ہوئے۔

☆۔آپ کا زہد و عبادت:

آپ نہایت کثیر العبادت تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے شب و روز عبادت الٰہی اور خلق خدا کو ہدایت کرنے میں مصروف ہوتے تھے۔ آپ کا حلقہ بہت وسیع تھا اور زمانے کے بڑے بڑے علماء و امراء آپ رحمتہ اللہ علیہ کے معتقد تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دین و دنیا کی دولت سے سرفراز فرمایا تھا۔ آپ ہر امیر و غریب کو ایک نظر سے دیکھتے تھے۔ اور ہر مرید کو درجۂ کمال تک پہنچانے کی انتہائی کوشش کرتے تھے۔ کم بولنا' کم کھانا اور کم سونا آپ کا اصول زندگی تھا۔ آپ فرماتے کہ فضول دنیاوی باتیں کرنے میں بہت سی بلائیں اور مصیبتیں پوشیدہ ہیں۔ کم کھانے سے جسم میں سستی وارد نہیں ہوتی اور کم سونے سے زیادہ وقت عبادت الٰہی میں گزار سکتے ہیں۔ یہ وقت بڑا قیمتی ہے اس کی قدر کرنی چاہیے۔

تقویٰ، پرہیزگاری، اتباعِ سنت اور کثرتِ عبادت میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔

جب آپ دولت خانہ سے باہر تشریف لاتے تو امراءِ شاہی اپنے دوشالے اور پگڑیاں بچھا دیتے تاکہ آپ کے پاؤں زمین پر نہ پڑیں۔ اگر آپ کسی جگہ وعظ یا مجلس یا مریض کی عیادت کو تشریف لے جاتے تو آپ کی سواری اور جلوس شاہانہ ہوتا۔ باوجود اس ظاہری کروفر کے دل خدا کی طرف لگا ہوا تھا۔

☆۔مقامِ ولایت:

ایک مرتبہ کسی تقریب میں جامع مسجد کے قریب سے گزرے۔ سواری کے ساتھ ہجومِ خلائق بے حد و شمار تھا۔ حضرت شاہ گلشن رحمتہ اللہ علیہ نے جامع مسجد میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کی سواری کی رونق دیکھ کر اپنے سر سے کملی اتار کر کہا: ''اس کو جلا دو'' خادموں نے سبب دریافت کیا تو فرمایا: ''اس امیر کی سواری میں اس قدر نور ہے کہ میں نے اس کا ایک شمہ بھی کبھی اپنی کملی میں نہیں دیکھا۔ حالانکہ تیس ۳۰ سال سے اسی کملی میں ریاضت کر رہا ہوں۔'' کسی نے کہا کہ یہ حضرت خواجہ محمد زبیر رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔

فرمایا: ''الحمدللہ! کہ ہمارے پیرزادہ ہیں۔ اور ہماری آبرو و عزت ان کے صدقے باقی رہ گئی ہے۔'' (واضح رہے کہ حضرت شاہ گلشن رحمتہ اللہ علیہ حضرت خواجہ عبدالاحد مشہور بہ شاہ گل ابن خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید ہیں۔ اور آپ نے ۱۱۵۴ھ میں وفات پائی۔ مزار اقدس دہلی میں ہے۔)

ایک شخص نے حضرت خواجہ محمد زبیر رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ خاندانِ مجددیہ کی تمام نسبت مجھ کو ایک ہی توجہ میں عطا فرما دیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا یہ معمول نہیں ہے کہ اگر نسبت ایک ہی توجہ میں کی جائے تو اس کا تحمل حوصلہ بشریت سے باہر ہے

مگر سائل اپنے سوال پر مصر رہا۔ اور مزید آہ وزاری سے عرض گزار ہوا۔ نا چار آپ نے ایک ہی توجہ سے تمام نسبت القا فرمائی۔ مگر وہ شخص تاب نہ لا سکا اور مر گیا۔

☆۔کرامت بابرکت:

ایک دفعہ ۲۹۔ رمضان المبارک کو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آج رات بہت سے فرشتے آسمان سے اترے ہیں۔ میں حیران رہ گیا کہ شاید لیلتہ القدر ہے۔ حالانکہ یہ رات گزر چکی تھی۔ ان کے نزول کا سبب میں نے پوچھا تو فرشتوں نے کہا کہ ہم بموجب حکم خدا آپ کی زیارت کے لیے آئے ہیں۔ حق تعالیٰ فرشتوں سے فخریہ فرماتا ہے کہ: "دیکھو! محمد زبیر رحمتہ اللہ علیہ جیسے بھی میرے بندے ہیں۔ جو شخص پورے اعتماد سے محمد زبیر رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کرے گا۔ میں اس کے تمام گناہ بخش دوں گا۔ سبحان اللہ!

☆۔وفات حسرت آیات:

آپ نے انسٹھ ۵۹ برس کی عمر میں بروز بدھ ۴۔ ذیقعدہ ۱۱۵۲ھ بمطابق 1740ء کو دہلی میں وصال فرمایا۔ اور سرہند شریف میں آپ کا مزار اقدس زیارت گاہ خلائق وملائک ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ اڑتیس ۳۸ برس تک مسند قیومیت پر رونق افروز رہے۔

☆۔مادہ تاریخ رحلت:

"مشتاق محمد زبیر"	"اظہر ولی"	"لب خورشید"	"لب بحر فضل"
۱۱۵۲ھ	۱۱۵۲ھ	۱۱۵۲ھ	۱۱۵۲ھ

(۲۹)

حضرت خواجہ محمد اشرف

رحمۃ اللہ علیہ

۲۹۔خواجہ خواجگان،قطب زماں،حضرت سید قطب الدین حیدر بخاری عرف محمد اشرف رحمتہ اللہ علیہ

ولادت: ۱۰۳۷ھ/1628ء ــــــــــ نواح بخارا شریف

وصال: ۱۱۔رجب ۱۱۸۰ھ/1766ء ــــــ مدینہ منورہ

☆۔تعارف:

آپ کا نام نامی اسم گرامی سید قطب الدین بخاری،عرف محمد اشرف اور لقب حیدر حسینی ہے۔آپ سلطان الاولیاء،قیوم چہارم حضرت خواجہ محمد زبیر رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم تھے۔آپ رحمتہ اللہ علیہ صحیح النسب سید تھے۔آپ رحمتہ اللہ علیہ نے مختلف اساتذہ کرام سے حدیث،فقہ،تفسیر اور معقولات اور منقولات میں ید طولیٰ حاصل کیا۔آپ عالم باعمل اور فاضل بے بدل تھے۔آپ درس بھی فرمایا کرتے تھے اور آپ کو کئی زبانوں پر عبور حاصل تھا اور ان میں بے تکلف گفتگو کرتے تھے۔

☆۔ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت باسعادت نواح بخارا شریف میں ۱۰۳۷ھ بمطابق 1628ء میں ہوئی۔

☆۔تکمیل علوم ظاہر و باطن:

آپ کی نشوونما اور تعلیم و تربیت انتہائی پاکیزہ ماحول میں ہوئی۔علوم ظاہر (حدیث،فقہ،تفسیر وغیرہ) میں کمال حاصل کرنے کے بعد"پیر کامل" کی تلاش میں "سرہند شریف" پہنچے اور یہاں قیوم چہارم حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہٗ کے دست حق پرست پر بیعت

کر کے پندرہ سال اپنے شیخ کامل کی صحبت میں رہے اور خلافت واجازت بیعت سے سرفراز ہوئے۔

☆۔مسند خلافت:

مرشد کامل قیوم رابع اپنے پیر روشن ضمیر حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ کے وصال ۱۱۵۲ھ کے بعد سرہند شریف میں مسند شیخیت پر متمکن ہوئے اور بیس سال سے زائد خانقاہ مجددیہ میں رہ کر طالبان حق کو رشد وہدایت سے نوازتے رہے۔آپ کو امراء واغنیاء کے اختلاط سے سخت نفرت تھی۔آپ شب روز تلاوت قرآن مجید' ذکر الٰہی اور درود شریف میں مشغول رہتے تھے۔

☆۔عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

آپ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں فنافی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ تک پہنچے ہوئے تھے اور ایک مدت سے روضۂ انور کی زیارت کے لیے شوق وتڑپ رکھتے تھے۔ بعض دفعہ دن رات گریہ زاری میں گزار دیتے۔

تیرا در ہو میرا سر ہو میرا سر ہو تیرا در ہو
تمنا مختصر سی ہے مگر تمہید طولانی

☆۔سفر حج مبارک وزیارت روضۂ انور:

۱۱۷۳ھ میں آپ نے سید محمد جمال اللہ رام پوری قدس سرہ' کو اپنا خلیفہ وجانشین مقرر فرمایا۔اور خود اشتیاق زیارت حرمین شریفین کے جذبہ میں عازم حجاز مقدس ہوئے۔اور حج بیت اللہ کے بعد انتہائی جذب وشوق کے عالم میں مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔دو دو قدم

پر سو سو بار درود شریف پڑھتے اور ہر ہر فرسنگ پر دوگانہ نماز نفل ادا کرتے۔ راہ میں طرح طرح کے عجائبات ملاحظہ میں آئے۔ جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچے دوگانہ شکریہ ادا کر کے پا برہنہ شہر طیبہ میں داخل ہوئے اور بڑے شوق سے درو دیوار کو چومتے ہوئے دیوانہ وار روضۂ مقدسہ پر حاضر ہوئے اور شرف زیارت سے مشرف ہو کر سعادت ابدی اور دولت سرمدی کو پہنچے۔ اور فیضان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہرہ ور ہوئے۔ اور بفرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں مسند رشد و ہدایت پر فائز ہو کر ترویج و اشاعت طریقہ مجددیہ میں ہمہ تن معروف ہو گئے۔ اور پھر آپ کو مدینہ منورہ کی جدائی گوارہ نہ ہوئی اور وہاں کی فضائے جاں فزا دل کو ایسی بھائی کہ زبان حال سے پکار اٹھے کہ اب یہاں سے کہیں نہیں جاؤں گا۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ہی جان دے دوں گا۔

لگادی ہے مرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی لگن مجھ کو

گزاروں گا اسی لذت میں باقی کی عمر اپنی۔

☆ قیام جنت البقیع اور بشارت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم:

اس کے بعد آپ جنت البقیع میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے روضۂ مبارک کے قریب جہاں قبہ مبارک کا پانی گرتا ہے' جا بیٹھے اور ذکر الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سے لوگوں کو بشارت ہوئی کہ سید قطب الدین میرا فرزند اور مہمان ہے۔ اس سے باطنی فیوض و برکات حاصل کرو۔ چنانچہ بہت سے لوگ آپ کی خدمت میں پوری عقیدت و احترام کے ساتھ حاضر ہوئے۔ اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل ہو کر دین و دنیا' ظاہر و باطن اور عقبیٰ و آخرت کی نعمتوں سے مالا مال ہوئے اور کمال فیض کو پہنچے۔

☆ ۔وفات حسرت آیات:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۱ رجب المرجب ۱۱۸۰ھ بمطابق 1766ء کو رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار پر انوار حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ اور سید آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات کے قریب جنت البقیع مدینہ منورہ میں واقع ہے اور یہ تینوں مزارات حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کے شمال مغربی گوشہ میں واقع ہیں۔ اور دوسری قبروں سے ممتاز ہیں۔ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے مزار مقدس کی چھت کا پانی آپ کی مرقد انور پر گرتا ہے۔

☆ ۔مادہ تاریخ رحلت:

"مغفر"	"خورشید گلی"	"ظرف"
۱۱۸۰ھ	۱۱۸۰ھ	۱۱۸۰ھ

☆ ۔خلفاء:

آپ کے چند مشہور خلفاء کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت خواجہ سید حافظ محمد جمال اللہ رام پوری رحمۃ اللہ علیہ (ف ۔۱۲۰۹ھ)

۲۔ سید عاشق حسین بن امیر محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ (ف ۔۱۲۷۰ھ)

۳۔ سید عبدالرحیم عرف پیر لاور شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ (ف ۔۱۲۶۱ھ)

۴۔ سید عنایت اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ (ف ۔۱۲۲۷ھ)

۵۔ سید فیض علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (ف ۔۱۲۷۹ھ)

۶۔ سید محمد حسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ (ف ۔۱۳۲۵ھ)

(۳۰)

حضرت سیّد محمد جمال اللہ
رحمۃ اللہ علیہ

۳۰۔ عارف حقانی، شیخ زمانی

حضرت خواجہ حافظ سید محمد جمال اللہ رام پوری رحمتہ اللہ علیہ

ولادت: ۱۱۳۷ھ/1724ء ــــــــــ گجرات (پاکستان)

وصال: ــــــــــــــــــــ رام پور (ہندوستان)

☆۔تعارف:

آپ کا نام نامی اسم گرامی سید جمال اللہ ہے۔ آپ کا تعلق سادات خاندان سے ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے اور پھر آپ رحمتہ اللہ علیہ کے واسطے سے نسب نامہ حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تک جا ملتا ہے۔ آپ کے والد ماجد کا نام نامی سید سلطان شاہ المعروف بہ "محمد روشن شاہ رحمتہ اللہ علیہ" تھا۔ آپ کا اصل وطن بخارا شریف ہے۔

آپ ابھی بچے ہی تھے کہ خواب میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنا لعاب دہن مبارک آپ رحمتہ اللہ علیہ کے منہ میں ڈالا۔ اور حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ بچپن ہی سے آپ کی روحانی تربیت کرتے رہے۔ اسی وجہ سے آپ پر بچپن ہی سے بے خودی کی حالت طاری تھی۔ اور چہرہ اقدس سے آثار ولایت نمایاں تھے۔

☆۔ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت باسعادت ۱۱۔ ربیع الاول ۱۱۳۷ھ بمطابق 28 نومبر 1724ء کو گجرات (پاکستان) میں ہوئی۔

☆۔ تکمیل علوم دین:

کچھ عرصہ بعد آپ وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ (پاکستان) تشریف لے آئے۔ اور ایک درویش سے جو کہ عالم فاضل اور فقیہہ کامل تھے۔ آپ نے علوم شریعت میں کمال حاصل کیا۔ بچپن ہی میں قرآن مجید حفظ کیا۔ اور پھر جلد ہی پنجابی فارسی اور عربی زبانوں پر عبور حاصل کر لیا۔ ۱۱۴۶ھ تک علوم ظاہری میں کامل و مکمل ہو گئے تھے۔ آپ اپنے وقت کے خوش الحان قاری بھی تھے۔

ایک دن اس درویش نے آپ رحمتہ اللہ علیہ سے فرمایا کہ یا جمال اللہ! تمہاری امانت ملک ہندوستان میں ہے لہذا اس کے حصول کے لیے آپ کو کوشش کرنی چاہیے تا کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے خلق خدا آپ سے دینی و دنیاوی فیوض و برکات حاصل کر سکے۔ چنانچہ آپ اپنے استاذ گرامی کے ارشاد کے مطابق ۱۱۵۱ھ میں دہلی پہنچے اور ایک نقشبندی سلسلے کے درویش اور عالم بے بدل (جو کہ حضرت شاہ قطب الدین حیدر رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت تھے) سے فقہ و حدیث کی کتابیں پڑھیں اور جلد ہی علوم متداولہ میں کامل و اکمل ہو گئے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے استاذ محترم حضرت خواجہ سید قطب الدین حیدر رحمتہ اللہ علیہ کے مرید خاص تھے۔

☆۔ مجاہدات نفس:

اپنے استاذ محترم کے پاس آپ نے مجاہدہ نفس شروع کیا۔ آپ روزانہ دو قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے۔ رات کو چکی پیسنے کی خدمت بجالاتے۔ جب تین دن گزر جاتے تو ایک مشت جوار تناول فرماتے۔ آپ کے استاذ محترم اکثر و بیشتر آپ کو بیعت مرشد کی رغبت

دلاتے مگر آپ کو یہ باتیں ناگوار گزرتیں اور آپ کہتے کہ اس ریاضت' محنت و مشقت سے زیادہ اور فقیری کیا ہو سکتی ہے۔ مجھے کسی مرید و بیعت کی کیا ضرورت ہے۔ چنانچہ اسی طرح کئی روز گزر گئے۔

☆۔شرف بیعت:

حسب معمول ایک رات آپ قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے کہ غیب سے آواز آئی "اے جمال اللہ! اگرچہ تلاوت قرآن مجید بہت بڑی عبادت ہے۔ لیکن عبادت میں لذت و سرور کسی شیخ سے بیعت ہونے کے بعد ہی حاصل ہو سکتا ہے۔" یہ سنتے ہی آپ کی حالت دگرگوں ہو گئی اور آفتاب و خیزاں اپنے استاذ محترم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کو ساتھ لے کر حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کے مزار اقدس پر حاضر ہوئے۔ کیونکہ حضرت سید قطب الدین حیدر رحمتہ اللہ علیہ اس جگہ گوشہ نشین تھے۔ شرف بیعت حاصل کرنے کے بعد دنیا و جہان سے منہ موڑ کر اور سب کچھ چھوڑ کر اپنے پیر و مرشد کی خدمت ہی میں رہنا شروع کر دیا۔ بارہ برس تک اپنے شیخ کی خدمت کیمیا خاصیت میں رہے۔ حضرت شاہ قطب الدین رحمتہ اللہ علیہ بھی آپ کی جدائی گوارا نہ کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے فرمایا "اے جمال اللہ! تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں" پھر تمام خلفاء کو بلا کر آپ سے تعارف کرایا اور اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ یہ واقعہ ۱۱۶۴ھ کا ہے۔

☆۔زیارت حرمین شریفین:

۱۱۷۴ھ میں آپ اپنے پیر و مرشد حضرت سید قطب الدین حیدر رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ مدینہ شریف پہنچ گئے۔ حضرت خواجہ قطب الدین حیدر رحمتہ اللہ علیہ کو حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حافظ سید جمال اللہ ین صاحب قدس سرہ کو واپس ہندوستان بھیج دو۔ وہاں ان کے فیض سے ہزاروں لوگوں کو فائدہ پہنچے گا۔ چنانچہ وہیں سے آپ کو اجازت دے کر رخصت فرمایا۔ مدینہ طیبہ سے واپس تشریف لا کر آپ رحمتہ اللہ علیہ سرہند شریف میں مقیم ہو گئے اور تین سال تک اپنے پیر و مرشد کے حکم سے بحسن وخوبی سجادگی کے فرائض انجام دیئے۔ اور مجددی فیوض و برکات کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ اس کے بعد رام پور (انڈیا) تشریف لے گئے اور نواب فیض اللہ خان کی فوج میں سپاہی بھرتی ہو کر اپنے آپ کو چھپائے رکھا۔ آخر آپ کی شہرت اطراف واکناف میں پھیل گئی اور خلق کثیر کا آپ کی طرف رجوع ہوا۔ آپ کی ذات والا صفات سے مخلوقات کو اس قدر فیضان پہنچا کہ قلم لکھنے سے قاصر ہے۔ بڑے بڑے امراء ورؤساء آپ کے مرید و معتقد تھے۔

☆۔ روحانی مرتبہ ومقام:

آپ اتباع سنت کا نہایت التزام واہتمام فرماتے تھے اعمال ظاہری وباطنی میں حد کمال تک پہنچے ہوئے تھے۔ دل عشق الٰہی سے معمور اور حب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے چور تھا۔ صاحب دل تھے۔ آپ کے فیضان سے کثرت خلقت نے فیوضات وبرکات حاصل کیں۔ نواب فیض اللہ خاں والئی رام پور اور حافظ رحمت خاں والئی روہیل کھنڈ آپ کے مرید و معتقد تھے۔ مؤخر الذکر کی بیٹی خدیجہ بھی آپ کی مرید تھیں۔ آپ کا لنگر شاہی تھا۔ جہاں روزانہ سینکڑوں لوگ کھانا کھاتے تھے۔ جود وسخا اور خوش اخلاقی آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ کوئی سائل آپ کے در سے خالی نہ جاتا تھا۔ بلکہ آپ سائلوں کے منتظر رہتے تھے۔ آپ کی دعا بہت مقبول تھی۔ جس کے اثر سے لوگوں کی بڑی بڑی مشکلات

اللہ تعالیٰ آسان فرما دیتے تھے۔

☆۔نگاہ کی تاثیر:

آپ کی نگاہ میں اس قدر تاثیر تھی کہ جو بھی ایک دفعہ دیکھ لیتا فریفتہ ہو جاتا۔ اور زندگی بھر کے لیے آپ کا غلام ہو جاتا۔ ایک دفعہ آپ کی نظر مبارک حضرت خواجہ فیض اللہ رحمتہ اللہ علیہ پر پڑی۔ دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں اور حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کی کیفیت بدل گئی۔ اور فوراً حضرت سید جمال اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے قدموں میں گر گئے۔ ہوش و حواس درست کیے اور داخل سلسلہ کرنے کی استدعا کی۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

☆۔کرامت بابرکت:

ایک قوی ہیکل سنگدل اور زاہد خشک مولوی اذکر درویشوں کا منکر تھا۔ اور درویشوں کے حلقہ میں بطور تماشائی جایا کرتا تھا۔ ان کو مذاق کرتا اور تمسخر اڑایا کرتا تھا، وہ ایک روز آپ کی مسجد مبارک میں آیا جہاں آپ حلقہ ذکر منعقد کیا کرتے تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے نورِ فراست سے جان لیا کہ یہ بے ادب اور گستاخ آدمی ہے۔ آپ نے اس کا نام پوچھا۔ اس نے بلند اور کرخت آواز سے کہا ملا اذکر۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تیرا جسم و اسم دونوں سخت ہیں۔ اس کے بعد آپ نے اس زور سے "اللہ" کا نعرہ لگایا کہ وہ سنتے ہی صاعقہ زدہ کی طرح گر کر بے ہوش ہو گیا۔ اور زمین پر اس طرح تڑپنے لگا کہ ابھی مر جائے گا۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر آپ کو رحم آ گیا۔ آپ اٹھے اور اپنا دست مبارک اس کے دل پر پھیرا۔ اس کی ساری سختی اور غرور زائل ہو گیا۔ اور معافی مانگ کر سلسلہ عالیہ

نقشبندیہ مجددیہ میں داخل ہوگیا۔

☆۔وفات حسرت آیات:

آپ کی وفات حسرت آیات ۳۔صفر المظفر ۱۲۰۹ھ بمطابق 1794ء کو" رام پور" المعروف "مصطفیٰ آباد" (ہندوستان) میں ہوئی۔آپ کا مزار مقدس متصل دروازہ عید گاہ رام پور شہر مرجع خاص و عام ہے۔واضح رہے کہ آج کل آپ کے مزار اقدس کے اردگرد کی آبادی آپ رحمتہ اللہ علیہ کی نسبت عالیہ سے "جمال نگر" کے نام سے مشہور ومعروف ہے۔

☆۔اولادِ امجاد:

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے تمام زندگی مجردانہ بسر کی۔لہذا کوئی اولادِ نسبی باقی نہ چھوڑی۔البتہ روحانی اولاد میں سے درج ذیل مشہور خلفا یادگار چھوڑے۔

☆۔خلفاء:

۱۔ حضرت خواجہ سید محمد عیسیٰ گنڈاپوری رحمتہ اللہ علیہ

۲۔ سید محی الدین تیراہی رحمتہ اللہ علیہ

۳۔ میاں سیف اللہ رحمتہ اللہ علیہ قصبہ سری تحصیل سنبھل ضلع مرادآباد (ہندوستان)

۴۔ شاہ فیض بخش المعروف شاہ درگاہی غزنوی رحمتہ اللہ علیہ

۵۔ مولانا فدا علی لکھنوی رحمتہ اللہ علیہ

۶۔ وارث خان بنارسی رحمتہ اللہ علیہ

۷۔ سید ملا امان تیراہی رحمتہ اللہ علیہ

۸۔ سید بادشاہ میاں بخاری رحمۃ اللہ علیہ

۹۔ ملا شیر خان تیراہی رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔ شیخ صحراہی رحمۃ اللہ علیہ

☆۔مادہ تاریخ رحلت:

”مظہر حیا“	”وھو العلی العظیم“
۱۴۰۹ھ	۱۴۰۹ھ

☆۔قطعہ تاریخ وصال:

بہت سے حضرات نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر قطعات کہے ہیں۔مزار مقدس کے جنوبی دروازہ پر یہ قطعہ تاریخ وصال کندہ ہے۔

آں شاہ جمال قطب عالم — خوش رفت بجلوہ گاہ وحدت

تاریخ فنائے با بقائش — ”سیر علم مقام حیرت“

۱۴۰۹ھ

(۳۱)

حضرت خواجہ سیّد محمد عیسیٰ
قدس سرہٗ العزیز

۳۱۔ عالم اجل، فاضل بے بدل

خواجہ خواجگان، حضرت خواجہ سید محمد عیسیٰ رحمتہ اللہ علیہ

ولادت: ــــــــــــ موضع چودھواں علاقہ گنڈاپور تحصیل کلاچی ڈیرہ اسماعیل خان

وصال: ــــــــــــ موضع چودھواں (تحصیل کلاچی)

☆۔ تعارف وولایت:

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا اسم مبارک محمد عیسیٰ اور آپ کا نسبی تعلق سادات خاندان (آل رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم) سے تھا۔ "انوار تیراہی" کے مصنف جناب قاضی محمد عادل شاہ اور "جمال نقشبند" کے مؤلف جناب صلاح الدین نے آپ کی ولادت ووصال کا مقام "چوڑہ شریف" مضافات ملتان گنڈاپور لکھا ہے۔ جدید تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ "گنڈاپور" ایک قبیلہ کا نام ہے۔ جو کہ صوبہ سرحد میں ضلع بنوں اور ڈیرہ اسماعیل خان کے علاقہ میں آباد ہے۔

☆۔ تعلیم ومعارف:

آپ نے ظاہری تعلیم اپنے گاؤں میں ہی حاصل کی۔ اس کے بعد تصوف کی بہت سی کتابوں کا مطالعہ کیا۔ اور علوم ظاہری میں مکمل عبور حاصل کیا۔ آپ حضرت خضر علیہ السلام کے صحبت یافتہ تھے اور ہر روز ان سے ملاقات کرتے تھے۔ بلکہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ابتدائی باطنی تربیت حضرت خضر علیہ السلام نے ہی کی تھی۔ اور انہی کے اشارے سے رام پور (انڈیا) پہنچ کر حضرت سید جمال اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور ایک عرصہ تک اپنے پیر ومرشد کی خدمت کیمیا خاصیت میں رہے۔ اور

اپنے روشن ضمیر پیر کامل کی خدمت بابرکت میں علوم باطنی سے فیض یاب ہوئے تو مرشد باصفا نے تاج خلافت سے نوازا۔ سفر وحضر میں ہر وقت اپنے شیخ محترم کے ساتھ رہ کر فیوض و برکات کے خزانے لوٹے۔ اس عزت افزائی پر بارگاہ خداوندی میں مقبولیت حاصل کرنے کے لیے مراقبات ومجاہدات سے مقامات باطنی اس قدر تیزی سے طے کیے کہ یاران طریقت بھی حیران وسرگرداں ہو گئے۔ آپ اپنے شیخ محترم کے رازدار اور محبوب خلیفہ تھے۔ اتنے منظور نظر اور با اعتبار تھے کہ آپ کے شیخ اپنے مریدوں کو تربیت کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے کر دیتے تھے۔

☆۔تربیت حضرت خواجہ فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ایک دفعہ حضرت سید جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے دوستوں کے ہمراہ قلعہ احمد شاہ بادشاہ کی سیر کو نکلے۔ وہاں حضرت خواجہ فیض اللہ تیراہی بطور سپہ سالار متعین تھے۔ جس وقت ان کی نظر حافظ جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ پر پڑی تو بے خود ہو کر آپ کی خدمت میں پہنچے اور قدموں میں گر پڑے۔ بے ہوشی کی حالت طاری ہوگئی۔ دو تین گھنٹے بعد ہوش میں آئے تو بیعت کے لیے عرض کیا۔ آپ نے کشف سے معلوم کر لیا کہ ان کا فیض باطنی حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہے۔ اس لیے آپ کو ان کے حوالے کر دیا اور فرمایا کہ اس کی بیعت اگرچہ میری طرف سے ہے مگر اس کی تکمیل تمہارے ذمہ ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

☆۔حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا کشف:

آپ صاحب کشف وکرامات بزرگ تھے۔ ایک دفعہ حضرت محمد فیض رحمۃ اللہ علیہ حضرت

خواجہ محمد عیسیٰ علیہ الرحمۃ کی ملاقات کے لیے جا رہے تھے کہ راستے میں سخت بیمار ہو گئے۔ یہاں تک کہ زندگی کی امید باقی نہ رہی۔ راستے میں آپ نے ایک مسجد میں قیام فرمایا اور ہر وقت گریہ زاری کرتے اور اپنے شیخ محترم کو یاد کرتے تھے۔ چنانچہ مرید صادق کی آواز حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچ گئی۔ جس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ مسجد کے حجرہ میں داخل ہوئے تو حضرت خواجہ فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر وجد میں آ گئے اور قدم بوسی کی۔ آپ نے انہیں اٹھا کر سینے سے لگایا اور بہت تسلی دی۔ حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اے فیض اللہ! یہ ہریسہ کھا لو انشاء اللہ صحت ہو گی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حسن حکم وہ ہریسہ تناول فرمایا۔ دوسرے دن صبح بیدار ہوئے تو مکمل طور پر صحت یاب ہو چکے تھے۔ (حضرت خواجہ فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کافی دنوں سے کچھ کھایا پیا نہ تھا اس لیے کافی کمزور و ناتواں ہو چکے تھے)

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

☆۔ کرامت بابرکت:

ایک دفعہ آپ اپنے خلیفہ اعظم حضرت خواجہ فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کے لیے "تیراہ شریف" تشریف لے گئے۔ ایک دن مجلس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ صاحب کے تمام صاحبزادوں کو طلب کیا اور دعائے خیر فرمائی۔ جب حضرت نور محمد رحمۃ اللہ علیہ سامنے آئے تو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ حضور ان کے دوسرے بھائی تو ظاہری علوم سے فارغ ہو چکے ہیں اور ان کا ذہن ابھی رسائی نہیں کرتا اس لیے ابھی تک انہوں نے نصف قرآن پاک ختم کیا ہے۔ دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ ان کے سینہ کو روشن کر

دے۔ کیونکہ وہ اس وجہ سے رنجیدہ خاطر اور ملول رہتے ہیں۔ آپ کو صاحبزادہ نور محمد صاحب کے حال زار پر بڑا رحم آیا۔ اسے فوراً گلے سے لگا لیا اور توجہ خصوصی سے نوازا۔ چنانچہ ان کا شرح صدر ہو گیا۔ اور اس کے بعد بڑی بڑی دقیق کتابوں پر حاوی ہو گئے۔ اور بڑی مستند روایات سے مسائل بیان فرمانے لگے۔

☆۔صاحبزادگان کو نصیحت:

آپ کے دو صاحبزادے بقید حیات تھے۔ آپ نے ان کو وصیت فرمائی کہ تم "میرے بعد میرے خلیفہ سید محمد فیض اللہ کے پاس جا کر تجدید بیعت کر لینا اور جب تک تصوف کی منازل طے نہ ہو جائیں ان کی خدمت چھوڑ کر کہیں نہ جانا۔" چنانچہ وصیت کے مطابق دونوں صاحبزادگان حضرت فیض اللہ کی خدمت بابرکت میں پہنچے اور تجدید بیعت کے بعد چھ ماہ تک وہاں رہے اور اکتساب باطنی کرتے رہے۔ جب مراحل تصوف طے ہو گئے تو دونوں صاحبزادوں کو خرقۂ خلافت دے کر بڑے اعزاز و اکرام سے وطن واپس بھیجا گیا۔ اس کے بعد وہ تا زندگی ہر سال "تیرائی شریف" (تیراہ) میں حاضر ہوا کرتے تھے اور دونوں ہی صاحب کشف و کرامات تھے۔ بے شمار لوگوں نے ان سے فیض باطنی حاصل کیا اور فیوض و برکات حاصل کیں۔

☆۔وفات حسرت آیات:

آپ کی وفات حسرت آیات ۷۔ ذی الحجہ ۱۲۲۰ھ بمطابق 26 فروری 1806ء کو ہوئی۔ مرقد انور موضع "چودھواں" علاقہ گنڈاپور تحصیل کلاچی ڈیرہ اسماعیل خان میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ آپ نے اپنے پیچھے تین صاحبزادے یادگار چھوڑے۔

(۱) خواجہ پیر محمد رحمۃ اللہ علیہ

(۲) خواجہ جان محمد رحمۃ اللہ علیہ

(۳) خواجہ علی محمد رحمۃ اللہ علیہ

☆۔ مادۂ تاریخ رحلت:

''مظہر''	''آہ ولی یکتا قبلہ سید محمد عیسیٰ گنڈا پوری رحمۃ اللہ علیہ''
۱۲۲۰ھ	۱۲۲۰ھ

(۳۲)

حضرت خواجہ سیّد محمد فیض اللہ تیراہی فاروقی

رحمۃ اللہ علیہ

۳۲۔قطب زماں، خواجہ خواجگان، عارف کامل

حضرت خواجہ سیّد محمد فیض اللہ تیراہی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: ۱۱۴۳ ہجری/1730ء ـــــــــــ تیزئی شریف (تیراہ، افغانستان)

وصال: ۱۲۳۵ ہجری/1819ء ـــــــــــ تیزئی شریف (علاقہ تیراہ)

☆۔تعارف:

آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت قاضی خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند تھے۔(بعض تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ خواجہ فیض اللہ قدس سرہ کے والد گرامی کا اسم مبارک محمد عرف سیّد خان محمد تھا) جو اپنے وقت کے عظیم مفتی اور علوم ظاہری میں کامل تھے۔فتویٰ نویسی اور درس دینے میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔موضع شادی خیل (نزد کوہاٹ) میں ایک عرصہ تک علوم دینیہ کا درس دیتے رہے۔طرز تحریر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہ تھا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ عالم اجل اور فاضل بے بدل تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حلقہ درس بہت وسیع تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علم وفضل کا ایک عالم کولہ تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ فن خطاطی میں بھی بے مثل تھے۔

☆۔ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت باسعادت تیزئی شریف (علاقہ تیراہ افغانستان) میں ہوئی تاریخ ولادت غالباً ۱۱۴۳ ہجری بمطابق 1730ء ہے۔(آپ کی تاریخ ولادت صحیح طور پر معلوم نہیں ہوسکی)

☆۔شجرہ نسب:

آپ کا سلسلہ نسب ۳۲ واسطوں سے خلیفہ دوم حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ بعض تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ محمد فیض اللہ تیراہی رحمۃ اللہ علیہ سادات خاندان میں سے تھے۔ شجرہ نسب سادات خاندان اچ شریف سے ملتا ہے۔ جن کا شجرہ نسب غوث الاعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔

تحصیل علوم ظاہری:

حضرت خواجہ محمد فیض اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہری علوم کی تحصیل اپنے والد ماجد قاضی سید خان محمد رحمۃ اللہ علیہ سے ہی کی۔ جنہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اکیس سال کی عمر کامل و مکمل کر دیا اور تھوڑے ہی عرصہ بعد آپ کی شادی ہوگئی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قلیل عرصہ میں فنون حرب کی بھی تربیت حاصل کی اور احمد شاہ ابدالی کی فوج میں شامل ہوگئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سپہ سالاری کے فرائض سرانجام دینے کے لیے قلعہ رام پور میں تعینات کیا گیا ماہانہ تنخواہ کا اکثر حصہ فقراء و صلحا کی خدمت میں نذر کر دیتے تھے۔ ہر کوئی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دل کی گہرائیوں سے احترام کرتا تھا۔

☆۔ بیعت مرشد اور فیض باطنی:

ظاہری علوم سے فراغت حاصل کرنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پیر کامل کی تلاش ہوئی۔ ایک دن آپ قلعہ رام پور میں سپہ سالاری کے فرائض انجام دے رہے تھے تو آپ کی نظر باغ میں سید جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ پر پڑی۔ (جو اس وقت اپنے عقیدت مندوں کے ساتھ باغ کی سیر کر رہے تھے۔) تو دل کا دروازہ کھل گیا قلعہ سے اترے اور شاہ صاحب کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ ہوش میں آنے کے بعد سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل

ہونے کی استدعا کی۔حضرت سید جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اپنے دست حق پرست بیعت فرما کر آپ کا ہاتھ اپنے خلیفہ خاص خواجہ سید عیسیٰ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں دے دیا اور فرمایا کہ اس کی تکمیل اب تمہارے ذمہ ہے۔چار سال خدمت مرشد میں رہنے کے بعد حضرت شاہ جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو وطن واپس جانے کی اجازت مرحمت فرمادی اور فرمایا ملک افغانستان جاؤ۔اور اہل دنیا کو نور ہدایت سے منور کرو۔اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ تقریباً اٹھارہ سال بعد وطن واپس آئے تو کوہاٹ شہر کے نواح میں موضع "ڈوڈہ" میں قیام فرمایا۔کیونکہ یہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بزرگوں کے واقف کار لوگ رہتے تھے۔ان دنوں وہاں تپ شدید کی وبا پھیلی ہوئی تھی۔لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آنا شروع کردیا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تعویذات اور دم کرنے سے سب صحت یاب ہوگئے آپ وہاں چھ ماہ ٹھہرے اور اپنے ظاہری اور باطنی فیضان سے مخلوقات کو سیراب فرمایا دوران قیام قاضی عبدالحمید صاحب مفتی کوہاٹ نے اپنی صاحبزادی آپ کے نکاح میں دینے کی خواہش ظاہر کی (قاضی عبدالحمید صاحب خواجہ سید محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار کے شاگرد رشید تھے) آپ رحمۃ اللہ علیہ نے استخارہ کرنے کے بعد عقد ثانی فرمایا اس عقد ثانی کے بعد آپ نے تقریباً چھ ماہ اسی جگہ قیام فرمایا اور پھر اپنے آبائی وطن تیزئی شریف علاقہ تیراہ افغانستان میں تشریف لے گئے۔جب آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکان پر پہنچے تو آپ کی پہلی بیوی نے اٹھارہ برس کی طویل مدت کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو پہچاننے سے انکار کردیا۔آخر مولوی شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصدیق کی اور اطمینان ہوا اور آپ کی پہلی بیوی نے آپ کو گھر میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔

اور سب خوش وخرم رہنے لگے دونوں بیویاں باہم شیر وشکر ہو گئیں۔

☆۔اولاد اطہار:

۱۔ خواجہ سید نور محمد رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ خواجہ سید گل محمد رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ حضرت سید جان محمد رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ حضرت سید صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ حضرت سید خواجہ محمد نور رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں دور دراز کا سفر کیا اور ہزاروں کی تعداد میں لوگ آپ کے حلقہ میں داخل ہوئے آپ آخری عمر میں کافی کمزور ہو گئے تھے اور پالکی میں سوار ہو کر سفر فرمایا کرتے تھے۔ یہ آپ کی زبان مبارک کی برکت تھی کی جو کچھ فرمایا کرتے تھے پورا ہو جاتا تھا اور جو صاحب حاجت آپ سے دعا کرواتا تھا اس کی حاجت بفضل خدا پوری ہوتی تھی۔ آپ کی زبان نہایت ہی شیریں اور شخصیت جاذب نظر تھی اور اکثر لوگ تو آپ کو دیکھ کر ہی بیعت کر لیتے تھے۔ (ولی اللہ وہ ہوتا ہے جسے دیکھ کر اللہ کی یاد آ جائے)

☆۔کرامت بابرکت:

تیراہ شریف میں مسجد کے قریب ایک بلند چبوترے پر زیتون کے دو بڑے موٹے موٹے درخت تھے جو کہ عرصہ دراز سے خشک ہو گئے تھے آپ ان درختوں کے سہارے بیٹھ کر مطالعہ فرمایا کرتے تھے اور جب کبھی آپ پانی نوش فرماتے تھے تو باقی ماندہ پانی ان

کے دامن میں ڈال دیتے تھے۔ آپ کی برکت سے ایک ماہ کے عرصہ میں دونوں درخت سرسبز وشاداب ہوگئے اور اب تک اسی حالت میں موجود ہیں۔

ہزاروں لوگ ان کی زیارت کر چکے ہیں۔ (سوکھے ہوئے درختوں کا سرسبز ہونا کرامت ولی نہیں تو اور کیا ہے)

☆ وفات حسرت آیات:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۸۔ ربیع الاول ۱۲۴۵ ہجری بمطابق 1829ء کو تیرئی شریف میں وفات پائی آپ کا مزار اقدس تیرئی شریف میں مرجع خلائق ہے اور زائرین روحانی تسکین حاصل کرتے ہیں (آپ کی تاریخ وفات میں اختلاف پایا جاتا ہے)

☆ مادہ تاریخ رحلت:

"درمنظومہ"	چراغ با برکت"
۱۲۴۵ھ	۱۸۴ھ

آپ کی تاریخ وفات ۲۰ ربیع الاول ۱۲۳۵ ہجری / 1819ء کے مطابق مادہ تاریخ رحلت "اہل دل قطب زمان فیض اللہ" ۱۲۳۵ھ۔

(۳۳)

حضرت خواجہ سیّد
نور محمد چوراہی فاروقی

رحمتہ اللہ علیہ

۴۳۔عارف کمال، محبوب لایزال، قطب زماں

حضرت خواجہ سیّد نور محمد فاروقی چوراہی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: ۱۱۷۹ ہجری/1765ء ________ تیراہی شریف (تیراہ، افغانستان)

وصال: ۱۲۸۶ ہجری/1869ء ________ چورہ شریف (ضلع اٹک پاکستان)

☆۔تعارف:

آپ کا نام نامِ اسمِ گرامی سیّد نور محمد عرف بابا جی قدس سرہ تھا۔ آپ کو باوا جی اور بابا جیو صاحب کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ آپ غوث زماں حضرت خواجہ محمد فیض اللہ تیراہی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند کلاں تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت حضرت سیّد محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری بیوی صغریٰ جو کہ کوہاٹ کے قاضی عبدالحمید کی صاحبزادی تھیں کے بطن سے ہوئی۔ آپ مادر زاد ولی اللہ تھے بچپن ہی سے آثار ولایت پیشانی مبارک پر درخشاں تھے۔

☆۔بشارتِ جانشین مجدد و نائب مجدد:

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ہوئی تو آپ کے والد سیّد محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے تین دن پہلے اس کی بشارت ہو چکی ہے کہ فرزندم سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ اور اسلام کے لیے تقویت کا باعث ہوگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سے پہلے آپ کے والد گرامی نے جو استخارہ فرمایا تھا اس میں آپ کو اشارہ ہوا تھا یہ فرزند اول حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا نائب و جانشین ہوگا اور اس کے ظاہری اور باطنی علم سے ایک زمانہ فیض یاب ہوگا۔

☆ ۔ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت باسعادت ۱۱۷۹ ہجری بمطابق 1765 میں موضع تیرائی شریف (تیراہ افغانستان) میں ہوئی۔

☆ ۔شجرۂ نسب:

آپ کا شجرۂ نسب ۳۳ واسطوں سے حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے (بعض تذکرہ نگاروں نے آپ کے شجرہ نسب میں اختلاف کیا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو فاروقی رضی اللہ عنہ کی بجائے گیلانی سید لکھا ہے۔)

☆ ۔ابتدائی تعلیم:

آپ کی ظاہری تعلیم گھر پر ہی ہوئی اور والد ماجد سے علم حاصل کر کے علوم متداولہ میں قابلیت کے مقام پر پہنچے آپ نے علوم دینیہ کی اکثر کتابیں حضرت مولانا محمد امین رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں اور انہیں سے تکمیل کی والدہ ماجدہ سے بھی ابتدائی کتب اور فقہ کی کتابیں پڑھیں۔حضرت مولانا محمد امین رحمۃ اللہ علیہ آپ کے والدگرامی حضرت خواجہ محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز بھی تھے۔آپ نے تصوف میں بھی ان سے استفادہ کیا چونکہ آپ شروع ہی سے تصوف میں خاص دلچسپی رکھتے تھے لہذا بہت جلد کمال حاصل کر لیا۔علوم ظاہری میں بھی آپ کو خاص مہارت حاصل تھی۔اسی دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قلم سے قرآن مجید کا ایک نسخہ مکمل کیا۔جو آج بھی دربار عالیہ چورہ شریف میں پیر سردار شاہ صاحب کے پاس موجود ہے اور اس نسخہ کے آخر میں یہ الفاظ رقم ہیں۔قرآن مجید بدست خواجہ نور محمد بتاریخ ۲ ربیع الاول ۱۲۲۷ ہجری از شاگرد آں میاں نصر اللہ نور اللہ

مرقد ساکن کھودو پور۔ (تذکرہ نقشبندیہ خیریہ)

☆۔فیض باطنی:

اپنے والد گرامی سے بیعت ہو کر باطنی فیض کی منزلیں تیزی سے طے کیں اور اجازت بیعت وخلافت ہر چہاردہ خانوادہ سے مستفیض ہوئے۔خصوصاً سلسلہ عالیہ صدیقیہ نقشبندیہ قادریہ چشتیہ اور سہروردیہ میں مجاز ہوئے۔جو کہ آپ کے والد گرامی سید فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو سلسلہ بسلسلہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے وہ بیعت ہوئی تھی۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نسبت خصوصی سے نوازے گئے۔جب آپ سجادہ نشین ہوئے تو سب سے پہلے آپ کی خدمت میں دو بھائی اللہ نور اور عجب نور افغانی حاضر ہوئے اور شرف بیعت حاصل کیا آپ کی توجہ کے اثر سے انہوں نے سلوک کی تمام منزلیں جلدی طے کر لیں اور منصب خلافت پر فائز کیے گئے افغانستان میں ان کو بڑی شہرت حاصل ہوئی اور ہزار ہا لوگ ان کے مرید ہوئے۔افغانستان میں چاروں طرف نور اسلام پھیل گیا۔

☆۔نقل مکانی از تیزئی شریف:

آپ تقریباً ۸۰ سال تیزئی شریف میں رہے۔اور اپنے فیض وکرم، رشد وہدایت اور خلق ومحبت کے ایسے چشمے جاری کیے کہ اس علاقے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام اسی طرح زندہ وپائندہ ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہزاروں تشنہ لبوں کو فیض باطنی سے نوازا۔ایک حاسد مولوی ولی خان کی شرارتوں سے تنگ آکر جو وہ آپ کے عقیدت مندوں اور مریدین سے کرتا تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ موضع ڈھوڑ جو کہ تیزئی شریف سے چند میل کے فاصلے پر

سے تشریف لے گئے۔

☆۔چورہ شریف (اٹک، پاکستان) میں آمد:

ڈاوڑ میں بہت سے لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مشتاق تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں چند سال قیام فرمایا اور ۱۲۸۴ ہجری میں یہاں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ چورہ شریف (ضلع اٹک) تشریف لے آئے۔چورہ شریف میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً دو سال قیام فرمایا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چاروں صاحبزادگان حضرت سیّد احمد گُل، حضرت خواجہ سیّد فقیر محمد، حضرت خواجہ سیّد دین محمد المعروف حضرت ملاجی اور حضرت خواجہ سیّد شاہ محمد المعروف حضرات خوردو رحمہم اللہ تعالیٰ کی ایسی تربیت فرمائی کہ کم ہی کسی کی ساری اولاد ایسے عظیم ظاہرہ وباطنی مقامات ومکاشفات اور واردات قلبی سے مستفیض ہوئی ہوگی۔پھر اولاد ہی نہیں آج سے تقریباً ڈیڑھ سو سال گزرنے کا باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان کی اولاد میں آج بھی باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے فیض سے دربار عالیہ نوریہ چورہ شریف میں کثیر التعداد اولیائے کاملین موجود ہیں۔

☆۔کرامت بابرکت:

ایک مرتبہ آپ دریائے اٹک کو عبور کرنے کے لیے ایک کشتی پر سوار ہوئے اس کشتی میں سولہ سکھ سپاہی بھی سوار تھے سکھ سپاہیوں میں سے ایک سپاہی بڑی گستاخی سے بولا اور کہا کہ حضرت تختہ کے نیچے کھڑے رہیں تا کہ ہمارے کھانے کی چیزیں آپ رحمۃ اللہ علیہ سے نہ چھو جائیں۔حضرت قبلہ عالم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان کو چھو جانے کی تکلیف سے بچائے اتنے میں کشتی روانہ ہوئی دوران سفر چند مسائل پر گفتگو ہوئی آپ رحمۃ اللہ علیہ

نے اپنے خاص انداز سے سکھوں کو مسائل سمجھائے ابھی آپ کی کشتی کنارے پر نہیں پہنچی تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ خاص اور کرامت سے تمام سکھ سپاہی مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ دریا کے کنارے موضع خوشحال گڑھ میں پہنچ کر سب نے حجامت بنوائی اور نماز ظہر ادا کی۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

اللہ اللہ وہی لوگ جو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے نفرت کرتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی چیزوں کے ساتھ چھو جانے سے روکتے تھے اب حضور کے گلے لگ کر روتے تھے اور دست بوسی کرتے تھے۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

☆۔ فضائل:

ا۔ ویسے تو اتباع سنت رسول مقبول ﷺ ہی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی اصل ہے لیکن حضرت بابا جی رحمۃ اللہ علیہ اپنے جملہ اقوال و افعات، حرکات و سکنات، خورد و نوش، سفر و حضر غرضیکہ تمام امور میں اتباع سنت کو اولیت دیتے۔ بلکہ کوئی کام کرنا ہوتا تو پہلے یہ دیکھتے کہ اس سلسلہ میں اسوۂ حسنہ کا طریق کار کیا ہے اور سنت اور سیرت کی پوری پوری تقلید فرماتے۔

۲۔ ہمیشہ اپنی اور دوسروں کی حرمت کا خیال رکھتے اور ہمیشہ اپنے سے بڑوں کا ادب کرتے اور چھوٹوں پر شفقت فرماتے اور ہر ایک کا حق بالالتزام ادا کرنے کی کوشش فرماتے۔

۳۔غرور وتکبر سے دور رہنا آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خاصہ تھا۔

۴۔عاجزی وانکساری آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شعار تھی۔

۵۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مہمان نوازی ضرب المثل تھی یہ لنگر اور مہمان نوازی آج بھی جاری وساری ہے۔

☆۔وصالِ پُرملال:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳شعبان المعظم۱۲۸۶ ہجری بمطابق 17نومبر 1869ء بروز جمعرات بوقت عصر وصال فرمایا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت خواجہ سید فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے اور سر مبارک آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ان کے زانو پر تھا۔

☆۔مادۂ تاریخ وفات:

''خورشید مجددی''	''فروغ''	''غفور''
۱۲۸۶ھ	۱۲۸۶ھ	۱۲۸۶ھ

(۲۸۸)

☆۔ارشاداتِ قدسیہ:

۱۔جو مخدوم بننا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ پیر ومرشد کی خدمت کرے۔

۲۔زیادہ بولنا اور ہنسنا غفلت سے ہے۔

۳۔فقر بڑی دولت ہے یہ دولت جس قدر ہو سکے پوشیدہ رکھنی چاہیے۔

۴۔ایک مراد ہوتے ہیں دوسرے مرید،مراد وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف کھینچے اور

مرید وہ ہے جو خود محنت اور ریاضت کر کے مقام حاصل کرے۔

۵۔ جس قدر طالب میں شکست و عاجزی زیادہ ہوتی ہے اسی قدر فیض اس پر زیادہ وارد ہوتا ہے۔

☆۔حضرت "بابا جی رحمۃ اللہ علیہ" کے خلفاء:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ۲۷ نامور خلفاء ہوئے ہیں۔ یوں تو آپ کے تمام خلفاء ایک سے بڑھ کر ایک تھے مگر ہادی نامدار شاہ (نحقیال شریف)، حافظ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ (پشاور) میاں فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ (چورہ شریف) اور مولوی مست علی رحمۃ اللہ علیہ (متراں والی سیالکوٹ) نے بہت شہرت پائی اور ہزاروں افراد نے ان سے روحانی فیض حاصل کیا۔

☆۔سلسلہ عالیہ کی ترویج وتوسیع:

چورہ شریف میں اب حضرت نور محمد رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کے کئی افراد آباد ہیں اور سلسلہ رشد وہدایت جاری ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اثر فیض سے خاندان عالی میں علم و عرفان کی دونوں فضیلتیں موجود ہیں۔آج اگرچہ خواجہ خواجگان کی چھٹی پشت موجود ہے مگر شریعت مطہرہ کی جو شمع حضرت خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ نے روشن کی تھی وہ آج بھی فروزاں ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چاروں صاحبزادگان نے خلافت واجازت سے سرفراز ہو کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی خوب آبیاری کی اور اس کو پروان چڑھایا۔

(۳۴)

حضرت خواجہ سیّد
فقیر محمد چوراہی فاروقی

رحمۃ اللہ علیہ

۳۴۔امام العارفین،قدوۃ السالکین،خواجہ خواجگان

حضرت خواجہ سیّد فقیر محمد فاروقی رضی اللہ عنہ چوراہی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: ۱۲۱۳ ہجری/1798ء ——— تیرائی شریف (تیراہ افغانستان)

وصال: ۱۳۱۵ ہجری/1897ء ——— چورہ شریف (ضلع اٹک، پاکستان)

☆۔تعارف:

آپ حضرت خواجہ نور محمد تیراہی چوراہی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند دوم تھے۔آپ کا اسم گرامی فقیر محمد اور لقب حاجی گل تھا اور عام لوگ عقیدت و محبت سے آپ کو باباجی کے نام سے پکارتے تھے۔آپ کا سلسلہ نسب خلیفہ دوم سیدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔آپ پیدائشی ولی اللہ تھے۔

☆۔ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۱۳ ہجری بمطابق 1798ء کو تیرائی شریف (تیراہ افغانستان) میں ہوئی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جد امجد حضرت خواجہ محمد فیض اللہ تیراہی رحمۃ اللہ علیہ (م۔۱۲۲۵ھ) بقید حیات تھے۔

☆۔مقام و مرتبہ:

آپ پیدائشی ولی اللہ تھے۔جس دن آپ کی ولادت باسعادت ہوئی اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ نہیں پیتے تھے۔گھر والوں کو بہت فکر لاحق ہوئی۔یہ معاملہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جد امجد حضرت خواجہ فیض اللہ تیراہی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو آپ کے چہرہ انور کو دیکھ فرمایا: ''یہ تو ابھی سے اپنا حصہ طلب کرتے ہیں'' چنانچہ انہوں نے اپنی زبان مبارک

آپ کے منہ میں ڈال دی جسے آپ رحمۃ اللہ علیہ دیر تک چوستے رہے اور اس کے بعد آپ نے اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ بھی پینا شروع کر دیا اور اس طرح سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی مبارک و اعظم نسبت روز اول ہی سے آپ کو عنایت فرما دی گئی۔

جد امجد رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: یہ لڑکا بڑا نیک بخت ہوگا اور اس کے وجود مبارک سے کثیر دنیا کو فیض عظیم حاصل ہوگا۔ آپ کا چہرہ مبارک اسی روز سے انوار الٰہی سے درخشاں تھا۔

☆۔ تعلیم و تربیت:

آپ کے والد ماجد روحانیت میں کامل ہونے کے علاوہ علوم ظاہری میں بھی بڑی مہارت رکھتے تھے قرآن و حدیث، تفسیر، اور فقہ پر انہیں مکمل عبور حاصل تھا۔ اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علوم ظاہری اور باطنی اپنے والد گرامی حضرت خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیے اور قلیل عرصہ میں خلافت و مجاز بیعت سے سرفراز ہوئے۔ تمام امور میں والد ماجد کے نقش پر چلتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کا ابدال تھے۔

☆۔ کمالات:

آپ کو وہ کمالات حاصل تھے جو اس وقت دوسروں کو بہت کم حاصل تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی علمیت کا یہ حال تھا کہ قرآن مجید کے ایک ایک حرف کے جملہ فوائد و خواص، اسرار و نکات آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایسے معلوم تھے کہ دوسروں کے لیے ان کا سمجھنا دشوار تھا۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ جب یہ اسرار و رموز بیان فرماتے تو بڑے بڑے علماء سن کر انگشت بدنداں رہ جاتے تھے۔ غریبوں، مسکینوں اور مفلسوں کی مجلس و صحبت میں زیادہ خوش رہتے

تھے۔ اپنے وقت میں مرجع اولی اللہ تھے۔ آپ کو چودہ خانوادہ فقر کی اجازت وخلافت تھی۔ لیکن زیادہ تر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اور سلسلہ قادریہ کی اشاعت فرمائی۔ اکثر طالبوں کو ایک ہی نگاہ میں صاحب ارشاد بنا دیا۔ آپ کی توجہ میں کیمیائی تاثیر تھی۔

☆۔اتباع سنت:

آپ کی زندگی اتباع سنت کا ایک مثالی نمونہ تھی آپ کا ہر کام سنت نبوی ﷺ کے مطابق سرانجام دیتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اٹھنا، بیٹھنا، چلنا پھرنا، نماز روزہ گویا ہر کام محسن انسانیت ﷺ کی اتباع میں ہوتا۔ کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کا مقصد ہی خود سنت پر عمل کرنا اور دوسروں میں احیاء کرنا بنا رکھا تھا۔ خلاف شرع امور کو قطعی طور پر ناپسند فرماتے تھے۔

محمد ﷺ ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا

☆۔حضرت مجدد علیہ الرحمۃ سے والہانہ عقیدت:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سلسلہ نقشبندیہ کے جلیل القدر بزرگ ہستی حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے والہانہ عقیدت تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر سال ان کے عرس مبارک پر ایک قافلے کی صورت میں جاتے۔ اس قافلے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ خلفاء اور مریدین بھی شامل ہوتے وہاں جا کر آپ ان کے مزار اقدس پر اکثر مراقبہ کی صورت میں زیادہ وقت گزارتے عرس میں شامل ہونے والے حضرات کی حسب توفیق خدمت فرماتے۔

☆۔تقلید فقہ حنفی:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو فقہی مسائل پر بہت عبور حاصل تھا اگر کوئی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے شرعی مسئلہ دریافت کرتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ فقہائے اربعہ (فقہ کے چاروں امام) کا مسلک بیان کرتے مگر امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کو ترجیح دیتے تھے۔ کیونکہ آپ خود فقہ حنفی کے مقلد تھے اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔

☆۔فضائل:

۱۔آپ پیدائشی ولی اللہ اور مرجع الی اللہ تھے۔

۲۔آپ رحمۃ اللہ علیہ میں صدیقی انوار و برکات کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے تھے۔

۳۔طبیعت میں جمالیت اس قدر تھی کہ سالہا سال کسی پر غصہ نہ فرماتے اور کبھی کسی کو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ضرر پہنچا۔

۴۔آپ ذکر خفی کو زیادہ پسند کرتے تھے۔آپ کا قلب مبارک ہر وقت ذکر الٰہی میں معروف رہتا اور دیکھنے والے کو ذکر الٰہی کی ہلکی سی دل سے نکلتی ہوئی آواز خود سنائی دیتی تھی۔

۵۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ طریقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ بلا فصل خلیفہ اول ہونے کے ناطے جو فیوضات قرب نبوی ﷺ اور خدمات کے صلہ میں مقبولیت بارگاہ رسالت حاصل تھی اس کی جملہ کرامتیں، عظمتیں اور رفعتیں اس سلسلہ کے مشائخ میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔

☆۔آخری وصیت:

واصل الی اللہ ہونے سے پہلے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جو احباب کو آخری وصیت فرمائی وہ درج ذیل ہے۔

ا۔جس جگہ جاؤ تو یاروں میں حمد و شکر نہ چھوڑ جاؤ یعنی بوجہ تکلیف یاروں کو یہ کہنے کا موقع نہ دو کہ خدا کا شکر ہے کہ پیر صاحب چلے گئے۔

۲۔یاروں کا آپس میں حسد و کینہ نہیں ہونا چاہیے۔جس کو خدا خیر و برکت دے اسے مستفید و مستفیض ہونا چاہیے۔

۳۔سفر میں ذکر کو ہر حال میں مقدم رکھنا چاہیے اگر کسی جگہ ذکر میں کچھ قصور واقع ہو جائے تو اس جگہ نہ رہیں کیونکہ وہاں کے لوگ خیر و برکت سے محروم رہ جائیں گے۔

۴۔یاروں کے ساتھ ہرگز سیر کو نہ جانا چاہیے جب تک وہ خود خواہش مند نہ ہوں۔

۵۔شیخ و مرشد کو چاہیے کہ بغیر انتظار ہی چلا جائے تا کہ لوگوں کو کسی طرح کی بدگمانی پیدا نہ ہو۔

☆۔وفات حسرت آیات:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۹ محرم الحرام ۱۳۱۵ ہجری بمطابق ۳۰ جون ۱۸۹۷ء بعمر شریف ۱۰۲ سال چورہ شریف (ضلع اٹک) میں انتقال فرمایا مزار پر انوار آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔

☆۔ارشادات قدسیہ:

ا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے "اپنا باطن درست کرو، کیونکہ بعد از مرگ اعمال باطن ہی سے نجات مل سکے گی۔مگر ظاہر احکام شرعیہ کا لحاظ بھی بہت ضروری ہے کیونکہ

ظاہری درستگی کے بغیر باطنی اعمال کی درستگی ناممکن ہے۔

۲۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: خدا سے خدا کے لیے پیار کرو اور یاد کرو، کیونکہ مقصد کے لیے یاد کرنا مقصد کی یاری ہے خدا کی یاد بلا اغراض نفسانی ہے۔

۳۔آپ اپنے احباب سے اکثر یہ حدیث قدسی بیان فرماتے: اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اپنے بندوں کو فرماتا ہے کہ جو شخص میرے حکم پر راضی نہیں، میری بلا پر صابر نہیں، میری نعمتوں پر شاکر نہیں اور میرے عطیہ پر قانع نہیں۔وہ شخص میرے سوا کسی اور کو اپنا رب بنا لے۔

۴۔عموماً یہ حدیث بیان فرماتے خیر الناس من ینفع الناس (یعنی بہتر شخص وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے)

☆۔کرامت بابرکت:

ایک دفعہ حضرت باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ موضع نارنگ ضلع سیالکوٹ کی مسجد میں قیام پذیر تھے۔وہاں بڑ کا ایک بہت بڑا درخت تھا۔نماز مغرب کے بعد وہ ہلنے لگا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں سے وجہ پوچھی انہوں نے عرض کیا کہ یہ ہر روز اس وقت ہلتا ہے اور اسی وجہ سے بہت لوگ یہاں نماز پڑھنے نہیں آتے۔آپ اسی وقت مراقبہ میں چلے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھا کر فرمایا: "وت نہ ہلسی" (یہ اب نہیں ہلے گا) لوگوں نے عرض کیا حضور! اس میں کیا راز ہے؟ فرمایا کہ اس درخت کے دامن میں ایک جن کا ڈیرہ تھا وہ شام کو پرندوں کو اڑانے کے لیے درخت کو ہلایا کرتا تھا۔اب میں نے اسے کہہ دیا ہے کہ اس حرکت سے باز آجاؤ۔اور پرندوں اور نمازیوں کو پریشان نہ کرو۔وہ چلا گیا اس لیے آئندہ یہ درخت نہ ہلے گا۔(حرکت نہیں کرے گا) چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

☆۔مادہ تاریخ رحلت:

"مغفور لہٗ"　　　　"برحمت خداوند"

۱۳۱۵ھ　　　　۱۳۱۵ھ

☆۔صاحبزادگان:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پانچ صاحبزادے تھے۔

۱۔حضرت خواجہ سید گل نبی رحمۃ اللہ علیہ

۲۔حضرت سید محمد نبی رحمۃ اللہ علیہ (چھوٹی عمر میں فوت ہو گئے تھے)

۳۔خواجہ سید احمد نبی رحمۃ اللہ علیہ

۴۔حضرت محمد سید شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۵۔حضرت خواجہ سید قادر شاہ رحمۃ اللہ علیہ سب صاحبزادگان کامل واکمل تھے۔صاحب ارشاد ومجاز ہوئے ہیں اور ہزارہا لوگ ان سے فیوض وبرکات حاصل کرتے رہے۔

☆۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور خلفاء:

(۱)۔حضرت حافظ عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت سید چن شاہ رحمۃ اللہ علیہ آلومہار شریف ضلع سیالکوٹ (۳) حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ علی پور شریف سیالکوٹ (۴) حضرت پیر سید جماعت علی شاہ ثانی علی پوری رحمۃ اللہ علیہ (۵) فاضل اجل جناب مولانا غلام محمد بگوی رحمۃ اللہ علیہ امام بادشاہی مسجد لاہور۔

☆۔مجلس اور تربیت مریدین:

جو کوئی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں ایک بار بیٹھتا آپ رحمۃ اللہ علیہ کا گرویدہ ہو جاتا اور

اس کا مجلس سے اٹھنے کو دل نہ چاہتا تھا۔ آپ ہر ایک کو اس کی باطنی حیثیت اور دلی اخلاص کے مطابق دوست بناتے۔ جس کو دوست بناتے اس کو ایسا مطمئن فرماتے کہ پھر اسے کوئی حاجت نہ رہتی۔

(۳۵)

حضرت خواجہ
حافظ عبدالکریم قدس سرہٗ

۳۵۔آفتاب ولایت ،قدوۃ السالکین، غوث زماں، قطب دوراں
الحاج حضرت خواجہ حافظ عبدالکریم قدس سرہٗ العزیز

ولادت: ۷ جمادی الاول/1848ء ــــــــ راولپنڈی

وصال: ۲۸ صفر ۱۳۵۵ ہجری/1936ء ــــــــ عیدگاہ راولپنڈی

☆۔تعارف:

حضرت منڈ رمحمد رحمۃ اللہ علیہ نیک صفت درویش صورت، حلیم الطبع بزرگ، اور اخلاق حمیدہ کے مالک تھے۔آپ ہر ماہ ایک بار کھانا پکا کر حضرت شاہ چن چراغ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر غرباء میں تقسیم کیا کرتے تھے۔ایک دفعہ ایک گرد آلود مجذوب نے آپ (حضرت منڈ ر محمد رحمۃ اللہ علیہ) کو ایک لقمہ کھانے کو دیا مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کراہت کی وجہ سے اسے نہ کھایا اس مجذوب نے کہا تجھ مرد تو نے میری عطا کو قبول نہ کیا۔کھالیتا تو بہتر تھا۔اچھا جا اگر تو نہیں تو تیری اولاد کو حصہ ضرور ملے گا۔چنانچہ اس مرد مجذوب کی پیشگوئی حضرت خواجہ عبدالکریم پر پوری ہوئی۔

حضرت منڈ رمحمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت الحاج عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد تھے جن کا شجرہ نسب مغل بادشاہ ظہیر الدین بابر تک پہنچتا ہے۔

☆۔ولادت باسعادت:

آپ بروز منگل ۷ جمادہ الاول ۱۲۶۴ ہجری بمطابق 11 اپریل 1848ء کو محلہ شاہ چن چراغ رحمۃ اللہ علیہ راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔

☆۔پرورش اور عہد طفولیت:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر بمشکل تین ماہ ہوگی کہ آپ کی والدہ ماجدہ انتقال کر گئیں۔ اور ابھی آپ رحمۃ اللہ علیہ صرف دو برس کے ہی تھے کہ والد ماجد کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا۔ لہذا آپ کی پرورش آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چچا میاں پیر بخش اور عابدہ و زاہدہ پھوپھی محترمہ حیات بی بی نے کمال محبت و شفقت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پرورش و تربیت بحسن و خوبی انجام دی۔

☆۔ مقام و مرتبہ:

آپ مادرزاد ولی اللہ تھے۔ آپ کی کرامت کی وجہ سے آپ کی پھوپھی صاحبہ کو بڑھاپے میں دودھ اتر آیا اور انہوں نے آپ کو ڈیڑھ سال تک اپنا دودھ پلایا۔ بچپن میں آپ جب اپنی پھوپھی صاحبہ کو نماز پڑھتے دیکھتے تو عرض کرتے کہ: پھوپھی صاحبہ مجھے بھی ایک مصلّی (جائے نماز) دے دیں تاکہ میں بھی نماز پڑھ سکوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پھوپھی محترمہ نماز تہجد کے بعد آپ کے لیے دعا فرمایا کرتی تھیں کہ اے اللہ اس بچے کو اپنا بندہ بنا لے اور دین و دنیا میں اس پر برکت نازل فرما۔ چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اس دعا کی ٹھنڈک اور سرور اب بھی محسوس کرتا ہوں۔ یہ سب اسی دعا کا نتیجہ ہے۔

☆۔ تکمیل علوم:

آپ نے مختصر عرصہ میں قرآن پڑھ لیا اور درس نظامی مکمل کیا۔ دوران تعلیم آپ پر اکثر بیشتر بے خودی سی طاری رہتی تھی۔ سولہ برس کی عمر میں آپ نے قرآن پاک حفظ کرنا شروع کر دیا اور اٹھارہ برس کی عمر میں اپنی غیر معمولی ذہانت کی بناء پر حفظ کر لیا۔ فن قرأت میں آپ مولانا محمد حسین کی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے جو اس وقت اس فن میں یگانہ اور

استادِ زمانہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قرات کا لب ولہجہ بھی دلکش عطا فرمایا تھا تلاوت قرآن مجید اس عمدہ ترتیل اور خوش الحانی سے کرتے کہ سامعین فریفتہ ہو جاتے اور ہندو سکھ وغیرہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قرات سننے کے لیے مسجد کے ساتھ ملحقہ گلی میں جمع ہو جاتے۔ سبحان اللہ۔

☆۔ نسبت باطنی اور خرقہ خلافت:

بیس برس کی عمر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں محبت الٰہی کے جذبات موجزن ہوئے سوچا کہ کسی مردِ خدا کی غلامی اختیار کی جائے تاکہ قرب الٰہی کی دولت میسر ہو۔ ایک مرتبہ حضرت بابا جی چوراہی رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صورت، سیرت اور خوش الحانی پر فریفتہ ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بیعت فرما کر نسبت خاص سے نوازا اور ذکر قلبی سے سرفراز فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حالت متغیر ہوگئی اور جذبہ بے خودی کے آثار نمایاں ہو گئے۔

عشق کی اک جست نے طے کر دیا قصہ تمام
اس زمین و آسماں کو بیکراں سمجھا تھا میں

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے شیخ سے اس قدر محبت تھی کہ ہفتہ میں ایک دو بار چورہ شریف ضرور حاضر ہوتے تھے جب آپ کو اجازت وخلافت عطا ہوئی تو حضرت بابا جی چوراہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا خاص ملبوس آپ رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمایا آپ رحمۃ اللہ علیہ پر بڑی رقت طاری ہوئی اور عرض کیا کہ حضور غلام کو تو جناب کی محبت ہی کافی ہے۔ حضرت بابا جی چوراہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں حکم کا بندہ ہوں اور اس امانت کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے کرنے پر مامور ہوں۔ یہ میرا نہیں اللہ تعالیٰ کا کام ہے پھر آپ نے نصیحت فرمائی

کی بجائے دنیا کی طرف توجہ نہ کرنا، اس کو پیٹھ پیچھے ڈال کر ہمہ تن یادِ الٰہی میں مصروف رہنا۔ دل کو ماسویٰ اللہ سے الگ رکھنا۔ اور سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے سمجھنا یہ سب باتیں سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں عشقِ الٰہی کی آگ بھڑک اٹھی جس نے ماسویٰ اللہ کو جلا کر راکھ کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اکیس برس کی عمر میں خرقہ خلافت حاصل کیا اور صاحب مجاز ہوئے۔

☆۔سعادت حج مبارک:

آپ رحمۃ اللہ علیہ دو مرتبہ حج مبارک کی سعادت سے مشرف ہوئے۔ پہلی مرتبہ حج ادا کر کے مدینہ منورہ نہ جا سکے۔ تو رسول مقبول ﷺ نے مراقبہ میں ارشاد فرمایا: حافظ صاحب گھبرائیے نہیں انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو پھر بلائیں گے اس سے طبیعت کو سکون ملا۔ 1911ء میں آپ دوبارہ حج مبارک کے لیے تشریف لے گئے راستے میں سخت طوفان آ گیا جہاز کے بعض حصوں میں آگ بھڑک اٹھی آپ نے سب لوگوں سے فرمایا یہ یادِ خدا کا وقت ہے آپ نے نماز پڑھ کر مراقبہ فرمایا تو غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور فرمایا کہ نبی کریم ﷺ آپ کو سلام فرماتے ہیں اور آپ کو آنے کی مبارکباد دیتے ہیں ۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں سے فرمایا اے لوگو! مبارک ہو آگ بجھ گئی ہے۔ اس وقت شعلے بدستور جاری تھے۔ لوگ کہنے لگے حضور آگ تو اسی طرح ہے فرمایا نہیں بجھ گئی ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا تھا کا ایک زوردار دھماکہ ہوا جس سے آگ کے شعلے آسمان کی طرف اڑ گئے۔ اور جہاز منزل مقصود پر پہنچ گیا۔ آپ کی یہ کرامت دیکھ کر بہت سے لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہو گئے۔ مدینہ منورہ پہنچ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ حالت ہو گئی کہ ایک لمحہ بھی روضۂ رسول ﷺ کی جدائی گوارا نہ تھی۔ روزانہ یہی دعا مانگتے کہ الٰہی میری

موت یہیں واقع ہوتا کہ روز قیامت رسول مقبول ﷺ کے ساتھ اٹھوں ایک دن عشاء کی نماز کے بعد ایک نورانی شکل والے بزرگ تشریف لائے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی قبر کی جگہ بھی دکھادی گئی جب آپ رحمۃ اللہ علیہ واپس راولپنڈی تشریف لائے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے لیے وہ جگہ وقف کی جہاں رحلت کے بعد آپ کا مزار اقدس بنا۔ (عید گاہ راولپنڈی)

☆۔ہم عصر اولیاء کی نظر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبہ ومقام:

۱۔حضرت مولانا شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ شرقپوری نقشبندی مجددی خاندان کے چشم و چراغ اور بڑی برگزیدہ ہستی تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت حافظ عبدالکریم صاحب کا وجود مبارک اس زمانے میں خدا کی نعمتوں میں سے ایک اعلیٰ نعمت ہے۔آپ کے جو مرید راولپنڈی میں تھے آپ انہیں حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہونے کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔

۲۔حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (گولڑہ شریف) جب بھی راولپنڈی تشریف لاتے تو بڑے خلوص اور حسن عقیدت سے قبلہ حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کے لیے آیا کرتے تھے اور اپنے دوستوں کو بھی حاضر ہونے کی تاکید فرماتے تھے۔

۳۔ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت سائیں توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ نقشبندی مجددی کی ملاقات کا ارادہ فرمایا سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تمام دوستوں سے فرمایا کہ چورہ شریف کے ایک کامل ولی کا ایک کامل و مکمل خلیفہ آرہا ہے جب وہ تشریف لائے تو سب ان کی تعظیم کو کھڑے ہو جائیں۔جب حافظ عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ وہاں

پہنچے تو قبلہ سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پنجابی زبان میں فرمایا: بلے بلے کیا نور دا دریا ٹھاٹھاں پیا ماردا اے (یعنی نور کا دریا موجیں مار رہا ہے) کسی نے کیا سچ کہا ہے۔

ولی را ولی مے شناسد

☆۔ اخلاق حسنہ:

شریعت کی پابندی گوشہ نشینی اور اخلاق حسنہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات متصف تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سرتاپا اخلاق نبوی ﷺ میں رنگے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نرم دل، کریم، سخی اور بڑے بامروت تھے۔ ہزاروں کی تعداد میں مخلوق خدا نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فیض ظاہری و باطنی حاصل کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھنے سے رسول مقبول ﷺ کی یاد تازہ ہو جاتی تھی اور خدا یاد آجاتا تھا۔ طبیعت میں حلم وبردباری اعلیٰ درجہ کی تھی ہر ایک سے خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے۔ ہر دوست یہ سمجھتا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے زیادہ محبت رکھتے ہیں۔

ہر ایک نے تجھے اپنی نظر سے پہچانا
جدا جدا ہے تیرا انداز دلربائی کا

☆۔ کرامات بابرکات:

آپ سے بہت سی کرامات کا ظہور ہوا لیکن آپ کی سب سے بڑی کرامت یہ تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہزاروں افراد کو ذکر وفکر کی لذت سے آشنا کر دیا۔ بے شمار لوگوں کو آپ نے پنجگانہ نماز کا عادی بنا دیا اور آپ کے فیض صحبت سے نہ صرف نمازی بنے بلکہ تہجد گزار بن گئے۔ شیعہ، مرزائیہ، اور وہابیہ کا بڑے احسن طریقہ سے رد فرمایا کرتے تھے اور

متعدد افراد نے عقائد باطلہ سے تائب ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں شمولیت اختیار کی۔

ہم قارئین محترم! کی ذہنی تسکین اور برکت کے لیے قبلہ عالم جناب حافظ عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کرامت کا ذکر کرتے ہیں۔

طالب حسین صاحب ساکن بھیر ترا ضلع راولپنڈی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے والد سکندر خان نے آپ کی دعوت کا انتظام کیا اور چاولوں کی ایک دیگ پکائی۔ آپ کی تشریف آوری کی خبر سن کر گردونواح کے سینکڑوں دوست جمع ہو گئے۔ تقریباً چھ سات سو افراد جمع ہو گئے تھے۔ میرے والد صاحب گھبرا گئے کہ کھانا کم ہے لیکن حضرت صاحب (حافظ عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا: آپ بالکل نہ گھبرائیں انشاء اللہ یہی کھانا سب کے لیے کافی ہے۔ پھر آپ نے مولوی فیروز دین کو فرمایا کہ دیگ کا منہ بند کر دیں اور صرف اتنا منہ کھلا رکھیں جس سے کھانا نکالا جا سکے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان پر حسب الارشاد عمل کیا گیا جب سب کھانا کھا چکے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب دیگ کے منہ سے ڈھکنا اٹھا دو دیکھا تو دیگ خالی تھی۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں کارکشا و کارساز

☆۔ تصنیفات و تالیفات:

آپ اپنے زمانہ کے فاضل اجل تھے۔ گونا گوں مصروفیات کی وجہ سے تصنیف و تالیف پر اپنی توجہ مرکوز نہ کر سکے۔ تاہم ہدایت الانسان الی سبیل العرفان، تصوف و اخلاق پر آپ کی نہایت اہم اور مشہور تصنیف ہے۔

بعض تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ دعائے حزب البحر از حضرت امام ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کو از سرِ نو مرتب فرما کر شائع کیا۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرید و خلیفہ قاضی عالم الدین سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ سے مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا اردو ترجمہ کروا کر شائع کیا۔ (مکتوبات شریف کا غالباً یہ سب سے پہلا اردو ترجمہ ہے)۔ جو آپ کی علم و ادب اور تصوف کے میدان میں بہت بڑی خدمت ہے۔

میری زندگی کا مقصد تیرے دیں کی سرفرازی
میں اسی لیے مسلماں، میں اسی لیے نمازی

☆۔ وصالِ پُرملال:

آپ کی وفات حسرت آیات ۲۸ صفر ۱۳۵۵ ہجری بمطابق 20 مئی 1936ء بروز بدھ وارہوئی۔ آپ کی عمر مبارک اس وقت ۹۱ برس تھی۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

آپ کا مزار اقدس عیدگاہ شریف راولپنڈی میں مرجع خاص و عام ہے۔

☆۔ مادہ تاریخ وفات:

"تاریخ وصال زاہد"	"قطب اعظم کعبہ کونین"	"بے مثال مبارک طلعت"
۱۳۵۵ھ	۱۳۵۵ھ	۱۳۵۵ھ

☆ خلفاء:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ستائیس سے زیادہ حضرات کو خرقۂ خلافت سے نوازا۔ چند مشہور خلفاء کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

۱۔ حضرت صاحبزادہ مولانا عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ عیدگاہ شریف راولپنڈی (م۔ 1961ء)

۲۔ حضرت الحاج خواجہ صوفی نواب الدین رحمۃ اللہ علیہ موہری شریف ضلع گجرات (م۔ 1965ء)

۳۔ حضرت مولانا قاضی عالم الدین رحمۃ اللہ علیہ سیالکوٹی (مدفون بہ قبرستان گوجرانوالہ)

۴۔ حضرت علامہ مولانا محمد شریف کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ (م۔ 1951ء)

۵۔ حضرت پیر سید راجن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کانو والہ شریف سیالکوٹ

☆ ارشادات قدسیہ:

۱۔ طریقہ عالیہ نقشبندیہ دوسرے طریقوں پر اس لیے فضیلت رکھتا ہے کہ اس میں سنت کا اتباع ہے اور بدعت سے اجتناب ہے اور اس کی بناء شیخ کی محبت اور صحبت پر ہے۔

۲۔ دعا مانگنا اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ایک قوی رابطہ ہے اس سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔

۳۔ امراض قلبی میں سے دو امراض اس قسم کے ہیں جو تمام امراض کی جڑ ہیں اگر ان کا علاج ہو جائے تو باقی تمام امراض دور ہو جاتے ہیں ایک خود بینی اور دوسرا بد بینی۔

(۳۶)

حضرت پیر سیّد
راجن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۳۶۔ قطب العالم مجدد، آفتاب شہنشاہ ولایت، زبدۃ العارفین، سید السالکین، عارف شریعت، راز دار حقیقت قبلہ عالم حضرت پیر سیّد راجن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

☆۔ تعارف:

زبدۃ العارفین، سید السالکین، پیر طریقت عارف شریعت راز دار اسرار حقیقت منبع رشد و ہدایت قبلہ عالم حضرت پیر سیّد راجن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے مشہور صوفی اور صاحب حال بزرگ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ شہر سیالکوٹ کے قریب واقع کمانوالہ میں رہائش پذیر تھے اور سادات کے عالی شان گھرانے سے تعلق تھا۔

مشرب کے لحاظ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے طریق حنفیہ پر تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ اہل سنت والجماعت کے عقیدہ پر تھے اور تصوف میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ اور بیعت شیخ کامل عالم عارف شریعت طریقت حضرت خواجہ حافظ عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ اور حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت حضرت خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب جناب سرکار دو عالم فخر موجودات حضرت محمد مصطفی ﷺ سے جا ملتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ دونوں نسبتوں سے رسول خدا ﷺ سے جا ملتے ہیں۔

☆۔ بیعت:

شروع شروع میں آپ رحمۃ اللہ علیہ محکمہ فوجی ہسپتال میں ملازم تھے دل میں طلب حق کا ولولہ پہلے سے موجود تھا مولوی نیاز اللہ صاحب سے قبلہ عالم حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے اوصاف حمیدہ اور کمالات سنتے اور بڑے ذوق شوق سے حاضر خدمت ہوئے اور حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اظہار خیال کیا جسے حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے منظور فرما کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بیعت کر لیا اور نصیحت فرمائی کہ اگر طلب حقیقی رکھتے ہو تو مطلوب ضرور ملے گا۔ مگر ثابت قدم رہنا گرمی سردی سہنی پڑے گی۔ چونکہ طالب صادق تھے جلد شرف قبولیت سے مشرف ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوری عمر اپنے شیخ کی خدمت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا اور اپنے دل میں شیخ کی محبت کا پودا لگا کر اسے پروان چڑھایا۔ ایک دفعہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ تو شیخ کامل نے خوش ہو کر فرمایا کہ راجن علی شاہ مانگو کیا چاہتے ہو؟ عرض کیا حضور ﷺ کے در کی غلامی پھر قبلہ حافظ جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مانگو کیا چاہتے ہو عرض کیا حضور ﷺ کے در کی غلامی، پھر تیسری مرتبہ فرمایا مانگو کیا چاہتے ہو عرض کیا حضور ﷺ کے در کی غلامی۔ قبلہ عالم حافظ جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خوش ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سینے سے لگا لیا اور فرمایا کہ تم نے دونوں جہان کی دولت لوٹ لی۔ اور ساتھ ہی خلافت و اجازت سے نوازا۔ اور کہا کہ جاؤ اب اللہ اللہ کرو اور لوگوں سے بھی اللہ اللہ کراؤ۔

☆۔ شریعت کی پابندی:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی شریعت مصطفیٰ ﷺ کی تبع تھی۔ قدم قدم پر شریعت مصطفیٰ ﷺ کا لحاظ رکھتے اور اپنے مریدین کو بھی اس کی تلقین کرتے۔ جہاں کہیں شریعت کی خلاف ورزی دیکھتے تو وہاں اس کا انسداد کرتے میرے ایک دوست ملک فقیر سائیں ساکن شادیوال نے حضرت صاحب کی زندگی کا ایک واقعہ مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت سید راجن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہمارے گاؤں تشریف

لائے رمضان شریف کا مہینہ تھا کسی شخص نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ حضور فلاں آدمی کے گھر میں ایک پیر صاحب تشریف لائے ہیں جو روزہ نہیں رکھتے اور دن کے اوقات میں حقہ پیتے رہتے ہیں اور بھنگ کا بھی دور چلاتے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ بات سن کر فوراً جلال میں آ گئے اور مولوی محمد یوسف صاحب سے کہنے لگے کہ چلو چل کر دیکھیں کہ واقعی یہی بات ہو رہی ہے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ وہاں آئے تو دیکھا کہ پیر صاحب تو چارپائی پر بیٹھے حقہ کے کش لگا رہے ہیں اور ان کے مرید پاس بیٹھے پیر صاحب کو دبا رہے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ منظر دیکھا تو فوراً جلال میں آ کر اپنا عصا مبارک اٹھایا ابھی اس پیر کے سر پر مارنے ہی والے تھے کہ دوستوں نے پکڑ لیا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم اپنے آپ کو سید اور درویش ظاہر کرتے ہو اور آپ کا یہ حال ہے کہ اپنے جد اعلیٰ کے احکام کو پامال کر رہے ہو۔ جاؤ آپ کی یہی سزا ہے کہ فوراً اس گاؤں سے نکل جاؤ اور پھر کبھی اس گاؤں میں آنے کی کوشش نہ کرنا۔ ورنہ آپ کا حشر برا ہوگا۔ اور پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے گاؤں والوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ سنو۔ "جو آدمی شریعت مصطفیٰ ﷺ کی خلاف ورزی کرتا ہے وہ ہرگز سید اور درویش نہیں ہو سکتا بلکہ سید تو وہ ہے جس کی زندگی حضور نبی کریم ﷺ کے بتائے ہوئے قانون کے مطابق ہو اور جو قدم قدم پر شریعت مصطفیٰ ﷺ کی پیروی کرے۔

☆۔ کشف وکرامات:

حضرت سید راجن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کشف و کرامات سے بھری پڑی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے بلند پایہ بزرگ تھے مسلمان تو در کنار غیر مسلم بھی آپ کی بزرگی کے قائل تھے۔ مولوی محمد الدین چنگا سمبڑیال کا بیان ہے کہ تقسیم ہند پاک

سے پہلے نیلہ نامی گاؤں جو کہ ضلع سرگودھا میں واقع ہے وہاں میں ہرنامہ سنگھ کے ہاں بمشاہدہ ۴۰ روپے ماہوار اس کے باغ کا مالی تھا۔ ہرنامہ سنگھ اس علاقے کا چوہدری تھا اور بڑے بڑے لوگ اس کے رعب وداب سے خائف تھے۔ ہرنامہ سنگھ نے اپنے چچا امیر سنگھ کو کسی دیرینہ دشمنی کی بنا پر قتل کر دیا۔ مقتول کے وارثوں نے ہرنامہ سنگھ کے خلاف عدالت میں قتل کا کیس رجسٹر کروادیا۔ ایک دن جب میں باغ کی رکھوالی کر رہا تھا۔ ہرنامہ سنگھ آیا اور مجھے ساتھ لے کر باغ سے باہر ایک چوک میں لے گیا وہاں ایک تانگہ کھڑا تھا۔ مجھے تانگہ میں بٹھا کر سیدھا بھلوال آ گیا میں ڈر رہا تھا کہ پتہ نہیں کون سی غلطی سرزد ہو گئی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ بغیر وجہ بتائے وہ مجھے یہاں لے آیا۔ بھلوال پہنچ کر اس نے ایک ہوٹل والے کو کہا کہ مجھے کھانا کھلائے ہوٹل والے نے مجھے روٹی دی میں خوب سیر ہو کر روٹی کھائی۔ کھانا کھانے سے فارغ ہونے کے بعد میں عرض کیا کہ سردار جی آخر کیا معاملہ ہے آپ مجھے یہاں لے آئے کہنے لگا اصل بات یہ ہے کہ امیر سنگھ کو واقعی میں نے قتل کیا ہے۔ اور آپ کو میں اس لیے ساتھ لایا ہوں کہ آپ مجھ سے کرایہ لے کر سیدھے کھانو شریف اپنے پیر ومرشد کے پاس جاؤ اور جا کر میرے لیے دعا کرواؤ۔ کہ میں اس مقدمے سے بری ہو جاؤں یہ کہتے کہتے ہرنامہ سنگھ رو پڑا اور کہنے لگا محمد الدین میں جانتا ہوں کہ سید راجن علی شاہ صاحب تمہاری بات نہیں ٹالتے وہ آپ کی سنتے اور مانتے ہیں اور میرا ایمان ہے کہ راجن علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدا مانتا ہے اور میرا پختہ ایمان ہے کہ سید راجن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ جو زبان سے کہہ دیں وہ خدا پوری کر دیتا ہے۔

اس لیے آپ اپنے پیر کے ہاں حاضر ہو کر میرے لیے دعا کراؤ۔ اور مجھے واپسی بذریعہ

تحریری کل جواب لادو۔ مولوی محمد الدین چنگا بیان کرتا ہے کہ میں سید جاد دربار شریف حاضر ہوا۔ حضرت سید راجن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو سلام عرض کرنے کے بعد واقعہ بیان کیا حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ اچھا نفل تہجد کے بعد دعا کریں گے۔ جب نفل تہجد کے لیے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ اٹھے اور میں بھی ساتھ تھا میں نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وضو کروایا۔ اور نفل پڑھنے کے لیے مسجد میں آئے نفل شروع کرنے سے پیشتر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے محمد الدین دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہرنام سنگھ کو بری کر دے۔ میں نے عرض کیا آقا دعا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کرنی ہے حضور قبلہ عالم نے فرمایا اچھا محمد الدین دعا کرتے ہیں۔ نفل تہجد سے فارغ ہونے کے بعد حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کچھ دیر آرام فرمانے لگے پھر صبح کی نماز پڑھنے کے بعد حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے محمد الدین دعا کی ہے جو اللہ رب العزت نے منظور فرمائی ہے انشاء اللہ بری ہو جائے گا لیکن یاد رکھو اس قسم کی سفارشیں لے کر نہ آیا کرو کبھی کبھی اس قسم کی دعائیں نامنظور بھی ہو جاتی ہیں۔ میں نے عرض کیا حضور میں واپس چلا جاتا ہوں اور کہہ دوں گا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہیں ملے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اب واپس جا کر کہنے کا کیا فائدہ جب کہ دعا تو منظور بھی ہو چکی ہے۔ میں نے عرض کیا حضور پھر تحریر کر دیں۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کاغذ لے کر اس پر لکھ دیا کہ ہرنام سنگھ کے لیے دعا کی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے منظور فرمائی ہے یہ رقعہ لے کر میں واپس ہرنام سنگھ کے پاس آیا اور آکر وہ رقعہ اسے دے دیا۔ ہرنام سنگھ خوش ہو گیا اگلے دن جب وہ اپنی تاریخ پہ عدالت میں حاضر ہوا تو جج نے فیصلہ سناتے ہوئے ہرنام سنگھ کو بری کر دیا۔

☆ ۔مولوی محمد دین چنگا کو نبی کریم ﷺ کی خواب میں زیارت:

مولوی محمد الدین چنگا ساکن سمبڑیال تحصیل سمبڑیال ضلع سیالکوٹ جن کا شمار آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء خاص میں ہوتا ہے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ دورہ پر سمبڑیال تشریف لائے صبح کی نماز آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سید نادر شاہ کی مسجد ادا کی۔ اشراق پڑھنے سے فارغ ہونے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ مسجد کے صحن میں بیٹھ گئے۔ میں آپ کا ناشتہ لے کر حاضر ہوا ناشتہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آگے رکھا آپ رحمۃ اللہ علیہ ناشتہ کرنے لگے تو میں نے عرض کیا حضور جو لوگ حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں وہ کتنے خوش نصیب ہوتے ہیں یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا سر مبارک اوپر اٹھایا اور فرمانے لگے۔ محمد الدین آپ نے بھی حضور ﷺ کی زیارت کرنی ہے عرض کیا آقا میرے اتنے بلند نصیب کہاں۔ فرمانے لگے یہ نہ کہو انشاء اللہ آپ کو بھی حضور ﷺ کی زیارت ہو جائے گی۔

محمد الدین بیان کرتا ہے کہ کچھ دنوں کے بعد رات کو خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ جلدی جلدی سے میرے مکان کے آگے سے گزر رہے ہیں میں نے جلدی جلدی گزرنے کی ان لوگوں سے وجہ پوچھی وہ کہنے لگے محمد الدین نادر شاہ کی مسجد میں نبی کریم ﷺ تشریف لائے ہوئے ہیں ہم سب ان کی زیارت کے لیے جا رہے ہیں میں یہ سن کر بہت خوش ہوا اور دوڑتا ہوا نادر شاہ کی مسجد پہنچا وہاں دیکھا تو مخلوق کا کافی ہجوم تھا جب میں مسجد کے اندر گیا تو حضور نبی کریم ﷺ مسجد کے اندر جلوہ فرما تھے آپ ﷺ کے دائیں طرف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور بائیں طرف حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے میں نے جھک کر ادب سے حضور نبی کریم ﷺ کو سلام کیا پھر حضور

نبی کریم ﷺ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے درمیان دو چیزیں پڑی ہوئی تھیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہلکی چیز اٹھا کر مجھے دینی چاہی تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اچھی چیز دو اور پھر مجھے قریب آنے کا اشارہ کیا میں حضور ﷺ کے قریب پہنچا تو آپ ﷺ نے مجھے لٹا کر میرے منہ میں اپنا لعاب دہن مبارک ڈالا۔

اتنا واقعہ دیکھنے کے بعد میری آنکھ کھل گئی میں قربان جاؤں سید راجن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ پر جو مجھے حضور ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ تک لے گئے۔

☆۔بزبانی پیر سیّد چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ:

پیر سیّد چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے جب آپ دورہ پر تشریف لے جاتے تو سید چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہوتے ۔ایک دفعہ سید چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کی کرامات کا ذکر کر رہے تھے تو فرمانے لگے ایک دفعہ میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھا اور دورہ تحصیل بھلوال کے ایک گاؤں ھلیلہ میں گئے جب ہم متذکرہ گاؤں پہنچے تو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے گاؤں کی مسجد میں قیام کیا ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد جب تمام دوست آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھ گئے تو دوستوں میں ایک شخص شاہ محمد حجام نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کے مرید کی شکایت کی کہ جناب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فلاں مرید اچھے کام نہیں کرتے۔ یہ سن کر حضرت صاحب نے فرمایا کہ تمہیں کیا وہ خاموش ہو گیا۔پھر عصر کی نماز کے بعد اس نے حضرت صاحب کے سامنے وہی پہلا تذکرہ شروع کر دیا۔آپ نے فرمایا خاموش رہو کسی کی پیٹھ پیچھے بد خوئی نہیں کرنی چاہیے وہ پھر خاموش ہو گیا۔اور پھر مغرب کی نماز کے بعد اس نے وہی بات شروع کر دی آپ نے پھر وہی فرمایا کہ تجھے کیا۔حتیٰ کہ جب

حضرت صاحب عشاء کی نماز سے فارغ ہوئے تو اس نے پھر وہی بیان دہرایا یہ سن کر حضرت صاحب جلال میں آ کر فرمانے لگے کہ تو نے اس شخص کو یہ کام کرتے دیکھا ہے۔ کہنے لگا جی ہاں فرمایا آئندہ تو نہیں دیکھے گا۔ یہ کہہ کر حضرت صاحب نے مجھے حکم دیا سامان وغیرہ باندھ لو اور یہاں سے کوچ کرو اور صبح کی نماز ملکوال اسٹیشن پر پڑھنی ہے اب یہاں نہیں ٹھہرنا دوستوں نے بہت منت سماجت کی لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نہ مانی۔ چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے تیاری مکمل کر لی اور آدھی رات کے وقت میں حضرت صاحب کے ہمراہ ملکوال ریلوے اسٹیشن پر پہنچا فجر کی نماز پڑھنے کے بعد میں حضرت صاحب کے ساتھ ریل میں سوار ہو کر سیالکوٹ پہنچا پھر وہاں سے حضرت صاحب سے ساتھ دربار شریف آیا۔

حضرت صاحب کو دربار شریف چھوڑنے کے بعد اجازت لے کر سیدھا اپنے گاؤں خلیل پور گجرات آ گیا۔ گھر آ کر دیکھتا ہوں کہ وہ آدمی جس نے حضرت صاحب سے شکایت کی تھی ہمارے گھر میں موجود تھا میں نے اس سے پوچھا کیوں بھئی کیا بات ہے۔ تم ہمارے پہنچنے سے پہلے یہاں کیسے پہنچ گئے کیا کوئی تکلیف تو نہیں۔

وہ یہ بات سن کر رو پڑا اور کہنے لگا شاہ جی آنکھوں سے نابینا ہو گیا ہوں نظر کچھ نہیں آتا۔ میں نے کہا کہ تمہیں روکا نہیں گیا تھا کہ شکایت نہ کرو لیکن تم باز نہیں آئے اور ایک ہی رٹ لگاتے رہے۔ تو پھر حضرت صاحب نے تجھے یہ پوچھا کہ دیکھا ہے تو تم نے کہا ہاں حضور دیکھا ہے تو حضرت صاحب نے فرمایا تھا کہ اب نہیں دیکھے گا تو اب مزے کرو۔ آپ نے نہ تو حضرت صاحب کے کہنے پر عمل کیا۔ اور نہ میری بات مانی اس لیے میں اب کیا کر سکتا ہوں یہ سن کر وہ آدمی اور زور سے رونے لگا اور کہنے لگا کہ حضرت صاحب کے پاس

لے چلو اور مجھے معافی لے دو۔ میں نے کہا بھئی اس معاملے میں حضرت صاحب کے سامنے جاتے ہوئے ڈرتا ہوں اس نے میری ایک نہ مانی اور اسی بات پر ڈٹا رہا اور یہی کہتا رہا کہ حضرت صاحب کے پاس لے چلو آخر کار میں اس کو ساتھ لے جانے پر مجبور ہو گیا اور میں اس کو لے کر سید صاد ربار شریف کانوالہ شریف پہنچا گھر سے پتہ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ حضرت صاحب مسجد میں تشریف فرما ہیں ہم دونوں مسجد میں گئے تو دیکھا کہ حضرت صاحب مسجد میں تشریف فرما ہیں۔

ہم دونوں مسجد میں گئے ہمیں آتا دیکھ کر آپ مسکرائے اور پوچھنے لگے کہ کہو کیسے تکلیف کی میں حضرت صاحب سے تمام واقعہ عرض کیا اور کہا کہ جناب یہ اندھا ہو گیا ہے۔ بظاہر آنکھیں ٹھیک ہیں لیکن آنکھوں کا نور ختم ہو گیا ہے۔ آپ ازراہ کرم اس کی گستاخی کو معاف کر دیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اس کی بینائی کو واپس کر دے یہ سن کر حضرت صاحب نے اس کے حق میں دعا فرمائی کہ یا اللہ بیماروں کو شفا عطا فرما۔ عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد اس کو لے کر ایک دوست کے گھر پہنچا آدھی رات کے وقت وہ شخص اٹھا اور کہنے لگا پیر چراغ شاہ صاحب نماز تہجد کا وقت ہو گیا۔ اٹھو اور نماز تہجد پڑھ لو میں نے اس سے پوچھا تمہیں تو نظر کچھ نہیں آتا۔ تجھے کس طرح معلوم ہے کہ نماز تہجد کا وقت ہو گیا ہے۔ کہنے لگا میری نظر ٹھیک ہو گئی ہے اور آنکھیں پہلے سے کہیں زیادہ روشن ہو گئی ہیں یہ سن کر میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر حضرت صاحب کو آنکھوں کی بینائی واپس آجانے کی اطلاع دی اور اجازت لے کر ہم واپس آ گئے۔

سید چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میرے ہاں اولاد نہیں ہوتی تھی ایک دفعہ میری بیوی نے مجھ سے اصرار کیا کہ اپنے شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر اولاد کی

دعا کراؤ۔ میں بیوی کی اس بات پر متفق ہوگیا اور دربار شریف چلا گیا صبح کا وقت تھا۔ حضرت سید راجن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں مراقبہ کیے ہوئے بیٹھے تھے۔ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے مؤدب دوزانوں بیٹھ گیا۔ کچھ دیر کے بعد حضرت صاحب نے مراقبہ سے سر اٹھایا اور میری طرف دیکھا میں نے آگے بڑھ کر حضور کی قدم بوسی کی آپ سرکار نے خیریت دریافت کرنے کے بعد پوچھا۔ شاہ صاحب کیسے تشریف لائے ہو عرض کیا حضور ایک خواہش لے کر آیا ہوں حکم ہو تو عرض کروں حضور قبلہ عالم نے ارشاد فرمایا کہ دل کی بات کہو عرض کیا حضور اولاد نہیں دعا کریں کہ اللہ مجھے نیک اولاد دے۔ یہ سن کر قبلہ عالم نے اپنا سر مبارک نیچے جھکا لیا کچھ دیر کے بعد سر مبارک اٹھا کر بولے شاہ صاحب آپ کے ہاں اولاد نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا حضور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ایک فرزند ہی عطا کردے آپ نے پھر مراقبہ کیا اور کچھ عرصہ کے بعد فرمایا کہ میں دیکھ چکا ہوں کہ آپ کے مقدر میں اولاد ہے ہی نہیں۔

میں نے رو کر عرض کیا کہ حضور اگر مقدر میں اولاد ہوتی تو یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی میں تو یہاں آیا ہی اس لیے ہوں کہ یہ ولی کا دربار ہے اور جو یہاں آتا ہے اس کو خالی واپس نہیں کیا جاتا۔ یہ سن کر آپ نے پھر مراقبہ کیا اور فرمایا کہ جاؤ آپ کے گھر اولاد نہیں ہوگی۔ البتہ اللہ تعالیٰ آپ کو کسی اور برادری کا لڑکا عطا کرے گا۔ جس کا تعلق آرائیں برادری سے ہوگا اس کا نام غلام حسین رکھنا آپ کے بعد آپ کا جانشین ہوگا چراغ علی شاہ فرماتے تھے کہ میں خاموش ہوگیا اور گھر واپس آگیا۔ کچھ دنوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک بچہ دیا جو آرائیں برادری سے متعلق تھا ہم نے اس کا نام غلام حسین رکھا۔ یہی بچہ آج چراغ علی شاہ کی وفات کے بعد آپ کا جانشین ہے۔

☆۔ ارشادات قدسیہ:

۱۔ سب سے بڑی کرامت سنت مصطفیٰ ﷺ کی پیروی ہے۔

۲۔ استقامت حاصل کرو تمہارا ہر کام کرامت بن جائے گا۔

۳۔ دنیا کے مال سے کبھی کو کبھی حقیقی راحت نہیں مل سکتی۔

۴۔ عابد کو کھانا کھلانا عبادت میں مدد کرنا ہے۔ اور فاسق کو کھانا کھلانا فسق کی مدد کرنا ہے۔

۵۔ دولت مند ہر پیغمبر کو جھٹلاتے رہے اور مسکین غریب ہی ان کی تصدیق کرتے رہے ہیں۔

۶۔ کرامت کا مفہوم یہ ہے کہ ولی درخت سے بات کرے تو درخت اس کو جواب دے۔

۷۔ جوانی کے دھوکے میں نہ آؤ کیونکہ بوڑھا ہونے سے قبل کئی جوان گزر چکے ہیں۔

۸۔ عبادت ایسی کرو کہ تمہاری روح کو مزا آ جائے۔ جو عبادت دنیا میں مزا نہ دے گی وہ عاقبت میں کیا مزا دے گی۔

۹۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اپنی جان پر جبر کیے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔

۱۰۔ اسلام غریبوں میں ظاہر ہوا اور عنقریب غریبوں میں ہی رہ جائے گا۔

☆۔ خلفاء:

۱۔ سید عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (جو کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند تھے)

۲۔ سید چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

(۳۷)

حضرت پیر سیّد
عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۳۷۔زبدۃ العارفین، امام الاتقیاء، عارف شریعت، رہبر طریقت شہنشاہ اولیاء حضرت پیر سیّد عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

☆۔تعارف:

زبدۃ الاصفیاء، امام الاتقیاء، عارف شریعت رہبر طریقت شہنشاہ اولیاء شیخ رشد وہدایت سیدی ومرشدی جناب سید عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کمانوالہ متصل سیالکوٹ کے رہنے والے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کا اسم گرامی سید راجن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کمانوالہ متصل سیالکوٹ کے رہنے والے تھے اور آپ کے دادا کا نام جناب سید نیاز علی شاہ صاحب تھا۔طریقت کی ابتدائی منازل آپ نے اپنے والد کے زیر سایہ طے کیں اور خلافت واجازت بھی اپنے والد صاحب ہی سے عطا ہوئی آپ کی زندگی کے ہر قدم پر شریعت مصطفوی ﷺ کو اپناتے اور دوسروں کو اپنانے کی تلقین کرتے۔

☆۔لباس مبارک:

آپ کا لباس نہایت سادہ مگر صاف ستھرا پاؤں مبارک میں وہی پرانی طرز کا موچی کا بنا ہوا دیسی جوتا پہنتے آپ کے لباس میں شلوار اور قمیض کو خاص اہمیت تھی۔سر مبارک پر مونگیا رنگ کا عمامہ پہنتے اور عمامہ کے نیچے تنکوں کی بنی ہوئی سادہ ٹوپہ پہنتے تھے آپ اکثر روزہ سے ہوتے کبھی کبھی تو چھ چھ ماہ کے روزے بدستور رکھتے چلے جاتے۔

☆۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ مبارک نہایت خوبصورت تھا رنگ سفید اور سرخ، ریش مبارک بمطابق سنت لیکن ریش مبارک تمام سفید تھی اور چہرہ پر خوبصورت لگ رہی تھی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا قد درمیانہ اور جسم بھرا ہوا تھا آپ کے دانت مبارک موتیوں کی طرح

چمکتے دکھائی دیتے۔ میں نے پوری عمر آپ کے چہرہ انور پر ناراضگی اور غصہ کے آثار نہیں دیکھے بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ انور ہر وقت ہشاش بشاش رہتا تھا یوں معلوم ہوتا تھا جیسے آپ مسکرا رہے ہیں۔ آپ حلیم طبع منکسر المزاج بردبار اور اخلاق حسنہ سے متصف تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سادہ غذا کھاتے سادگی کا یہ عالم تھا کہ آپ کسی بھی مرید کے ہاں تشریف لے جاتے تو اسے آپ کے کھانے کا بندوبست کرنے میں کوئی تکلیف محسوس نہ ہوتی تھی۔

☆۔ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ دسمبر 1971ء کی جنگ کے اختتام پر سرکار دورہ پر تشریف لائے میں سکول میں بچوں کو پڑھانے میں مصروف تھا اچانک حضرت صاحب کی آمد ہوئی میں ادب کے ساتھ کھڑا ہوا قدم بوسی کی اور سرکار کے بیٹھنے کا بندوبست کرنے ہی والا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بیٹا یہاں نہیں ٹھہرنا لشکری چک چلنا ہے میں نے حکم کی تعمیل کی اور حضرت صاحب کے ساتھ چل پڑا جب ہم ساکن لشکری چک پہنچے تو چونکہ گاؤں بارڈر لائن کے بالکل قریب تھا اور جنگ کی وجہ سے انہوں نے اپنا گھریلو سامان کہیں دور رشتہ داروں کے گھر رکھا ہوا تھا بارش بھی شروع ہوگئی اور وقت کی تنگی کی وجہ سے خوراک کا مناسب بندوبست نہ ہوسکا اور کھانا اچھے طریقے سے نہ پک سکا میں اپنے دل میں خیال کررہا تھا کہ شاید حضرت صاحب یہ کھانا پسند نہ کریں جب کھانا سامنے آیا تو نہایت ہی سادہ قسم کا تھا۔

سرکار نے کھانا شروع کیا میں نے نظر بچا کر سرکار کی طرف دیکھا تو سرکار بڑے مزے سے اور خوشی سے وہ کھانا تناول فرمارہے تھے اور یہ محسوس ہورہا تھا کہ سرکار کو یہ کھانا بہت پسند ہے کھانے میں سرکار کی سادگی کا یہ عالم تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کھانے میں نقص نہیں

نکالتے تھے اگر نمک مرچ یا کھانڈ وغیرہ کم ہو تب بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نہیں مانگتے تھے بلکہ جو دستر خوان پر پڑا ہوتا اسی پر قناعت کرتے۔

☆۔آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ پیدل سفر کرتے ایک دفعہ گرمیوں کے موسم میں دوپہر کے وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ اکیلے ہمارے گاؤں جا رہے تھے میں بھی سائیکل پر سوار ہو کر گھر آ رہا تھا راستہ میں حضرت صاحب کو دیکھ کر میں سائیکل سے اترا اور حضرت صاحب کو دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ایک وہ گرمی اف توبہ! اور دوسرا پیدل میں نے عرض کیا حضور سائیکل پر سوار ہو چلیں آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے نہیں پیدل ہی چلیں گے کیونکہ یہ مسنون طریقہ ہے اور مجھے پیدل چلنے میں مزا آتا ہے۔

☆۔طریقہ عبادت:

شیخ کامل جناب سید عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ پنجگانہ نماز پابندی کے ساتھ با جماعت مسجد میں ادا فرماتے تھے۔اگر سفر پر ہوتے تو بھی مسجد ہی میں جا کر نماز با جماعت ادا کرتے۔ جب کبھی موسم خراب ہوتا یا راستہ دشوار ہوتا تو پھر گھر پر ہی نماز پڑھ لیتے لیکن اس میں بھی جماعت کا اہتمام ہوتا تھا۔فرض نماز کے علاوہ نوافل کثرت سے پڑھتے تھے نوافل میں نماز تہجد کے نوافل کو خاص اہمیت دیتے تھے۔آدھی رات کے بعد بستر چھوڑ دیتے اور مسجد میں جا کر یا گھر میں نماز تہجد ادا فرماتے تھے نفل پڑھنے کے بعد قصیدہ غوثیہ پڑھتے اور پھر ذکر و اذکار میں مصروف ہو جاتے اور فجر تک ذکر میں مشغول رہتے پھر فجر کی سنتیں پڑھنے کے بعد با آواز بلند سب دوستوں کے ساتھ مل کر صلوۃ و سلام پڑھتے اور پھر دعا مانگتے دعا کے بعد صف پر قبلہ رخ ہو کر بیٹھ جاتے اور دعا ''حزب البحر'' کے عمل میں مصروف ہو جاتے اور کسی سے گفتگو نہ کرتے تھے۔حتیٰ کہ نفل اشراق ادا کرنے کے بعد مسجد سے باہر

تشریف لاتے اور ناشتہ فرما کر مریدین سے ملنے کا سلسلہ شروع فرما دیتے حتیٰ کہ نماز ظہر کا وقت ہو جاتا نماز ظہر ادا کرنے کے بعد پھر مریدین سے ملنے کا سلسلہ شروع فرما دیتے حتیٰ کہ نماز عصر ادا کرنے کے بعد کبھی کبھی باہر کھیتوں میں سیر کو جایا کرتے یا پھر مسجد ہی میں بیٹھے رہتے اور ختم خواجگان پڑھتے حتیٰ کہ مغرب کا وقت ہو جاتا مغرب کی نماز بعد چھ نفل ادا فرماتے اور دعا مانگ کر مسجد سے باہر تشریف لائے شام کا کھانا کھاتے اور پھر مریدوں سے ملنے کا سلسلہ شروع کر دیتے پھر عشاء کے لیے مسجد میں تشریف لاتے اور عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد ہر روز بلاناغہ ذکر و اذکار میں درود شریف ختم خواجگان دعا حزب البحر کو خاص اہمیت دیتے رات دن کا بیشتر حصہ عبادت الٰہی میں گزارتے بعض دفعہ ساری ساری رات اللہ کے آگے سجدہ کرتے گزار دیتے تھے۔ عبادات سے فارغ وقت میں مخلوق خدا کی خدمت آپ کا شیوہ تھا۔

☆۔خوف خدا:

میرے شیخ کامل جناب سید عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ پر خوف خدا دن رات طاری رہتا تھا یہی وجہ تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ میں عاجزی اور انکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی کسی کا دل نہ دکھاتے بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں آنے والا آپ رحمۃ اللہ علیہ کو رحم دل اور شفیق پاتا چہرہ انور پر کبھی ناراضگی کے آثار پیدا نہ ہوتے میں نے جتنا عرصہ حضرت صاحب کے ساتھ گزارا ہے اس عرصہ میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کسی کے ساتھ با آواز بلند یا ناراضگی کے ساتھ بات کرتے نہیں دیکھا چہرہ چاند کی طرح روشن تھا۔ عشاء کی نماز کے بعد جب ذکر جہر کرتے تو کئی دفعہ میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہوتیں ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میرے والد محترم مولوی برکت علی صاحب مرحوم کے

جنازے میں سرکار نے شرکت فرمائی اور نماز جنازہ خود پڑھائی جنازہ پڑھانے کے بعد سرکار قبرستان میں ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے سرکار کا چہرہ مبارک زرد ہو چکا تھا اور آنکھوں میں آنسو تھے۔ اور جسم مبارک لرز رہا تھا اور ارشاد فرمایا کہ تمام دوست ان دوستوں کے لیے دعا مانگو جو اس وقت زمین میں دفن کیے جا چکے ہیں۔ یہ ہمارے ساتھی ہیں اور ہم سفر ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ یہ اپنے سفر پر روانہ ہو چکے ہیں اور ہم نے لحاف اوڑھ لیا۔ اسی اثناء میں کیا دیکھتا ہوں کہ سرکار نے اپنے اوپر لحاف اوڑھ لیا ہے اور چہرہ انور کو ڈھانپ لیا ہے اور یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے سرکار رو رہے ہیں۔ یہ تھا خوف خدا کا عالم۔

☆۔ مہمان نوازی:

قبلہ عالم سید عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بہت مہمان نواز تھے مہمانوں کی عزت اور خدمت کرنا آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شیوہ تھا مہمانوں کے آگے کھانا اپنے دست مبارک سے لا کر رکھتے تھے اور خود بھی مہمانوں کے ساتھ کھانے میں شریک ہوتے جب تک سب نہ کھا چکتے اپنا ہاتھ کھانے سے نہ اٹھاتے اور پھر بعد میں دعا مانگتے اور خود برتن اٹھا کر رکھتے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں دربار شریف پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا مغرب کی نماز کے بعد میں سرکار کے مکان کی ملحقہ بیٹھک میں بیٹھ گیا تو مکان کے اندر سرکار اپنے خلیفہ عبداللہ عرف اللہ دا بندہ کو فرما رہے تھے کہ جو مہمان آیا ہے اس کا خاص طور پر خیال رکھنا کھانے کا بندوبست اچھے طریقے سے کرنا اور سونے کے لیے بستر بھی خود بچھا کر دینا۔ کھانا کھانے سے فارغ ہونے کے بعد میں نے خلیفہ صاحب سے پوچھا کہ کیا یہاں کوئی دوکان نزدیک ہے کیونکہ مجھے کسی چیز کی ضرورت ہو خود لے آؤں۔ میں یہ سن کر بہت متاثر ہوا اور عرض کرنے لگا حضور تکلف نہ فرمائیے حضرت صاحب نے

فرمایا بیٹا اس میں تکلف کی کیا بات ہے آپ میرے مہمان ہیں اور مہمانوں کی عزت اور خدمت کرنا نبیوں کی سنت ہے۔ یہ تھا حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مہمانوں کے ساتھ حسن سلوک۔ جب بھی کہیں سے کوئی تحفہ آتا تو تمام مجلس میں تقسیم فرما دیتے تھے جو بچتا وہ خود کھاتے اور اگر نہ بچتا تو خاموش رہتے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سادگی اور مہمان نوازی کا یہ عالم تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر ایک سے گھل مل جاتے تھے میرے مرشد پاک کی زندگی سنت نبوی ﷺ سے بھری ہوئی تھی شریعت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑتے تھے اور دوسروں کو اپنانے کی تلقین کرتے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ جو آدمی اپنی زندگی اسلامی اصولوں اور سنت نبوی ﷺ پر نہیں گزارتا وہ "حیوان سے بدتر ہے"۔

☆۔ کشف و کرامات:

☆۔ محمد علی وڑائچ بھٹے والا ساکن کمانوالہ شریف بیان کرتا ہے کہ 1956ء میں ایک رات کو میں نے پیر سید عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو گاؤں کے اردگرد چکر لگاتے دیکھا میں نے عرض کیا حضور اس وقت جب کہ رات کا آدھا حصہ گزر گیا ہے آپ گاؤں کے اردگرد چکر لگا رہے ہیں اس کی کیا وجہ ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس گاؤں پر عذاب آنے والا ہے آپ اٹھیں اور گاؤں کے اردگرد چکر لگا کر "دعائے حزب البحر" پڑھیں۔ اس لیے دعائے حزب البحر پڑھ رہا ہوں 1965ء کی جنگ میں اور 1971ء کی جنگ میں یہ گاؤں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے دشمن کے گولوں سے محفوظ رہا حالانکہ یہ گاؤں بارڈر لائن کے بالکل قریب تھا اور اب تک اس گاؤں میں ہر طرح کی خیریت ہے۔

☆۔حاجی محمد کڑیا نوالہ کی بیوی کو جن کا سایہ تھا کافی علاج معالجہ اور دم کرایا لیکن آرام نہ آیا حتیٰ کہ حاجی محمد کا بھائی محمد شریف اور حاجی محمد عورت کو ساتھ لے کر دربار شریف حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیٹھک میں تشریف فرما تھے۔حاجی محمد نے حاضر ہو کر سارا ماجرا سنایا حضرت صاحب نے دم کر کے اس کی بیوی پر پھونک ماری جن حاضر ہو گیا آپ نے پوچھا تیرا نام کیا ہے کہنے لگا غلام رسول آپ نے فرمایا کہ تو اب کہاں سے آیا ہے اور اس عورت کو کیوں پکڑ رکھا ہے کہنے لگا حضرت میں ان کے ساتھ ہی گھر سے چل پڑا تھا جب یہ تانگہ پر سوار ہوئے تو میں ان کے ساتھ تھا بس میں ان کے ساتھ تھا جب یہ آپ کے ہاں پہنچے تو میں مکان کے باہر کھڑا ہو گیا حضرت صاحب نے پوچھا تو ان کے ساتھ اندر کیوں نہیں آیا کہنے لگا حضرت اندر آنے کی اجازت نہیں تھی بغیر اجازت اندر آنا گستاخی تھی کیونکہ یہ ولی کا دربار ہے۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب کیوں آیا کہنے لگا آپ نے طلب فرمایا ہے اس لیے حاضر ہو گیا ہوں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ چلا جا کہنے لگا حضرت چلا جاتا ہوں اس دن سے اس کی بیوی بالکل ٹھیک ہے۔

☆۔ملک فقیر سائیں صاحب ساکن شادیوال سیالکوٹ بیان کرتے ہیں کہ میرے اولاد نہیں ہوتی تھی میں نے حضرت صاحب سے درخواست کی کہ حضور دعا کریں اللہ تعالیٰ اولاد عطا کرے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا دوسری شادی کر لو اولاد ہو جائے گی میں نے کچھ اس پر دھیان نہ دیا اور دوستوں سے یہ بات بیان کر دی تمام دوستوں نے مجھ سے کہا کہ اگر پہلی بیوی سے اولاد ہوتی تو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ دعا فرما دیتے جو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے دوسری شادی کر لو آپ کو معلوم ہے کہ دوسری شادی سے اولاد ہو

جائے گی۔ یہ سب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علم کی بات ہے میں نے دوسری شادی کر لی تو تھوڑے عرصے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد سے سرفراز فرمایا یہ اولاد آپ کی کرامت ہے۔

☆۔ مولوی محمد الدین چنگا سمبریال بیان کرتا ہے کہ میں نے اپنی بڑی لڑکی رابعہ بی بی کی شادی وزیر آباد کر دی کچھ عرصے کے بعد میں اپنی لڑکی کو ملنے کے لیے وزیر آباد آیا کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد میں نے اپنی لڑکی کو کہا بیٹی نماز پڑھا کرو کہنے لگی ابا جی ہم کل کے بھوکے ہیں۔ بھوکے پیٹ نماز کہاں یاد آتی ہے یہ سن کر میرے آنسو جاری ہو گئے۔ اسی وقت سیدھا دربار شریف حاضر ہوا حضرت قبلہ عالم سید عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بیٹھک میں تشریف فرما تھے میں نے باادب سلام عرض کیا فرمانے لگے محمد الدین کیا حال ہے؟ میں رو پڑا اور عرض کیا حضور میرا حال پوچھتے ہو کبھی آپ نے اپنی بیٹی کا حال بھی پوچھا ہے فرمانے لگے کیا بات ہے عرض کیا حضور تنگ دستی اور غربت نے ان کو مار ڈالا ہے حضرت صاحب اسی وقت اٹھے اور فرمانے لگے چلو محمد الدین چل کر بیٹی کا حال پوچھیں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجھے ساتھ لے کر وزیر آباد آئے حضرت صاحب کو دیکھ کر میری لڑکی بہت خوش ہوئی اور کسی پڑوسی سے ادھار رقم لے کر حضرت صاحب کے لیے چائے تیار کی اور ساتھ بسکٹ پیش کیے حضرت صاحب نے ایک گھونٹ چائے کا اور ایک بسکٹ لے کر باقی تمام میرے حوالے کر کے کہا آپ خود کھاؤ اور بچوں کو کھلاؤ میں نے تھوڑا سے کھانے کے بعد وہ تمام اشیاء اپنی لڑکی کے حوالے کر کے کہا آپ خود کھاؤ اور بچوں کو کھلاؤ اور پھر حضرت صاحب اوپر چادر اوڑھ کر چارپائی پر بیٹھ گئے میں تھکا ہوا تھا تو سو گیا ظہر کے وقت جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ حضور قبلہ عالم اسی طرح چادر اوڑھے منہ ڈھانپے چارپائی

پر بیٹھے ہوئے ہیں میں نے قریب جا کر حضور سے عرض کیا کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے حضور غصہ کی حالت میں فرمانے لگے محمد الدین بیٹھ جاؤ میں خاموشی سے بیٹھ گیا کچھ وقت کے بعد حضرت صاحب نے چادر کو جسم سے الگ کر دیا اور فرمایا محمد الدین دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس بچی کے دن بدل دے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دعا فرمائی اور پھر ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد واپس دربار شریف لے آئے محمد الدین بیان کرتا ہے کہ اس دن سے لے کر آج تک میرے بچی کے گھر اللہ تعالیٰ نے رزق کے دروازے کھول دیئے اور وہ ابھی تک خوش حال ہیں یہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کا صدقہ ہے۔

مولوی محمد الدین کا قول ہے کہ سید راجن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو خون جس کی رگوں میں ہے اس کی دعا اللہ تعالیٰ رد نہیں کرتا کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے اس قدر قریب تھے کہ جو زبان مبارک سے کہتے وہ پوری ہو کے رہتی۔

☆۔اولاد اطہار:

سیدی مرشدی جناب قبلہ عابد علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دو صاحبزادے ہیں جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:۔

(۱)۔سید اعظم علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔(جو آپ کے بعد مسند خلافت پر فائز ہوئے)

(۲)۔سید کاظم علی شاہ صاحب۔

☆۔حضور قبلہ عالم سیدی و مرشدی کے ارشادات:

سید عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات۔ایک موقع پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

(۱)۔وہ ولی نہیں ہو سکتا جو حضور اکرم ﷺ کی شریعت مطہرہ کے خلاف کام کرے بلکہ وہ گمراہی کے ایسے گڑھے میں ہے جہاں سے نکلنا مشکل ہے۔

(۲)۔جو لوگ صحابہ ثلاثہ (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ) کی مخالفت کرتے ہیں وہ گمراہ ہیں ان کی مجلسوں سے پرہیز کرو۔

(۳)۔ایک دفعہ ظہر کی نماز کے بعد فرمایا کہ جس زمین پر ولی اللہ چلتا ہے وہ فخر کرتی ہے اور دوسری زمین اس کو مبارکباد دیتی ہے۔

(۴)۔جب بندہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں ہے وہ نماز میں ہے اگرچہ دنیا کے بازار میں ہو۔

(۵)۔طالب دنیا سمندر کا پانی پینے والے کی مثل ہے کہ جس قدر پیتا ہے زیادہ پیاس لگتی ہے۔

(۶)۔وعظ گوئی سے پرہیز کرو جب تک کہ تم خود پورے عامل نہ بن جاؤ۔

(۷)۔جس میں ادب و احترام نہیں اس میں برائیاں ہی برائیاں ہیں۔

(۸)۔پیر وہ ہے جو اپنے مرید کے مال میں اپنی خواہش نہ پائے کیونکہ یہ مرید کی رہنمائی کے خلاف ہے۔

(۹)۔جس نے دولت مند یا مالدار کی تواضع اس کی دولت اور مال کے سبب کی اس نے اپنے دین کا کچھ حصہ برباد کر ڈالا۔

☆۔اولیاء اللہ دل کی بات جانتے ہیں:

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ میں گھر سے حضور قبلہ عالم سیدی و مرشدی جناب عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے ارادہ سے نکلا راستہ میں ایک مسئلہ میرے ذہن میں ابھرا کہ آج

قبلہ عالم کی بارگاہ میں یہ مسئلہ پیش کروں گا مسئلہ یوں تھا کہ جو لوگ شریعت مصطفیٰ ﷺ کی پیروی نہیں کرتے مثلاً نماز روزہ وغیرہ فرائض سے کوتاہی برتتے ہیں اور چرس افیون اور دوسری نشہ آور اشیاء استعمال کرتے ہیں اور پیری مریدی کرتے ہیں جب ان سے پوچھا جائے کہ آپ نماز نہیں پڑھتے روزہ نہیں رکھتے۔ آپ نے داڑھی کیوں منڈوا رکھی ہے اور یہ جو غیر شرعی حرکات آپ کرتے ہیں ان کا کیا مطلب ہے تو وہ یہ کہہ کر ٹال دیتے ہیں کہ نماز تو ہمارے دل کی ہے اور یہ جو حرکات ہم کرتے ہیں ان میں راز ہے۔ ان لوگوں کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے یہ تھا مسئلہ جو چلتے وقت میرے ذہن میں ابھرا جب میں دربار شریف پہنچا تو سرکار وہاں تشریف فرما تھے میں جھک کر ادب سے سلام کیا ہاتھ چوما اور دو زانوں ہو کر قبلہ عالم کے سامنے بیٹھ گیا خیریت دریافت کرنے کے بعد حضرت صاحب مجھ سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے۔

بیٹا! جو لوگ شریعت مصطفیٰ ﷺ کی پیروی نہیں کرتے نماز روزہ فرائض سے غفلت برتتے ہیں اور دوسری کئی اور غیر شرعی حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں اور پیری مریدی کا ڈھونگ بھی رچا رکھا ہے جب ان سے پوچھا جائے کہ ان کا دعویٰ کیا اور کام کیسے تو کہتے ہیں کہ یہ فقیروں کی راز کی باتیں ہیں ان کی مثال اس شخص کی سی ہے کہ رات کو چوری کرتا پکڑا گیا تو جب اس سے پوچھا کہ تم نے چوری کیوں کی تو وہ یہ کہتا ہے کہ اس میں راز ہے تو بھلا غور کرنے کے بعد بتاؤ کہ اس میں اس بات کو کون مانے گا سب کہیں گے اس میں راز کی کون سی بات ہے یہ تو چوری واضح ہے اور تم چور ہو۔ بس یہی حال ان لوگوں کا ہے کہ اس میں راز کی کونسی بات ہے غیر شرعی کام کریں اور خود کو پیر ظاہر کریں یا ولی اللہ کہیں بالکل غلط ہے یہ دنیا کو دھوکہ میں ڈالتے ہیں شریعت مصطفیٰ ﷺ کے خلاف چل کر ولی بننا تو در

کنارانسان ہی نہیں رہ جاتا یہ مسئلہ تھا جو حضرت صاحب نے میرے عرض کرنے سے پہلے ہی مجھ سے فرمادیا۔

24جون 1972ء کو عرس مبارک میں حاضری کے بعد میں گھر واپس آنے کے لیے قبلہ عالم جناب سید عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے جب اجازت طلب کرنے لگا تو اس وقت میں کسی ذہنی پریشانی میں مبتلا تھا اور دل میں یہ خیال بھی تھا کہ حضرت صاحب کے آگے عرض کروں گا کہ حضور دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ تمام مشکلات کو حل فرمائے لیکن میرے عرض کرنے سے پیشتر ہی قبلہ عالم نے مجھ سے فرمایا۔ بیٹا نفل تہجد کے بعد ایک دفعہ شجرہ شریف ''مشائخ نقشبندیہ مجددیہ'' پڑھ لیا کرو اللہ تعالیٰ مشکلات میں آسانی فرمادیں گے۔

(فائدہ):۔ مندرجہ بالا مضمون سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ اولیائے کرام کی نگاہ دل پر ہوتی ہے اس لیے ان کی مجالس میں دل کو سنبھال کر بیٹھنا چاہیے یعنی کسی قسم کا شکوک وشبہات ان کے متعلق نہ لے کر بیٹھنا چاہیے بلکہ دل کو پاک صاف کر کے ثواب کی نیت سے بیٹھنا چاہیے کیونکہ جو ان کے در سے راندہ گیا وہ راندہ درگاہ الٰہی ہوا۔

☆۔ بزبانی محمد حیات جٹ ساکن کوری گجرات:

محمد حیات بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میری بیوی کی ٹانگ میں سخت درد تھا اس دن حضرت پیر سید عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سید چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر دورہ پر تشریف فرما تھے مجھے آپ کی آمد کا پتہ چلا تو میں آپ کو ملنے کے لیے موضع خلیل پور گجرات آیا دیکھا تو وہ حضرت قبلہ سید عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب مسجد میں تشریف فرما تھے اور چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے میں بھی قدم

بوسی کرنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھ گیا اور اپنی تکلیف بیان کی حضرت قبلہ عالم چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو ساتھ لے کر دم کرنے کے بعد کہا چلو کچھ وقت کے بعد آرام آجائے گا۔ لیکن رات بھر آرام نہیں آیا صبح کو میں دوبارہ حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور میری بیوی کی ٹانگ بدستور درد کر رہی ہے۔ آپ کے دم کرنے کا کیا فائدہ حضرت صاحب جلال میں آ کر فرمانے لگے چلو چل کر دم کریں۔ پیر سیّد چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو ساتھ لے کر قبلہ عالم ہمارے گھر تشریف لائے اور میری بیوی کی اس ٹانگ پر اس زور سے ہاتھ مارنے کے بعد فرمانے لگے اب کبھی اس ٹانگ میں درد نہیں ہوگا یہ کہہ کر آپ واپس آ گئے میں نے بیوی سے پوچھا کہ کہو کیا حال ہے کہنے لگی درد ختم ہو گیا ہے تھوڑی دیر کے بعد بولی درد تو کیا پوری ٹانگ ہی ختم ہو گئی ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ٹانگ میں طاقت ہی نہیں رہی یعنی ٹانگ کام ہی نہیں کرتی میں پھر حضرت صاحب کے پاس آیا اور عرض کیا حضور اب تو ٹانگ ہی ختم ہو گئی ہے کام نہیں کرتی حضرت صاحب مسکرائے اور فرمانے لگے چلو درد ختم ہوا اب درد نہیں ہوگا میں نے کہا حضور ٹانگ ہی ختم ہو گئی۔

آپ نے فرمایا کہ کسی طریقہ سے بھی آپ خوش نہیں ہوتے ایک بات یاد رکھو کہ اللہ کے بندوں کے دم میں اثر ہوتا ہے لیکن بعض اوقات اثر دیر بعد ہوتا ہے لیکن اس میں شک و شبہ نہیں کرنا چاہیے میں نے آپ سے معافی مانگی آپ نے تیل پر پھونک مار کر کہا کہ لے جاؤ اور جا کر ملتے رہو ٹھیک ہو جائے گی میں کچھ دیر تیل کی مالش کرتا رہا ٹانگ آہستہ آہستہ ٹھیک ہوتی چلی گئی اور کچھ عرصہ کے بعد ٹانگ بالکل ٹھیک ہو گئی اور ابھی تک اس ٹانگ میں درد نہیں ہوا اس کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات بے شمار ہیں جن کو یکجا کر کے

لکھنا میرے بس کا کام نہیں کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی کرامات سے معمور ہے۔

☆۔مولوی محمد شفیع سوہلہ تحصیل پھالیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت صاحب ہمارے ہاں تشریف فرما تھے اور چوٹ کلاں جانا تھا حضرت صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ چلو چوٹ کلاں دوستوں کو ملنے کے لیے چلیں جب ہم اپنے گاؤں سے باہر نکلے تو عرض کیا حضور یہ راستہ جو آپ نے اختیار کیا ہے پرخطر ہے کیونکہ راستہ میں ڈیرہ پر کتوں کا جمگھٹا ہے اور وہ راستہ سے گزرنے والے مسافروں کو چیر پھاڑ دیتے ہیں اس لیے یہ دوسرا راستہ اختیار کر لیا جائے آپ نے فرمایا نہیں اسی راستہ سے چلنا ہے میں نے عرض کیا حضور مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں کتے ہم پر حملہ نہ کر دیں اور اس سے ہمیں کوئی نقصان نہ ہو آپ نے فرمایا اللہ کے بندوں کو کتوں سے نہیں ڈرنا چاہیے۔

یہ سن کر میں خاموش ہو گیا اور حضرت صاحب کے پیچھے پیچھے چلنے لگا ہم کتوں والے ڈیرے کے پاس پہنچے تو تمام کتوں نے مل کر یک وقت ہم پر حملہ کر دیا۔ میرا خون خشک ہو گیا کہ پتہ نہیں اب کیا بنتا ہے لیکن حضرت صاحب کے پائے استقلال میں فرق نہ آیا جب کتے قریب آئے تو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عصاء مبارک سے اشارہ کیا تمام کتے خاموش ہو گئے اور ادھر ادھر بکھر گئے میں حیران تھا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک لوئی سے اشارہ سے اتنے زہریلے کتے خاموش ہو کر بکھر گئے جب ہم چند قدم آگے چلے تو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ پیچھے کوئی کتا تو نہیں میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک کتا اینٹ پر ہماری طرف پشت کر کے بیٹھا ہوا تھا میں نے عرض کیا حضور ایک کتا پیچھے بیٹھا ہوا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جاؤ اس کتے کو کہو

دو کہ سید عابد علی شاہ کہتے ہیں کہ چلے جاؤ میں نے قریب جا کر حضرت صاحب کے کہے ہوئے الفاظ دہرائے وہ یہ سن کر بھاگ کھڑا ہوا اور دور چلا گیا میں یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گیا۔

☆۔ملک فقیر سائیں ساکن شادیوال سیالکوٹ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ ہمارے ہاں بڑھاپے میں دو جڑواں بچے پیدا ہوئے عورتیں چونکہ مختلف رسومات کی قائل ہوتی ہیں۔مثلاً اگر تین لڑکیوں کے بعد لڑکا پیدا ہو تو اس کو تکل سمجھ کر روڑی پر لٹایا جاتا ہے یا اسی قسم کی کچھ اور رسومات ادا کی جاتی ہیں جن کا دین اسلام میں کوئی جواز نہیں ہوتا۔اس لیے میری والدہ نے ہمیں جڑواں ہونے ہونے کی وجہ سے ایک بچے کا ایک کان اور ناک میں سوراخ کر کے دھاگہ ڈال دیا تا کہ کسی کی نظر نہ لگے یا یہ محفوظ رہیں ان دنوں پیر سید عابد علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ ہمارے ہاں تشریف لائے میرے والد نے انہیں اپنے گھر بلایا اور دونوں بچوں کو دکھلایا آپ رحمتہ اللہ علیہ نے سب سے پہلے اس بچہ کو دیکھا جس کے کان اور ناک میں دھاگہ تھا فرمانے لگے یہ کیا میری والدہ نے کہا جناب عالی یہ بدنظری سے محفوظ رہنے کے لیے ہے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمانے لگے ”اللہ کو دھوکہ دیتے ہو“۔حالانکہ جو پیدا کرنے پر قادر ہے وہی ان کو تمام آفات و بلیات سے محفوظ بھی رکھ سکتا ہے آپ نے سب سے پہلے وہ دھاگے قینچی سے کترو اکر اتروا دیے اور پھر اسی بچہ پر اپنا عصاء مبارک رکھ کر فرمانے لگے اس کا نام فقیر سائیں رکھو جب دوسرے بچے کا نام پوچھا گیا تو فرمانے لگے اس کا نام پھر رکھیں گے کافی اصرار کیا گیا لیکن آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اس کا نام نہ رکھا کچھ دنوں کے بعد وہ بچہ فوت ہو گیا۔اور فقیر سائیں تا حال حیات دوکانداری کر رہا ہے فقیر سائیں بیان کرتا ہے کہ میں حضرت

صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت ہوں۔

☆۔پیر سیّد چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

آپ فرماتے تھے کہ میں ایک جاہل زمیندار تھا جس کو سوائے مویشی چرانے اور زمین کاشت کرنے کے علاوہ کسی چیز کا علم نہیں تھا "یعنی میں جٹ تھا"۔لیکن شیخ المشائخ سیّد راجن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ سے پیر بن گیا۔

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی　　　　بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ سیّد چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ جب اپنی گھوڑی پر سوار ہوکر ہمارے علاقہ میں آتے تو جس گاؤں کے قریب سے گزرتے لوگ آپ کی قدم بوسی کے لیے جمع ہو جاتے اور بیٹھے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ادب کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے اور پورے علاقہ میں رعب کا یہ عالم تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بڑے سے بڑے آدمی کو بھی بولنے کی جرات نہ ہوتی آپ کی خدمت میں جب کوئی روتا ہوا بچہ لایا جاتا تو وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دم کرنے سے ہنستا ہوا واپس جاتا بیمار آپ کی خدمت میں آکر شفاء پاتے تنگدست آتے تو تنگ دستی دور کرا کے جاتے حاجت مند آتے تو حاجتیں پوری کرا کے جاتے آپ فرماتے تھے کہ میں مریض پر دم کرتا ہوں تو اپنے شیخ کا نام لے کر کسی کے لیے دعا کرتا ہوں تو پہلے اپنے شیخ کو یاد کرتا ہوں یہ تھا شیخ کی محبت کا اثر اسی لیے میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ کھڑی شریف والے فرماتے ہیں:

ہر مشکل دی کنجی یارو ہتھ والیاں دے آئی

ولی نگاہ کرن جس ویلے مشکل رہے نہ کوئی

☆۔مرزا جہانگیر احمد ساکن گھمی مرخ پور گجرات بیان کرتے ہیں کہ ایک دن جناب قبلہ

عالم سید عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سرخ پور ماسٹر عبداللہ خان صاحب کے گھر تشریف فرما تھے اور سید چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے ہمراہ تھے ان دنوں میری غربت کا یہ حال تھا کہ نہ تن ڈھاپنے کو کپڑا میسر آتا اور نہ پیٹ بھرنے کو روٹی۔ میں حضرت صاحب کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کی جناب میرے لیے دعا فرمائیں آپ رحمۃ اللہ علیہ خاموش رہے پھر دوسری دفعہ عرض کیا لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ خاموش رہے تیسری دفعہ عرض کیا لیکن حضرت صاحب نے کوئی جواب نہ دیا خیر میں خاموش ہو گیا کچھ وقت کے بعد حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ سید چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو فرمانے لگے کہ چلو سیلی جناں چلیں۔ سید چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً حکم کی تعمیل کی اور حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے میں بھی ساتھ چل دیا جب حضور سرخ پور اور سیلی جناں کے درمیان پہنچے تو رک گئے اور سید چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے فرمانے لگے شاہ صاحب اس شخص کے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کی مشکلات کو آسانی میں بدل دے چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بولے حضور دعا آپ فرمائیں میں تو ساتھ غلام ہوں اور غلام کی آقا کے سامنے کیا مجال ہوتی ہے یہ سن کر حضرت قبلہ عالم نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا یا اللہ اس کی تنگی کو دور فرما کر اس کو جملہ مشکلات سے نجات دے۔ آمین ثم آمین۔ مرزا جہانگیر احمد بیان کرتا ہے کہ اس دن سے اللہ تعالیٰ نے ہماری تنگ دستی کو دور فرما دیا اور آج تک خوشحال ہوں۔

یہ تھیں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات جن کو میں نے بڑی محنت سے حاصل کر کے جمع کیا ہے میرے دل میں ہمیشہ یہ جستجو رہتی تھی کہ اپنے پیر خانہ کے اولیاء کرام کی زندگیوں کے حالات قلمبند کروں اور ان کو ایک کتاب کی شکل دے کر منظر عام پر لاؤں تا

کہ دنیا اس سے مستفیض ہو۔ کیونکہ صالحین کی زندگیوں میں ہدایت ہے حضرت پیر سید عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ پر وقار بارعب اور بڑی جلالت والے بزرگ تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ دن رات اللہ کے ذکر میں مشغول رہتے تھے۔

☆۔خلفاء:

(۱)۔ سید اعظم علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔(جو آپ کے بعد مسند خلافت پر فائز ہوئے)

☆۔وصال شریف:

آپ رحمۃ اللہ علیہ ۱۱ جمادی الاول ۱۳۹۳ ہجری بمطابق ۱۳ جون ۱۹۷۳ء موافق ۳۱ جیٹھ بروز بدھ وار عشاء کی نماز کے بعد ذکر حق کرتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔(انا للہ وانا الیہ راجعون)

☆۔حضرت صاحب زادہ سید اعظم علی شاہ صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ: "میں نے حضرت قبلہ عالم اپنے والد حضرت عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے وصال کے بعد عالم رؤیا میں دیکھا تو عرض کیا حضور! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمانے لگے اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیا پھر عرض کیا کہ حضور اس وقت آپ کہاں ہیں فرمانے لگے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دربار میں پھر عرض کیا کہ حضور آپ کو حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہوا ہے فرمانے لگے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دربار عالیہ کی حاضری کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کے دربار میں حاضری ہوگی۔

(۳۸)

حضرت پیر سیّد
اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۳۸۔زینت دنیائے تصوف

حضرت پیر سیّد اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: 11 ستمبر 1946ء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کانوالہ شریف سیالکوٹ

وصال: 7 مئی 2008ء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کانوالہ شریف سیالکوٹ

☆۔تعارف:

کسی ایک عظیم خاندان میں یکے بعد دیگرے عظیم المرتبت شخصیات کا وجود نعمت خداوندی سے کم نہیں ہے۔اس لحاظ سے آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کانوالہ شریف سیالکوٹ کو دیکھیں تو اس خانوادۂ معرفت میں ادوار کی ترتیب سے ایسی سر بلند شخصیات کا وجود سامنے آتا ہے جنہوں نے اپنی خداداد علمی وروحانی صلاحیتوں اور ایمانی تب وتاب کی بدولت نہ صرف اپنے اسلاف کے معیار کو جاودانی عظمت عطا کی بلکہ ان کے روحانی مشن کو اپنے اپنے عہد کے تقاضوں کے مطابق زیادہ سے زیادہ آگے بڑھانے کی کوشش کی۔

کانوالہ شریف سیالکوٹ کے آستانہ عالیہ کو جولاثانی عظمت قطب عالم، شیخ المشائخ پیر طریقت، اسرار رموز حقیقت پیر سیّد راجن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے فیضان نظر کی بدولت حاصل ہوئی تھی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ کی آنے والوں نسلوں نے اس سر بلندی کو قائم رکھنے کی بدرجہ اتم کوشش کی۔

پیر طریقت رہبر شریعت پیر سیّد راجن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند حضرت پیر سیّد عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور پھر آپ کے پوتے رہبر شریعت، پیر طریقت حضرت پیر سیّد

اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے جس شان کے ساتھ اپنے جلیل القدر جد امجد کے روحانی سلسلے کو آگے بڑھایا اس کا تذکرہ ہر لحاظ سے ایمان افروز ہے۔

حضرت پیر سید اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے اوصاف حسنہ اور عادات عالیہ کے لحاظ سے اپنے دادا کی حقیقی تصویر تھے۔ وہی جلال قلندرانہ، وہی جمال معرفت وہی روحانی ادائیں وہی ایمانی جھلکیاں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا قریب سے مشاہدہ کرنے والوں کا کہنا ہے کہ صورت و سیرت کے لحاظ سے عظمت ایمان کا مکمل نمونہ تھے۔ اور روحانی جلال و جمال کے امتزاج سے چہرے پر ہر وقت فکری و نظری شکوہ کی علامات نظر آتی تھیں۔

وہ علاقے اور بستیاں خوش بخت ہوتے ہیں کہ جنہیں کسی مرد کامل سے نسبت ہوتی ہے۔

پیر طریقت، رہبر شریعت پیر سید اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مقدسہ احکامات ربانی اور ارشادات سرکار دوعالم ﷺ کی جھلکیاں تفسیر تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ رضائے خداوندی اور منشائے قدرت کی خاطر وقف کر کے ثابت کر دیا کہ محبان مصطفی ﷺ کا مرنا اور جینا فقط اسلام اور قرآن کے لیے ہوتا ہے۔

نرم دم گفتگو اور گرم دم جستجو کی زندہ مثال بن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قسمت حیات کو ضوفگن کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ریاکاری کی عبادت سے نفرت فرماتے تھے۔ اپنے نیازمندوں کو بھی یہی نصیحت فرماتے کہ عبادت و ریاضت محض خدا تعالیٰ کے لیے ہوتی ہے۔ خلق خدا میں ناموری حاصل کرنے کے لیے نہیں ہوتی آپ کا لباس بھی عام درویشوں اور فقیروں کی طرح نہیں ہوتا تھا۔

گودڑی یا پیوند لگے ہوئے لباس نہیں پہنتے تھے کہ اس طرح فقیری کا غرور آتا ہے۔ کم قیمت دستار مبارک زیب سر رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے

زمانے میں بہت سے لوگوں نے گدڑی کا استعمال اور کرامات کے اظہار میں عزت وجاہ اور حصول مال کا ذریعہ بنا رکھا ہے کہ لوگ دیکھتے ہی کہیں کہ وہ درویش ہے یہ محض خودستائی اور ریاکاری ہے۔

حضرت پیر سید اعظم علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے حسن اخلاق نے عوام کے دلوں کو تسخیر کر لیا تھا۔کوئی شخص حاضر خدمت ہوتا تو آپ رحمتہ اللہ علیہ اس پر اس قدر مہربانی فرماتے کہ وہ سوچنے لگتا کہ مجھ جیسی شفقت آپ نے کسی اور پر نہیں فرمائی ہوگی۔حالانکہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی شفقت سمندر کی صورت تھی جس سے ایک زمانہ سیراب ہو رہا تھا۔آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اہل ایمان کو سمجھایا کہ انسان نفس، دل، اور روح کا مجموعہ ہے ان میں سے ہر ایک کی اصلاح مقصود ہے نفس کی اصلاح شریعت سے، دل کی طریقت سے اور روح کی اصلاح حقیقت سے ہوتی ہے۔

حضرت پیر سید اعظم علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ صاحب کرامت بزرگ تھے۔جب کوئی صاحب ایمان رضائے خداوندی میں ڈھل جاتا ہے اور اس کی زندگی مکمل طور پر منشائے ربانی کی تصویر بن جاتی ہے تو پھر اس کی زبان قدرت کی ترجمان بن جاتی ہے اور اس کی تدبیر تقدیر کی پرتولنے لگتی ہے۔حضرت پیر سید اعظم علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی پوری زندگی رضائے الٰہی کے تابع تھی اس لیے خدا تعالیٰ نے آپ کو اس قدر نوازا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ جو کچھ زبان سے کہتے وہ رضائے الٰہی سے ہو جاتا۔

حضرت پیر سید اعظم علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کرامتوں کے اظہار کو مناسب نہیں سمجھتے تھے بلکہ اسے درویش کی تشہیر خیال کرتے تھے۔آپ حتی الامکان کرامتوں کو پوشیدہ رکھتے تھے پھر بھی وہ ظاہر ہو کر رہتی تھیں۔

☆ ۔ کشف و کرامات:

﴿۱﴾

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی ۔۔۔ بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

عبدالروف مغل سیالکوٹ شہر سے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت بیان کرتا ہے کہ: ۔ عرصہ قبل میں ایک ماہر نجومی کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ برج کے لحاظ سے اور میرے ہاتھوں کی لکیروں کے حساب میرے آنے والے وقت کا حساب لگاؤ کہ میرا آنے والا وقت کیسا ہے۔ اس نجومی نے میرے ہاتھوں کے فنگر پرنٹ لیے میرے نام کے حروف اعداد نکال کر دیکھا تو وہ فکر مند ہو کر کہنے لگا کہ تمہارے ہاتھ کی لکیریں بتاتی ہیں کہ تمہاری زندگی تھوڑی رہ گئی ہے پانچ سال کے اندر تم نے کسی حادثہ یا بیماری سے اس دنیا کو چھوڑ جانا ہے۔

ماہر نجومی کا بتلایا ہوا سارا زائچہ لے کر میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور ساری صورت حال بیان کی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سارا واقعہ سننے کے بعد کہا کہ اس نجومی نے تمہاری زندگی تقریباً پانچ سال رکھ دی ہے وہ زندگی ختم ہو جانے کے بارے میں بتا سکتا ہے لیکن اس کو بڑھا نہیں سکتا پانچ کے آگے صفر میں لگاتا ہوں اب بتاؤ کتنے بنے۔ میں نے عرض کیا جناب پانچ کے آگے صفر لگانے سے پچاس (50) بنے تو حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا جاؤ اس نجومی سے اپنا پھر حساب لگواؤ۔

میں دوبارہ اس نجومی کے پاس پہنچا پھر اس سے اپنا حساب و کتاب لگانے کو کہا اس نے دوبارہ میرے فنگر پرنٹ لیے نام کے اعداد کے لحاظ سے برج دیکھا تو وہ دیکھ کر حیران و ششدر رہ گیا کہ فنگر پرنٹ بدل گئے ہیں یعنی کہ ہاتھوں کی لکیریں بدل گئی ہیں اور نام کا

برج بھی بدل گیا ہے۔نجومی حیران تھا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک دن میں یہ سب کچھ بدل گیا ہے۔یہ ہے کرامت حضرت صاحب کی کہ صرف ایک نگاہ سے ہاتھوں کی لکیریں ہی نہیں بدلیں بلکہ نام کا برج بھی بدل گیا۔

﴿۲﴾

حاجی محمد بشیر موذن جامع مسجد عابد کما نوالہ شریف سیالکوٹ فرماتے ہیں کہ علالت کے آخری ایام میں حضرت صاحب عصر کی نماز کے بعد فرمانے لگے آج سے ہم نے ہر قسم کی دوائی کھائی چھوڑ دی ہے اب ہم نے بالکل ٹھیک ہو جانا ہے ایسا ٹھیک ہونا ہے کہ دوبارہ بیماری نہیں ہونا۔اس ضعف کی حالت میں آپ سے بہت کچھ دقائق معلوم ظاہر ہوتے تھے دو دن بعد اس فانی دنیا سے آپ رحمۃ اللہ علیہ پردہ فرما گئے۔

﴿۳﴾

☆۔باطنی تصرف:

جب کوئی مہمان آپ کے گھر آنے والا ہوتا تو اس دن مہمان کے آنے سے قبل کھانے پینے کا سامان بازار سے منگوا لیتے اس کا راز جب آپ سے پوچھا گیا تو آپ سرکار نے فرمایا ایک جن میرے تابع ہے یعنی کہ میرا مرید ہے وہ مجھ کو مہمان کے آنے کی پہلے سے مجھ کو خبر دے دیتا ہے۔یہ بات محض اپنا حال پوشیدہ رکھنے کے لیے آپ نے فرمائی تھی۔

﴿۴﴾

☆۔لاعلاج مریضوں کو شفاء:

ایک دن آپ کا ایک مرید حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی حضور

میری بیوی سخت بیمار ہے حس و حرکت نہیں کر سکتی ڈاکٹروں نے جواب دے دیا ہے اور کہا کہ اس کا مرض ہماری سمجھ سے باہر ہے اب اس کی زندگی کی کوئی امید باقی نہیں ہے۔ اس کی جتنی خدمت کر سکتے ہو کر و۔

حضرت صاحب نے فرمایا کہ تم اپنے گھر واپس جاؤ اور ایک چادر اپنی بیوی کے اوپر اوڑھا دو چنانچہ وہ صاحب اپنے گھر گئے اور ایک چادر لے کر اس بیمار عورت کے اوپر ڈال دی۔ حضرت صاحب اس گھر میں تشریف فرما ہوئے اور اس بیمار عورت کی چارپائی کے اس کچھ دیر کھڑے رہے اور دفع مرض کے لیے اس پر توجہ کی اس کے بعد فرمایا کہ اس کی صحت ٹھیک ہو جائے گی۔ پھر آپ باہر تشریف لے آئے اور وہ مرید بھی حضرت صاحب کو رخصت کرنے کے لیے دروازے تک باہر آیا۔ حضرت صاحب کے چلے جانے کے بعد جب وہ واپس لوٹا تو دیکھا کہ اسکی بیوی صحیح اور تندرست بیٹھی ہوئی ہے مرض اس پر باقی نہیں رہا۔

﴿۵﴾

☆۔ جنتی ہونے کی سند:

وصال با کمال سے چند دن قبل آپ نے فرمایا کہ مجھے یہ کہتے ہوئے سنایا گیا ہے کہ جس غرض اور مقصد کے لیے تم کو لایا گیا تھا وہ پوری ہوگئی اب کوچ کرنا چاہیے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دو دفعہ فرمایا۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ اعزاز اور عزت بخشی ہے کہ جو شخص میرا جنازہ پڑھے گا اسے جنتی ہونے کی سند مل جائے گی یعنی کہ وہ جنتی ہے۔ پھر فرمایا کہ ولی کے وصال اس کی طاقت بڑھ جاتی ہے۔

﴿۶﴾

☆۔پتھری کا ریزہ ریزہ ہو جانا:

ایک مرید جو کہ سرگودھا کے رہنے والے ہیں انہوں نے آپ کی کرامت بیان فرمائی کہ میرے مثانے میں پتھری تھی جس کی وجہ سے بڑی تکلیف تھی رفع حاجت کے وقت بڑی سخت درد ہوتی تھی ایسی درد کہ پریشان کر دیتی تھی۔ مختلف ڈاکٹروں سے چیک کروایا ڈاکٹروں نے آپریشن کروانے کی تجویز دی بہت سے حکیموں سے بھی علاج کروایا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آخرکار حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کی حاضر ہوا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک تعویذ لکھ کر دیا اور فرمایا کہ اسے برتن میں پانی ڈال کر رکھ دیں اور وہ پانی پیا کریں ابھی دو دن ہی گزرے تھے کہ پتھری ریزہ ریزہ ٹوٹ کر پیشاب کے ساتھ باہر نکل آئی۔ الحمد اللہ اس کے بعد میں آج تک خیریت سے ہوں۔

﴿۷﴾

☆۔حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا دست شفقت:

قبلہ حضرت پیر سید اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میرے والد محترم حضرت سید عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے فرمایا کہ بیٹا جاؤ لاہور جا کر داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ آستانہ عالیہ کی حاضری دے آؤ میں نے عرض کی اس سے قبل آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی نہیں فرمایا! تو فرمانے لگے بیٹا آج داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ صاحبزادہ صاحب یعنی اپنے لخت جگر کو میرے ہاں بھیجیں یہ سن کر میں لاہور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضر ہوا حاضری کے جب میں واپس آیا تو قبلہ والد

صاحب فرمانے لگے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ رات کو فرما رہے تھے کہ صاحبزادہ میرے ہاں تشریف لائے ہیں اور ان کے سینہ کو مرکز فیوض و برکات بنا کے بھیجا ہے۔

☆۔روحانی تعلیمات:

حضرت پیر سید اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات کافی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی تصرفات کی شاہد کئی کرامات کا مطالعہ ذوق ایمانی کو تازہ کرنے کا باعث بنتا ہے لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے بڑی کرامت یہی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مردہ دلوں کو زندہ کر دیا، گمراہوں کو جادۂ حق پر گامزن کر دیا۔ بے یقینوں کو ایمان و یقین کی دولت عطا کی، جاہ پرستوں اور مال و دولت کے پرستاروں کو خدا اور رسول خدا ﷺ کی محبت بخشی دل و جان کو معرفت سے آشنا کیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تعلیمات کی بدولت ایک ایسا انقلاب برپا کر دیا کہ جس کی بدولت بے شمار انسانوں کی زندگیاں ہدایت و فلاح کے سانچے میں ڈھل گئیں۔ اصلاح و احوال کے لیے آپ نے جو کردار ادا کیا ہے حقیقت میں یہی آپ کی سب سے بڑی کرامت ہے۔

☆۔وصال پرملال:

حضرت صاحب اپنی عمر شریف کے آخری برسوں میں اکثر بیمار رہنے لگے تھے۔ میو ہسپتال لاہور میں داخل ہوئے۔ شوگر، بلڈ پریشر، اور فالج نے آپ کی صحت کو بے بس کر کے رکھ دیا اور آپ اللہ کی رضا پر راضی تھے۔ قبلہ عالم حضرت پیر سید اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال با کمال 30 ربیع الثانی 1429 ہجری بروز بدھ بمطابق 07 مئی

2008ء ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نماز جنازہ بروز جمعرات دن 10 بجے ادا کیا گیا۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نماز جنازہ میں ہزاروں ارادت مندوں نے شرکت کی ہر مسلک کے علماء بھی کثیر تعداد میں نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وصال کی خبر ارادت مندوں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ روحانیت وابستگان کے لیے رنج والم کی شدت کا باعث ہوئی۔

یاد رہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد کامل حضرت پیر سید عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری وباطنی اتباع کا حقیقی نمونہ خواص وعوام کے سامنے اس شان کے ساتھ پیش کیا کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ یہ سب فنافی الشیخ کے درجات اولیٰ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی عمر اور قول واعمال میں بھی اپنے باپ پیر طریقت رہبر شریعت پیر سید عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوری طرح مطابقت رکھتے تھے۔ کسی بھی مقصد میں کامیابی پر اپنے باپ کی دعا سمجھتے۔ آج قبلہ عالم حضرت پیر سید اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ظاہری طور پر ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علم وحکمت کے جو چراغ فروزاں کیے تھے وہ زمانے کی باد صرصر کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے ہمیشہ روشنی بکھیرنے کا باعث بنتے رہیں گے۔

☆۔ ارشادات قدسیہ:

(۱)۔ اعلیٰ حضرت قبلہ عالم حضرت سید اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سب دوستوں کو فرمایا کرتے کہ سب سے بڑا وظیفہ اللہ کی یاد۔ ہاتھوں سے کام زبان سے باتیں لیکن دل

دھیان کے ساتھ اللہ ہو۔کوئی سانس اللہ کی یاد کے بغیر نہ جائے۔ہماری طریقت کی بنیاد حضور ﷺ کی اتباع ہے آپ ﷺ کی سنت کے خلاف کوئی کام نہ ہو۔

(۲)۔جب سرکار دوعالم ﷺ کی حدیث مبارک سنو تو عمل کرنے کی نیت سے یاد رکھو نہ کہ سننے سنانے کی نیت سے۔

(۳)۔جب برائی سننے کو ناپسند کرتا ہے اسی طرح اپنے آپ کو مدح سرائی سے بچا۔

(۴)۔شیطان کو سب سے پیارا بخیل مسلمان اور ناپسندیدہ گنہگار سخی ہے۔

(۵)۔سب سے زیادہ سخت عذاب عالم بے عمل پر ہوگا۔

(۶)۔فقیر پر سخاوت کر کے احسان نہ جتا۔بلکہ اس کے قبول کرنے کا خود احسان مند ہو۔

(۷)۔وہ دعوت سب سے بدتر ہے جس میں امیر بلائیں جائیں۔اور غریب و مسکین نہ بلائیں جائیں۔

(۸)۔زیادہ سونا اور زیادہ کھانا انسان کو اندر سے تباہ کر دیتا ہے۔

(۹)۔بہت سے لوگ غسل سے پاک ہو جاتے ہیں۔لیکن بہت سے بد باطن حج و زیارت کعبہ کے بعد بھی نجس لوٹتے ہیں۔

(۱۰)۔اللہ تعالیٰ کو جاننا یہ ہے کہ شرک نہ کرے۔اور سرکار دوعالم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا رسول سمجھنا یہ ہے کہ اس کے سوا کسی کی پیروی واطاعت نہ کی جائے۔

(۱۱)۔عمل کی سستی پر مغفرت کی امید ہے لیکن بداعتقادی پر نہیں۔

(۱۲)۔تو نفس کی تمنا پوری کرنے میں مصروف ہے اور وہ تجھ کو برباد کرنے میں مصروف ہے۔

☆۔اولاد اطہار:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چھ صاحبزادے ہیں۔جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔صاحبزادہ سید جعفر علی شاہ صاحب (خلیفہ مجاز، آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کانوالہ شریف سیالکوٹ)

۲۔صاحبزادہ سید امتیاز الحسن شاہ صاحب

۳۔صاحبزادہ سید مظہر عباس شاہ صاحب

۴۔صاحبزادہ سید زاہد علی شاہ صاحب

۵۔صاحبزادہ سید شعیب الحسن شاہ صاحب ۶۔صاحبزادہ سید اسد رضا شاہ صاحب

☆۔پیر طریقت، رہبر شریعت صاحبزادہ حضرت پیر سید جعفر علی شاہ صاحب مدظلہ العالی:

جس طرح چاند کی روشنی اس کی کرنوں سے ہوتی ہے اور حضرت پیر سید اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ماہتاب علوم معرفت تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند پیر طریقت، رہبر شریعت، منبع رشد وہدایت، مخزن علم وحکمت حضرت پیر سید جعفر علی شاہ مدظلہ العالی صحیح معنوں میں اس ماہتاب لازوال کی نورانی کرن ہیں ۔وہی ان کا انداز تبلیغ، وہی ان جیسی محبت وشفقت وہی ان کی طرح فیوض وبرکات کی خیرات کا انداز، غرضیکہ حضرت پیر سید جعفر علی شاہ مدظلہ العالی کا حسن تبلیغ متلاشیان منزل صداقت کی خودشناسی سے لے کے خدا آگاہی کی منازل سے ہمکنار کر رہا ہے۔آپ حضرت سید جعفر علی شاہ مدظلہ العالی مریدوں کے دلوں کی دھڑکن اور آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کانوالہ شریف سیالکوٹ سے وابستہ بے شمار ارادت مندوں کی آنکھوں کا تارا ہیں۔آپ نے اپنی زندگی کا بہت بڑا حصہ اپنے عظیم والد اور مرشد حضرت پیر سید اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں گزارا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کی مجلس ایمانی میں چند ساعتیں گزار کر یہی اندازہ ہونے لگتا ہے

کہ ہم حضرت پیر سید اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس اقدس کے مزے لوٹ رہے ہیں۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کنانوالہ شریف سیالکوٹ صرف معرفت و طریقت کا گہوارہ ہی نہیں بلکہ یہاں مکمل طور پر شریعت خداوندی، ارشادات سرکار دو عالم ﷺ اور تعلیمات اسلاف کو بطور خاص ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے۔ یہاں غیر شرعی رسوم اور باطل روایات سے مکمل اجتناب کیا جاتا ہے کیونکہ اس خانوادۂ طریقت کے پاسبان سمجھتے ہیں کہ شہنشاہ دو عالم ﷺ کے بتائے ہوئے راستے سے ہٹ کر دینی اور دنیاوی طور پر فوز و فلاح کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

شریعت مطہرہ کی سربلندی اور تمام امور میں بالادستی کا جو تصور حضرت پیر سید اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پیش نظر تھا وہی مقصد اولیٰ آج ان کے محترم جانشین کی دینی اور روحانی مساعی کا مرکز و محور بن چکا ہے۔ قبلہ عالم حضرت پیر سید اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس مبارک اور ان کے والد ماجد پیر طریقت، رہبر شریعت پیر سید عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے دادا حضور پیر طریقت، اسرار رموز حقیقت حضرت پیر سید راجن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا اجتماعی سالانہ عرس مبارک 23-24 جون آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کنانوالہ شریف سیالکوٹ میں منعقد ہوتا ہے۔ عرس مبارک کی تقریبات میں ملک کے طول و عرض سے ہزاروں عقیدت مند شریک ہوتے ہیں وطن عزیز کے ممتاز علماء کرام اور نعت خواں حضرات کثرت سے شرکت کرتے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار بلاشبہ مرجع خلائق ہے۔ یہ مزار حسن تعمیر کے لحاظ سے سادگی و پرکاری کا حسین نمونہ ہے اس مزار انوار کی ایک جھلک دیکھتے ہی بے قراروں کو سکون و قرار کی دولت نصیب ہونے لگتی ہے۔ یہ مزار نشان منزل اور صاحب مزار منزل طریقت

کا درجہ رکھتے ہیں۔

مزار کی ایک جھلک دیکھتے ہی اس مرد قلندر کی پاکیزہ زندگی کا ایک ایک لمحہ نگاہوں کے سامنے گھومنے لگتا ہے۔ جس کا ہر عمل سنت رسول ﷺ کی عملی تصویر اور جس کا ہر فعل حکم خداوندی کی تفسیر تھا۔ اس مرد حق آگاہ کی پاکیزہ سیرت کا ایک ایک لمحہ ہمیں اس حقیقت کا ادراک بخش رہا ہے۔

یہی لوگ ہیں جن سے دنیا ہے قائم
انہی سے ہی ایمان کی روشنی ہے

﴿شجرہ مقدسہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین﴾

فضل کر یارب مرے حال زبوں پر رحم کر
ڈال مجھ آلودۂ عصیاں پہ رحمت کی نظر

تجھ کو اپنی کبریائی کی قسم اے بے نیاز
مجھ سراپا معصیت پر کر در افضال باز

تجھ کو دیتا ہوں تیرے جود وسخا کا واسطہ
فضل کا رحمت کا بخشش کا عطا کا واسطہ

تیری رحمت کے خزانے میں کوئی کمی نہیں
کیوں ہوں شاکی جانتا ہوں مستحق میں ہی نہیں

میں کہوں بے واسطہ کس منہ سے بخشش کے لیے
کچھ وسیلے پیش کرتا ہوں سفارش کے لیے

کر کرم مجھ پر محمد مصطفیٰ ﷺ کے واسطے
فخر موجودات شاہ دوسرا کے واسطے

اس رسول ﷺ بے نظیر بے بدل کا واسطہ
راز دار خلوت بزم ازل کا واسطہ

رحم فرما حضرت صدیق اکبرؓ کے لیے
عاشق و دلدادہ حسن پیمبر ﷺ کے لیے

حضرت سلمانؓ فارسی بے ریا کے واسطے
حضرت قاسمؒ امام اولیاء کے واسطے

کر امام جعفر صادقؒ کے صدقے میں عطا
تو نجات دائمی کا مجھ کو ذرہ بے بہا
بایزیدؒ و بوالحسنؒ اور بوعلیؒ فارمدی
یاالٰہی لاج رکھ لے ان کے صدقے میں مری
حشر کے دن یوسف ہمدانیؒ کا ساتھ ہو
ان کا دامان مقدس اور میرا ہاتھ ہو
شاہ عبدالخالقؒ و شہ عارفؒ ریوگری
خواجہ محمودؒ و عزیزانؒ صاحب خلق نبی ﷺ
محترم بابا سماسیؒ حضرت میر کلالؒ
حضرت خواجہ بہاؤالدینؒ و عطارؒ اہل حال
حضرت یعقوب چرخیؒ اور عبید اللہ شاہؒ
حضرت خواجہ محمد زاہدؒ اپنے دیں پناہ
ان نفوس پاک کے صدقے میں اے رب الہٰ
دھو جبین معصیت آلود سے داغ گناہ
بخش دے صدقے میں یارب خواجہ درویشؒ کے
خواجہ امکنگیؒ و خواجہ باقی باللہؒ کے لیے
شیخ احمدؒ خواجہ معصومؒ حجت اللہؒ زبیرؒ
خواجہ اشرفؒ اور جمال اللہؒ مرد اہل خیر

حضرت عیسیٰ محمدؒ اور فیض اللہ شاہؒ

خواجہ نور محمدؒ نور بزم و شمع راہ

بخش دے ان کے لیے جو ہیں محمد ﷺ کے فقیر

میرے آقا میرے ہادی اور مرے مرشد کے پیر

قبلہ عالم جناب حافظ عبد الکریمؒ

حامل حکم شریعت صاحب خلق عظیم

آشنائے سرِ حق دانائے رمز الا اللہ

واقف راہ حقیقت، فقر کی جائے پناہ

رحمت حق نے بلا کر لے لیا آغوش میں

جا رہے فردوسیوں کے عالم خاموش میں

استقامت کر عطا اے خدا تا دم آخرت

نہ پھسلیں ہم آقائے راجن علی شاہؒ حامد علی شاہؒ اعظم علی شاہؒ کے واسطے

راہی فردوس ہو کر جا ملے اللہ سے

مسند ارشاد پر قائم ہیں فرزند آپ کے

جن کا سینہ دولت توحید کا گنجینہ ہے

قلب صافی جن کا حسن طور کا آئینہ ہے

ہیں تیری رحمت کی نشانی سید جعفر علی شاہ

اے خدا کر اپنا فضل و کرم ان کو بھی عطا

یا الٰہی ہم مریدوں پر رہیں سایہ فگن
تا قیامت ان پہ ہو فضل خدائے ذوالمنن
ان کے صدقے میں حسن خدام سب ہوں سرفراز
برقرار ان کی رہے دین و دنیا میں آبرو

﴿طریق ختم خواجگان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین﴾

سورۃ فاتحہ مع بسم اللہ سات بار۔ درود شریف سو بار۔ سورۃ الم نشرح لنا سی (۷۹) بار سورہ اخلاص مع بسم اللہ ایک ہزار بار۔ سورۃ فاتحہ مع بسم اللہ سات بار اور درود شریف ایک سو بار۔ آیت کریمہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ پانچ سو بار، درود شریف ایک سو بار، کلمہ طیبہ ایک سو بار، کلمات ذیل ہر ایک کلمہ سو سو بار یَا اَللّٰهُ ۔ یَا عَزِیْزُ ۔ یَا وَدُوْدُ ۔ یَا كَرِیْمُ ۔ یَا وَهَّابُ ۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ ۔ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ ۔ یَا دَافِعَ الْبَلِیَّاتِ ۔ یَا حَلَّ الْمُشْكِلَاتِ ۔ یَا كَافِیَ الْمُهِمَّاتِ ۔ یَا شَافِیَ الْاَمْرَاضِ ۔ یَا مُنَزِّلَ الْبَرَكَاتِ ۔ یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ ۔ یَا رَافِعَ الدَّرَجَاتِ ۔ یَا مُجِیْبَ الدَّعْوَاتِ ۔ یَا اَمَانَ الْخَآئِفِیْنَ ۔ یَا خَیْرَ النَّاصِرِیْنَ ۔ یَا دَلِیْلَ الْمُتَحَیِّرِیْنَ ۔ یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ اَغِثْنَا ۔ یَا مُفَرِّجَ الْمَحْزُوْنِیْنَ ۔ رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۔ یَا اللّٰهُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ ۔ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ ۔ اٰمِیْنَ۔

﴿دیگر ختم ہائے﴾

یہ ختم ہائے دربار عالیہ کا نوانو الہ شریف سیالکوٹ میں روزانہ قبل از ادائے سنت نماز فجر پڑھے جاتے ہیں ذیل کے چند ختم باہم ملا کر بھی پڑھے جاتے ہیں یہ وہ ختم ہیں جن کے

پڑھنے کے لیے قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سیدنا و مرشدنا قبلہ عالم خواجہ حاجی محمد عبدالکریم صاحب قدس سرہ بتقریب سعید زیارت روضہ منورہ زادھا اللہ شرفاً باشارۃ للعالمین سیدنا و شفیعنا رسول اللہ ﷺ مامور ہوئے۔ اول درود شریف ۱۰۰ بار پھر سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ عَلَیْہِ فَاغْفِرْلِیْ ۵۰۰ بار۔ پھر درود شریف ایک سو بار پھر حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ پانچ سو بار یَا خَفِیَّ اللُّطْفِ اَدْرِکْنِیْ بِلُطْفِکَ الْخَفِیِّ پانچ سو بار پھر درود شریف ایک سو بار۔ پھر لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پانچ سو بار پھر درود شریف ایک سو بار۔ یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ اِرْحَمْنَا پانچ سو بار پھر درود شریف ایک سو بار۔

غزل

از صوفی غلام محمد نقشبندی شیخوپورہ

چل بسے ہو چھوڑ کر ہم رفیقاں بے قرار
پتا پتا رو رہا ہے پھول کلیاں سوگوار

آپ کا جانا سبب سوز و غم کی ہے پکار
کیسے بتلاؤں کہ کیوں افسردہ ہے رنگین بہار

آنا جانا اس جہاں میں حق کی تحریر ہے
کس لیے پھر رو رہا ہے دیدۂ دل آپ دار

پیر جی عابد علی نظروں سے او جھل ہو کہاں
آج یہ محفل تمہارا کر رہی ہے انتظار

اہل خانہ غم زدہ اور خادموں کا حال یہ
لے رہے ہیں سسکیاں آنکھیں ہیں پر نم اشکبار

مرشد کامل کے صدقے تو یہ کمال پیر ہے
دو جہاں میں آپ کو جس نے دیا رنگ وقار

بارگاہ ایزدی میں کر رہے ہیں سب دعا
مرشد کی تربیت پر سدا ہو رحمت پروردگار

دست بستہ ہے یہ صوفی کی دعا   کر ہم کو رضائے حق وہ صبر و قرار

اکھیاں دا تارا اڑ گیا

------از صوفی غلام محمد نقشبندی شیخوپورہ------

اکھاں اکوں اج اوہ اکھاں دا تارا اڑ گیا
دل نوں چین آوے کیویں دل دا سہارا اڑ گیا

آل نبی ﷺ عابد علیؒ مولا علیؓ دا پوترا
حضرت خیر النساءؓ دے دل دا پیارا اڑ گیا

لاڈلا راجنؒ ولی دا تے مریداں دی بہار
پنڈی والے دی بزم دا ہے ستارہ اڑ گیا

کون دیویگا تسلی ہن دل رنجور نوں
ہندا سی جس در توں ہر اک دا گزارا اڑ گیا

ساقیا آ جا تیرے لئی خوار بھکن دید نوں
فیر آویں گا جدوں مے خوار سارا اڑ گیا

اعظم وکاظم دی دنیا وچ اندھیرا چھا گیا
جیہڑے دن توں باپ دے رخ دا نظارا اڑ گیا

﴿۱﴾

دے کے داغ جدائی دا خادماں نوں عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ روشن ضمیر ٹر گئے
بدلی کفن دی پہن کے رخ اتے ملک عدم نوں بدر منیر ٹر گئے
مان آسرا آل اولاد دا سن اتے خادماں دے دستگیر ٹر گئے
فانی دنیا نوں مار کے لت صوفی راجن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ دے کول فقیر ٹر گئے

﴿۲﴾

عابد علی شاہ عبدالجبار دوسیں وچ جنتاں خاص مقام ہووے
کملی والے دا وصل نصیب ہووی حور و ملک رضوان غلام ہووے
تیری قبر عقیدت دا بنے مرکز فیض باطنی عام و عام ہووے
ٹر گیا ندی پار لیس بچ رکھیا صوفی ولوں دن رات سلام ہووے

﴿۳﴾

پچھو اوس باغیچے دیاں بوٹیاں نوں جنہاں بوٹیاں کولوں بہار روچھڑے
اوکھی موت مالوں گھڑی نظر آوے غمزدہ جدوں غمخوار روچھڑے
تہہ دل تھیں سارے دعا منگو شالہ کدی نہ کسے دا یار روچھڑے
صوفی پچھ مریداں دا حال کی اے جنہاں کولوں اج عابد سرکار روچھڑے

﴿۴﴾

اعظم علی شاہ تے کاظم علی شاہ پیر سوہنے پھل گلزار تطہیر دے نے

شمس قمر دے وانگ پئے چمک دے نیں دونویں صاحبزادے عابد پیر دے نے

راجن شاہ دیاں خاص نشانیاں نیں تے اچے ضمیر دے نیں

کیوں نہ ہووے فخر صوفی بلند رتبہ پتر پوترے سید فقیر دے نیں

......از صوفی غلام محمد نقشبندی شیخوپورہ......

پنجتنی پھول کا گلدستہ

(از محمد ابراہیم یوسف امرتسری)

کمال والے پنڈ دی دھرتی تے ۔۔۔ دیکھو رحمت رب دی چھائی اے
پیر راجن شاہؒ دا مرد اصدقہ ۔۔۔ رب پنڈ دی شان ودھائی اے
ایہدا حسب نسب رسول ﷺ والے ۔۔۔ ایہہ غنچہ پاک بتول والے
ایہدا آکھا رب نہ موڑدا اے ۔۔۔ ایہدے گھر مشکل کشائی اے
سب رل مل اتھے آندے نے ۔۔۔ منہوں منگیاں مراداں پاندے نے
مرصدقہ عابدؒ پیر دا اے ۔۔۔ ایہدی رب تک ویکھی رسائی اے
اعظم پیر مرا لاثانی اے ۔۔۔ عابد پیر دی خاص نشانی اے
ایہدا چہرا پاک نورانی اے ۔۔۔ ساری خلقت ایہدی شیدائی اے
جیہڑا پیر دی نظر منظور ہویا ۔۔۔ بخت اوس دا حشل طور ہویا
اوہدا سینہ یوسف نور ہویا ۔۔۔ پیر جہات جہدے ول پائی اے

پیش کردہ۔ مولوی غلام رسول شیخوپورہ

عقیدت دے پھُل

(از مولوی محمد انور ساکن کوٹلی بھگوان گجرات)

اس پیر دے در تے چلیے — جیہڑا لج پال سدا ویندا اے
اوہ بھر بھر جھولیاں دیندا اے — جو منگتا در تے اوندا اے

جد سے نام توں مشکل ٹل دے جاے — دل وچ شمع نورانی بلدی اے
جیہڑے نقشبندی دیوانے نے — اس دردے سب پروانے نے

ایہہ منی گل زمانے نے — او خیر وصل دا پاندا اے
سونیا پھل تطہیر دے باغاں دا — اوہ لاون والا جاگاں دا

مٹا ون والا داغاں دا — سوہنا رنگ چڑھاندا اے
بھل جس نوں اپنا پیر جاے — اوہ دنیا وچ اسیر جاے

سنگ اس دا چھڈ تقدیر جاے — اوہ دردر دھکے کھاندا اے
کما نوالہ وسدا اپار رہوے — جیہدے وچ میری سرکار ہوے

کھلا سجناں دا دربار ہووے — جتھے مرشد سے پلاندا اے

عاجز دی عرض منظور کرو، ماں درتوں شاہا دور کرو
میرا خالی جام معمور کرو، عاصی حقدہن عرض سناندا اے

﴿پیراں دا ڈیرہ﴾

(از حاجی بشیر احمد موذن جامع مسجد عابد کما نوالہ شریف سیالکوٹ)

میں تے میرا دل اے کہندا اے

اے ڈیرہ اے پیر دے پیراں دا

حضور ﷺ دے شیدائی پیراں دا

اے ڈیرہ پیر دے پیراں راجن شاہ وزیراں دا

پیر راجن صاحب اس ڈیرے دے بانی نے

دن رات ہر ویلے اس ڈیرے دی کردی نگرانی نے

پیر راجن صاحب نے اس ڈیرے لئی

مٹی کٹھا اکٹھا کیتا تے وچ پانی ملایا

دن رات محنت کر کے او سنگارے نوں خوب کمایا

جس وقت تیار ہویا اوہناں اپنی تھیں اے ڈیرہ بنایا

اس ڈیرے دے کئی دروازے اک مین گیٹ رکھوایا

مین گیٹ تے پیر راجن صاحب دا نام بے لکھوایا

باقی دروازے اپنے نام اندر تے اوہناں وی اپنا نام لکھوایا

اس ڈیرے تے جو کوئی آوے جھولیاں بھر دا جاوے نالے دلی مراداں پاوے

جاندیا ایہوای پکار پکارے اے ڈیرہ پیر دے پیراں دا

اے ڈیرہ پیر دے پیراں راجن شاہ وزیراں دا

ایس ڈیرے تے امیر غریب بڑا چھوٹا جیہڑا وی آوے

اونوں اکوای نظر نال دیکھا جاوے

تے اکوای دیگ وچوں کھاوے ایہو ایس ڈیرے دی پہچان اے

ای ایس ڈیرے توں ہو جایئے قربان اے ڈیرہ پیر دے پیراں راجن شاہ وزیراں دا

ایہہ جیہڑی گل تو انوں سنائی ناں لکھی تے ناں لکھوائی

ناں پڑھی تے ناں کسے نے پڑھائی

ایہہ لوناں دی کرم نوازی نال اپنے آپ ای بن دی آئی

﴿حقیقت دی گل﴾

(از حاجی بشیر احمد مؤذن جامع مسجد عابد کمانوالہ شریف سیالکوٹ)

وصال توں دو دن پہلے حضرت صاحب مسجد اندر آئے

او بیمار سن طبیعت دے بارے پچھیا

او کھلوتے سن بہہ گئے میتوں بیٹھنے دا اشارہ کیتا

میں نیڑے ہو کے بیٹھ گیا فیر اوناں میتوں گل سنائی

اساں بہت لمبی بیماری ہے پائی

ہن بہت جلدی دو دن وچ مشکل حل ہو جانی اے

نہیں بیماری کوئی اے تے نہیں دوائی کھائی اے

گل سی اوناں نے راز اندر رکھی سمجھ میری وچ نہ آئی

ٹھیک دو دن بعد پے گئی دہائی حضرت صاحب رحلت ہے فرمائی

گل سن لو پیر بھائی تے گل حقیقت والی سنائی

بہت رویا تے بہت پچھتایا تینوں سمجھ کیوں نہ آئی ہن پیش نہ جاندی کوئی

جس وقت غسل دی کیتی تیاری تے جھٹ جسم تے لایا

جسم وانگ ریشم دے پایا میرے اندروں آواز آئی

میرے دل نے دتی دہائی اے نے زندہ

سوہنی صورت ہے چھپائی گل سن لو پیر بھائی

گل توانوں حقیقت والی سنائی

بہت رویا تے بہت پچھتایا پیش نہ جاندی کوئی

آخر دل نوں لیا سمجھا تو ایویں ماں رولایا

اے موت ربانی نبی پیغمبراں توں ہندی آئی

گل سن لو ویر بھائی تے گل حقیقت والی سنائی

اک پیالہ تے اک کنگھی منگائی اوہناں دی پائی

پیالے وچ پانی پلایا تے کنگھی نال کر تے خارش کرائی

گل سن لو ویر بھائی تے گل حقیقت والی سنائی

دیکھو عجب وقت آیا میرے اگے ساریاں گلاں کردے سن

ہن اک وی گل کردے نئیں

میریاں گلاں ساریاں سن دے اپنی گل سناندے نئیں

مینوں اج معلوم ہویا اہن سچے کھرے گلاں کردے نے

تے جی جی ہاں سچے کردے نے

”بزمِ نقشبندیہ“

جن کتابوں سے مدد لی گئی (مآخذ و مراجع)

۱۔ القرآن الحکیم۔ ترجمہ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ مشکوٰۃ شریف۔ امام ولی الدین الخطیب رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ تفسیر مظہری۔ ترجمہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور

۵۔ الاتقان فی علوم القرآن علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ مترجم: مولانا محمد حلیم انصاری

۶۔ خزینۃ الاصفیاء۔ مرتب: مفتی غلام سرور لاہوری رحمۃ اللہ علیہ۔ لاہور

۷۔ انوار اولیاء۔ رئیس احمد جعفری رحمۃ اللہ علیہ۔ لاہور

۸۔ النبی الخاتم ﷺ۔ سید مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔ لاہور

۹۔ مکتوبات امام ربانی اردو ترجمہ: مولانا محمد سعید احمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ۔ لاہور

۱۰۔ انوار اصفیاء۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور

۱۱۔ زبدۃ المقامات۔ خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۔ حضرات القدس۔ (اول۔ دوم) علامہ بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔ تاریخ ارض القرآن کامل سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۔ شواہد النبوت (جامی رحمۃ اللہ علیہ) ترجمہ مولانا بشیر حسین ناظم مکتبہ نبویہ لاہور

۱۵۔ تجلیات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ۔ علامہ محمد عبد الحکیم اختر شاہجہانپوری

۱۶۔ سیرت رسول عربی ﷺ۔ علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۔ سیرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

۱۸۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ۔ علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے محبوب صوفیاء۔ اعجاز الحق قدوسی

۲۰۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور علماء پاک و ہند۔ اعجاز الحق قدوسی

۲۱۔ نفحات الانس (جامی رحمۃ اللہ علیہ) مترجم: شمس بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ۔ مدینہ پبلشنگ کراچی

۲۲۔ کیمیائے سعادت (امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ) مترجم: مولانا محمد سعید نقشبندی

۲۳۔ تاریخ مشائخ چشت ۔ مولانا محمد خلیق احمد نظامی

۲۴۔ مرآۃ الاسرار ۔ عبدالرحمان چشتی رحمۃ اللہ علیہ

۲۵۔ سیر العارفین ۔ علامہ فضل اللہ جمالی رحمۃ اللہ علیہ

۲۶۔ تصوف اور سریت ۔ پروفیسر لطیف اللہ ۔ لاہور

۲۷۔ بہار تصوف یعنی اسرار تصوف ۔ سید نجیب اللہ چشتی قادری

۲۸۔ معارف مثنوی ۔ حکیم مولانا محمد اختر رحمۃ اللہ علیہ

۲۹۔ تاریخ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ ۔ (ترجمہ) نفیس اکیڈمی کراچی

۳۰۔ سیرت النبی ﷺ (جلد اول) علامہ شبلی نعمانی

۳۱۔ اللہ کے ولی ۔ خان آصف ۔ جنگ پبلشرز لاہور

۳۲۔ تذکرہ نقشبندیہ خیریہ ۔ علامہ محمد صادق قصوری ضیاء القرآن لاہور

۳۳۔ جواہر مجددیہ ۔ خواجہ احمد حسین امروہوی ۔ لاہور

۳۴۔ دی نقشبندیہ (انگریزی) ۔ سردار علی خان ۔ شرقپور شریف

۳۵۔ رسائل نقشبندیہ ۔ علامہ اقبال احمد فاروقی ۔ لاہور

۳۶۔ تعرف ۔ امام ابوبکر ابو اسحاق ۔ ترجمہ ڈاکٹر پیر محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ

۳۷۔ سر دلبراں ۔ سید محمد ذوقی شاہ کراچی

۳۸۔ شب جائے کہ من بودم ۔ شورش کاشمیری لاہور

۳۹۔ کشف المحجوب ۔ (اردو) ترجمہ ۔ مولانا ابوالحسنات لاہور

۴۰۔ شرح کشف المحجوب (اردو) مولانا کپتان واحد بخش سیال رحمۃ اللہ علیہ ۔ لاہور

۴۱۔ گنبد خضریٰ ۔ علامہ محمد معراج الاسلام ۔ لاہور

۴۲۔ مسجد نبوی ﷺ ۔ علامہ محمد معراج الاسلام ۔ لاہور

۴۳۔ ہندوستان میں وہابی تحریک ۔ ڈاکٹر قیام الدین ۔ کراچی

۴۴۔ مخزن اخلاق ۔ رحمت اللہ سبحانی ۔ لاہور

۴۵۔ مقامات خیر ۔ شاہ زید ابو الحسن ۔ دہلی (انڈیا)

۴۶۔ مضامین قرآن حکیم ۔ زاہد ملک ۔ فیصل ۔ لاہور

۴۷۔ فیروز اللغات (اردو جامع) مولوی فیروز الدین رحمۃ اللہ علیہ ۔ لاہور

۴۸۔ گلزار ابرار ۔ محمد غوثی ماندوی رحمۃ اللہ علیہ

۴۹۔ شان حبیب الرحمٰن ۔ مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ ۔ لاہور

۵۰۔ انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر ۔ مولانا سید ابو الحسن ندوی رحمۃ اللہ علیہ

۵۱۔ دلی کے بائیس خواجہ ۔ ڈاکٹر ظہور الحسن شارب ۔ لاہور

۵۲۔ صوفیائے نقشبند ۔ حکیم سید امین الدین احمد ۔ لاہور

۵۳۔ اکابر تحریک پاکستان ۔ علامہ محمد صادق قصوری ۔ لاہور

۵۴۔ بانگ درا ۔ علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ ۔ لاہور

۵۵۔ شرح اسرار و رموز (اردو) علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ ۔ لاہور

۵۶۔ رموز ایمان ۔ ڈاکٹر غلام جیلانی برق ۔ لاہور

۵۷۔ رابطہ شیخ ۔ پیر عبداللطیف نقشبندی ۔ لاہور

۵۸۔ بیعت کی تکمیل اور تربیت ۔ پیر عبداللطیف نقشبندی ۔ لاہور

۵۹۔ نشان منزل ۔ پیر عبداللطیف نقشبندی ۔ لاہور

۶۰۔ حضور قلب ۔ پیر عبداللطیف نقشبندی ۔ لاہور

۶۱۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے فکری آئینے ۔ مرتبہ احسن رضوی ۔ لاہور

۶۲۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے نجوم ہدایت ۔ ڈاکٹر ظہور احمد اظہر

۶۳۔ الرحیق المختوم ۔ صفی الرحمٰن مبارکپوری ۔ لاہور

۶۴۔ نقوش (اقبال رحمۃ اللہ علیہ نمبر) ادارہ فروغ اردو ۔ لاہور

۶۵۔ مکتوبات صدی (اردو ترجمہ) سعید کمپنی ۔ کراچی

۶۶۔ تعلیمات غزالی رحمۃ اللہ علیہ ۔ محمد حنیف ندوی ۔ لاہور

٦٧۔ روحانیت اسلام۔ مولانا واحد بخش سیال چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ۔
٦٨۔ تفسیر منہاج القرآن (سورۃ فاتحہ وجزو اول) پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری۔ لاہور
٦٩۔ انسان کامل (اردو ترجمہ) نفیس اکیڈمی لاہور
٧٠۔ رسالہ قشیریہ۔ امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ (اردو) مترجم: ڈاکٹر پیر محمد حسن۔ اسلام آباد
٧١۔ آداب المریدین۔ شیخ ابو النجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ۔ لاہور
٧٢۔ شفاء العلیل ترجمہ قول الجمیل۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ لاہور
٧٣۔ انفاس العارفین شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ لاہور
٧٤۔ حضرت مجدد اور ان کے ناقدین۔ شاہ ابو الحسن زید فاروقی۔ دہلی (انڈیا)
٧٥۔ جواہر نقشبندیہ۔ محمد یوسف مجددی رحمۃ اللہ علیہ۔ فیصل آباد
٧٦۔ سفینۃ الاولیاء۔ دارا شکوہ۔ ترجمہ: محمد وارث کامل۔ لاہور
٧٧۔ سکینۃ الاولیاء۔ دارا شکوہ۔ ترجمہ: مرزا مقبول بدخشانی۔ لاہور
٧٨۔ تاریخ دعوت وعزیمت۔ علامہ ابو الحسن ندوی رحمۃ اللہ علیہ۔
٧٩۔ تذکرہ مولانا ابو الکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ۔ لاہور
٨٠۔ انوار الکریم۔ پروفیسر انیس احمد شیخ رحمۃ اللہ علیہ
٨١۔ انسانیت موت کے دروازے پر۔ مولانا ابو الکلام آزاد
٨٢۔ قصص الانبیاء۔ مولانا عبد المنان۔ کراچی
٨٣۔ محمد رسول اللہ ﷺ ترجمہ: شیخ محمد رضا۔ تاج کمپنی لاہور
٨٤۔ رود کوثر۔ شیخ محمد اکرام۔ لاہور
٨٥۔ آب کوثر۔ شیخ محمد اکرام۔ لاہور
٨٦۔ موج کوثر۔ شیخ محمد اکرام لاہور
٨٧۔ مدارج النبوت (دو جلد) شیخ عبد الحق محدث دہلوی۔ مترجم: مفتی غلام معین الدین نعیمی
٨٨۔ مکاشفۃ القلوب (امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ) ترجمہ: تقدس علی خان۔ سکھر
٨٩۔ اخبار الاخیار۔ ترجمہ: شیخ عبد الحق محدث دہلوی۔ کراچی

۹۰۔ مسلک امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ۔ مولانا محمد سعید نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ۔ لاہور

۹۱۔ طبقات الکبریٰ۔ علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ۔ ترجمہ: سید عبدالغنی وارثی۔ کراچی

۹۲۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ۔ سید زوار حسین شاہ۔ کراچی

۹۳۔ حیات باقی رحمۃ اللہ علیہ۔ سید رشید احمد ارشد۔ کراچی

۹۴۔ حضرت مجدد کا نظریہ توحید۔ ڈاکٹر برہان احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ۔ کراچی

۹۵۔ بزم صوفیہ۔ سید صباح الدین عبدالرحمٰن۔ کراچی

۹۶۔ تاریخ فیروز شاہی۔ ضیاء الدین برنی